

ماهنامه
بزرگوار
دیوبند



مترجم: - عامر عثمانی وزیر اعلیٰ فضل عثمانی (فاضلین دیوبند)

DUPP. E. NAJAF

در بخف

دھات کا سرمہ میں مضبوط خشکی
مضبوط خول

اولا میں سرسوں کا بادشاہ



- اندھے بن کے سوائے آنکھوں کی تمام بیماریوں کا تیر بہ تیر علاج
- دھند، موتیا، جالا، رتوند، پڑبال اور سرخی وغیرہ کے لئے پینٹ نام شفا۔
- بارہ سال سے بے شمار آنکھوں کو فائدہ پہنچا رہا ہے۔

- درست نگاہ والے بھی اسے استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ آخری عمر تک نگاہ کو قائم رکھتا ہے۔
- ہدایات ساتھ بھیجی جاتی ہیں۔ عمدہ پکننگ مضبوط اور نازہ
- نوٹ۔ بہ خالص جستی کی سیائی سلائی ۲ میں طلب کیجئے۔

چند تعریفی خطوط کی نقلیں ملاحظہ فرمائیے

شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
صَدَّقَ حَقِيْقَةً عَلٰی مَا هُوَ شَدِيدٌ
اور شاہ فرماتے ہیں۔ آپ کا سرمہ اس درجہ مفید ہے کہ اس کی توصیف میں آپ جو چاہیں میری طرف سے تصدیق میں اس کی تصدیق کروں گا۔

میں پہنچا ہوں۔
ڈاکٹر ظفر یار خاں صاحب اہم جی، آئی، این ایم آئی
زم انمولوی سہیل لکھنؤ
سرمہ نجف آنکھوں کی بیماریوں کیلئے بہت فائدہ مند ہے میں نے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ اس کے استعمال سے آنکھوں کی روشنی میں ترقی ہوتی ہے۔

یہ رائے دو لگا کہ اس سرمہ کو استعمال کریں۔
سابو جوالا سرمن صاحب سائل عظم مراد آباد دمبر کونسل
میں نے سرمہ نجف کا استعمال کیا نہایت مفید پایا۔
خان بہادر مولوی حاجی حکیم محمد علی خاں صاحب
عرف کہ میں انیس اعظم
سرمہ نجف بہت عمدہ سرمہ ہے۔ میں نے بہت سے شخصوں کو دیا۔ انھوں نے استعمال کیا اور بے حد تعریف کی۔

مولانا شہتیر احمد صاحب عثمانی رحتم فرماتے ہیں
میں نے سرمہ نجف استعمال کیا اور دوسرے اعزاء کو استعمال کرایا نہیں اسکے بہت سے شریکوں میں نے استعمال کئے سب سے اچھا اور بہتر اسے پایا۔ مجھے اسید ہے کہ شخص اسکو استعمال کرے گا وہ میرے بیان کی تصدیق صرف زبان سے نہیں بلکہ آنکھوں سے کرے گا۔

حکیم کنہیا لال صاحب وید سہارن پور
سرمہ نجف اکثر مریضوں کو دیا گیا اور اس کے استعمال سے ان کو فائدہ پہنچا سرمہ نجف آنکھوں کے امراض کے واسطے نہایت مفید ہے۔ میں پبلک سے سفارش کرتا ہوں کہ اسکے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک تولہ پانچ روپے۔ ۶ ماشہ تین روپے
ایک ساتھ تین شیشیاں منگائے پرمھولڈنگ
ایک یا دو شیشی پر ایک ہی محصول صرف ہوگا۔
یعنی جو سرمہ کی قیمت کے علاوہ ہے۔

مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دیوبند قنبرا ہیں
میں نے یہ سرمہ استعمال کیا۔ آنکھوں کو تقویت اور چلائیے
میں مفید پایا۔ اسید ہے کہ اہل بصیرت اس بصارت افزا سرمہ کا استعمال کر کے اسی نتیجہ پر پہنچیں جس پر بعد تجربہ کے

ڈاکٹر انعام الحق صاحب ایل ایم ایچ بیوٹیک
ایف۔ آر۔ سی۔ بی۔ ایس۔ آر۔ ٹیس مارہرو
میں نے سرمہ نجف کو اپنے بہت سے مریضوں پر استعمال کیا آنکھوں کے امراض میں مفید پایا میں ہمیشہ ہر شخص کو

انکے علاوہ بھی اور بہت سے خطوط موجود ہیں

ہندوستان کا پتہ:- دارالفیض رحمانی دیوبند۔ ضلع سہارن پور۔ یو پی
پاکستان کا پتہ:- شیخ سلیم اللہ صاحب بنی ۲۰۷ ناظم آباد کراچی۔
پاکستانی حضرات اس پتہ پر قیمتیں مع محصول ڈاک رو اندازہ کر کے رسید
منی ڈیوڑ میں بھیجیں۔ ہال روانہ کر دیا جائے گا۔

تاج کینیڈا کے کچھ نادر تحفے

ایچ ایس جوبون

قرآن مترجم (۷)

ترجمہ شاہ عبدالقادر۔ حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن۔ سائز۔ چوڑائی سات انچ لمبائی بالشت سے کچھ کم۔ صفحات ۱۱۱۱ آغاز میں رموز اوقاف۔ سورتوں کی فہرست۔ کاغذ آرٹ۔ ٹائٹل پیرنگا تمام چھپائی دورنگی۔ ہر صفحہ پر حسین میل۔ جلد سالم کراچی خوشنما جس پر نہری ڈالی ہے۔ ہدیہ چودہ روپے۔

قرآن مترجم (۸)

ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی۔ حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن سائز۔ انچ لمبا پانچ انچ چوڑا۔ جلد کراچی۔ تمام چھپائی دورنگی۔ حروف بہت ہی صاف اور اعراب واضح خاص الخاص چیز ہے۔ ہدیہ سات روپے آٹھ آنے۔

قرآن بلا ترجمہ (۹)

تمام کی تمام سہ رنگی چھپائی۔ ہر صفحہ پر بہت ہی نفیس میل۔ کاغذ عمدہ۔ حروف روشن۔ جلد نیسی۔ سائز نو انچ لمبا سات انچ چوڑا۔ ہدیہ پندرہ روپے۔

قرآن بلا ترجمہ (۱۰)

سائز چھوٹا۔ لمبائی سات انچ چوڑائی پانچ انچ۔ تمام چھپائی دورنگی۔ جلد کراچی۔ ہدیہ ساڑھے چار روپے للہ تعالیٰ بہت چھوٹی لیکن صاف حروف والی۔ جیبوں میں بخوبی آجانے والی۔ جلد کراچی۔ ہدیہ تین روپے۔

قرآن مترجم (۱۱)

ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن۔ چھپائی اعلیٰ زمین سر حسین، تاج کینیڈا کی تمام معروف غوموں کے ساتھ جلد نقش سائز بڑا دعاسم قراؤں کے برابر۔ ہدیہ چھ روپے۔

قرآن مترجم (۱۲)

ترجمہ مولانا اشرف علی۔ حاشیہ پر شہد تفسیر بیان القرآن کا خلاصہ چڑھایا گیا ہے۔ رنگ در عنائی کا مرقع۔ حسین دگلش دسائز بڑا عام قرآنوں جیسا، جلد خوشنما نہری ڈالی۔ ہدیہ بائیس روپے۔

قرآن سفری ایڈیشن (۱۳)

بہت چھوٹی حمائیں لکھی سفر کے لئے مناسب ہوتی ہیں۔ لیکن جو لوگ ان کے باریک حروف پڑھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ سفری ایڈیشن چھاپا گیا ہے۔ مختصر ناول سائز ہونے کی باوجود حروف روشن اور علی ہیں۔ ہدیہ صرف چار روپے۔ للہ تعالیٰ (اس سے قدیمے بڑے سائز کا آٹھ روپے)

مجموعہ وظائف مترجم (۱۴)

سورہ یس۔ فتح۔ انبیاء۔ واقفہ۔ ملک عزت۔ نجم۔ والضحیٰ۔ الانشراح۔ القدر۔ العصر۔ ہفت میل شش قطر راغدا۔ شش دعائے حج العرش۔ درود تاج۔ درود لکھی۔ عہد نامہ۔ درود مستغاث۔ درود اکبر۔ دعائے امن۔ سنت رنگالا جواب ٹائٹل نفیس دورنگی چھپائی۔ کاغذ آرٹ۔ جلد کراچی۔ ہدیہ چار روپے۔ للہ تعالیٰ

مجموعہ وظائف بلا ترجمہ (۱۵)

ادھی سب سورتیں وغیرہ جو مترجم میں ہیں۔ سائز اُس سے چھوٹا ہے۔ ہدیہ ایک روپیہ بارہ روپے عجم پنجسورہ مترجم انہایت اعلیٰ کاغذ اور کئی رنگ لگی نفیس چھپائی قابل دید تحفہ ہے۔

یازدہ سورہ مترجم (۱۶)

ہدیہ تین روپے چار آنے۔ یہ بھی پنجسورہ کی طرح عجیب حسن و جمال کا مرقع ہے۔ ہدیہ تین روپے آٹھ آنے۔

تراجم مناجات مقبول مع قربات عند اللہ صلوة الرسول یہ وہی مشہور و مقبول تفسیر ہے جس میں دعاؤں کے ورد کا مناسب طریقہ اور ہر روز کے منظر میں وغیرہ مقرر کر دی گئی ہیں۔ منظوم مناجات اور دیگر تمام احکامات شامل کتاب ہیں۔ حسن صورت کے لئے بس تاج کھینی لاہور کا معیار سامنے رکھئے۔ قیمت مجلد نمونہ روپے آٹھ آنے

نماز مترجم بہت خوبصورت اور نئی چھپائی۔ کاغذ آرٹ ٹائٹل دورنگا خوش نما قیمت صرف ۸ روپے۔ قرآن و حمانس کے آڈر میں وہ نمبر ضرور تحریر فرمائیے جو اد پر نام کے ہمراہ دیتے گئے ہیں۔ طلب میں جلدی کیجئے۔ یہ تحائف بارہ دنوں ملتے رہنے مشکل ہیں۔ بیخبر۔

حدیث کی چند مشہور کتب کا اردو ترجمہ

موطا امام مالک مترجم (عربی مع اردو) "موطا امام مالک احادیث نبوی کا وہ بیش بہا ذخیرہ ہے جس کو ساہن سال امام مالک نے ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی تصحیح کردہ احادیث سے انتخاب فرمایا کہ مسلمانان عالم کے لئے مرقب کیا۔ کتاب اصل عربی با اعراب اور اس کے مقابل اردو ترجمہ از علامہ وحید الزماں مع ضروری فوائد اس علم کی کے ساتھ طبع ہوتی ہے کہ آج تک اسکی طباعت کتابت کا ایسا حق ادا نہ ہوا ہو گا۔ صفحات 492 کاغذ سفید۔ ہدیہ بلا جلد بارہ روپے مجلد معمولی تیرہ روپے (مجلد نچتہ چودہ روپے)۔

مشکوٰۃ شریف (اردو) اچھے ہزار سے زائد احادیث نبوی کا بیش بہا ذخیرہ۔ یعنی حدیث کی گیارہ کتابوں بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، مسند امام احمد، سنن امام مالک، امام شافعی، بیہقی اور دارمی کا عطر۔ اس کتاب میں مشکوٰۃ عربی کی تمام احادیث کا مکمل ترجمہ مع ضروری تفسیحات کیا گیا ہے۔ اور حاشیہ پر بھی عنوان قائم کر دیئے گئے ہیں۔ دو جلدوں میں کارل ہے۔ کاغذ سفید۔ کالہ۔ ہدیہ بلا جلد سوکر روپے۔ اور جلد معمولی اٹھارہ روپے (مجلد اعلیٰ بیس روپے)۔

ترمذی شریف (اردو) بخاری و موطا امام مالک کے بعد اب صحیح سند کی مشہور کتاب ترمذی شریف ترمذی شریف کا بھی اردو ترجمہ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ سفید عمدہ کاغذ نفیس طباعت و کتابت۔ حصہ اول مجلد دس روپے حصہ دوم مجلد دس روپے۔ دونوں حصے ایک ہی وقت طلب کریں تو آٹھ بیس روپے۔

بلوغ المرام یہ عوام حافظان حرج کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ جس کی اصل اور اردو ترجمہ ایک ساتھ شائع کیا گیا ہو۔ ابن حجر اور دیگر سنن احادیث سے منتخب کئے ہوئے دینی احکام کا گلدستہ ہے۔ جو کون سے میں دریا کے مراد ہے۔ کم تعلیم یافتہ اور زیادہ بڑے لکھے دونوں اس کتاب سے براہ فہمائیدہ اٹھا سکتے ہیں۔ (قیمت جلد اول چودہ روپے) ہر قسم کی کتابیں پتہ ذیل سے طلب فرمائیے

مکتبہ تجلی دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔ پی۔)

کتاب الصلوٰۃ

امام الحدیث حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کا اردو ترجمہ جو نماز کو درست ترین طریقہ پر ادا کرنے کیلئے بہترین عمل پر ہدایت، مترجم نے ترجمہ کیلئے حضرت امام کی جیات مبارک پر بعضی روئی ڈالی ہے اور فقہ مطلق قرآن کو سلسلہ میں امام صاحب نے جو عظیم نکالیں نکھائیں انکا پورا حال اثر دیگر طریقہ پر درج کیلئے قیمت مجلد پندرہ

حکایات صحابہ

صحابی مردوں اور عورتوں وغیرہ کے وہ سبق آموز ایمان افروز واقعات جن کے مطالعہ سے روح تازہ اور سینہ کشادہ ہوتا ہے۔

تازہ ایڈیشن عمرہ کتابت و طباعت اور تصفیح کاغذہ قیمت مجلد دو روپے۔

حیات المسلمین (اردو)

عظیم الامت حضرت مولانا اشرف علی نے اس کتاب میں سچائی اور حقیقت کی ہر جگہ اختیار کر کے مسلمان کی زندگی صحیح معنی میں اسلامی زندگی جو صحابی ہے، جو ہم اصول عقائد اور اعمال و عبادات مختلف مذہبوں کو نہیں بکھری ہے، بلکہ سچائی کے ہر شخص کیلئے تکمیل عقائد اور تکمیل عبادت کی مشکل راہ آسان کر دی ہے، مجلد صحیح خوبصورت ڈسٹ کور قیمت پندرہ

تعلیم الدین (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی۔ بہت آسان اردو میں دین کے ضروری احکام کی تشریح و تشریح شریک بدعت کی تفصیل، تصوف کے نکات پر مصلحتاً انگریزیت۔ تصوف و تصنیف، سماع اور دیگر اہم حاشا وغیرہ وغیرہ۔

مجلد قیمت پندرہ

استاعت اسلام

دین اسلام کو سچے سچ قبول کرنے اور اسے عمل میں لگانے اور عقائد و احکامات کو صحیح طور پر سمجھنے اور اس کی شہادتوں کے ساتھ شہادتی کی کتاب میں اتنی تفصیل و تحقیق موجود ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے والے کو اس قدر شوق اور جذبہ پیدا ہوگا کہ وہ اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے گا۔

قیمت دو روپے

(مجلد سات روپے)

عربی جماعتیں رہا رہا ساتہیں

اس کتاب میں ان جماعتوں کا حال ہے جو عربی زبان میں تعلیم کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں ان جماعتوں کے اساتذہ کرام کی تفصیلی معلومات دی گئی ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے کو اس قدر شوق اور جذبہ پیدا ہوگا کہ وہ اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے گا۔

قیمت نصف روپے

اصلاح الرسوم (اردو)

از حضرت مولانا اشرف علی۔ زندگی کے ہر شعبہ میں تیار رہنے اور طریقہ ایسے رائج ہونے میں کہ جو فی الحقیقت غیر اسلامی ہیں۔ لیکن ہم لا علمی و سبب انکی برائی سے واقف نہیں۔ ایسے رسم و رواج کی اصلاح کیلئے حضرت عظیم الامت کی تصنیف جس پر ہاتھ ہو۔ زبان عام فہم سلیس۔ ہجرت سال "صحافتی مقالہ" بھی شامل ہے کتاب مجلد صحیح خوبصورت رنگین ڈسٹ کور۔

قیمت

اعجاز القرآن

قرآن مجید کی عظیم صفت کا شہرہ جو عوامی حلقوں میں آج کل کی سب سے زیادہ سنی ہوئی ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے والے کو اس قدر شوق اور جذبہ پیدا ہوگا کہ وہ اس کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لے گا۔

آداب التبی

توحہ الاسلام امام غزالی کا ایک ایمان افروز رسالہ جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی اوصاف اور علیہ شریفہ و عجزات و عیبہ و اختصار و سلاست کے ساتھ صحیح لکھے گئے ہیں۔

قیمت نصف روپے

ملکتیہ تجستی دیوبند روپوں کی

مصباح اللغات

اردو عربی لغت کی ایک عظیم الشان کتاب۔ پچاس ہزار سے زائد عربی

الفانہ کی اردو تشریح۔ یہ عظیم الشان عربی اردو لغت پچھتر سو سال کے لحاظ سے بے مثال ہے۔ جہاں تک عربی سے اردو میں لغات کے ترقی اور تشریح کا تعلق ہے۔ آج تک اس درجہ کی کوئی دیکھنری وجود میں نہیں آئی۔ ساہاساں کی عربی ریزی اور گوشوں کے بعد عربی لغت کے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل عظیم القدر لغت اصحاب ذوق کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

المنجد عربی لغت کی جدید کتابوں میں اس وقت سب سے زیادہ جامع اور پذیر گھی جاتی ہے۔ مصباح اللغات میں نہ صرف اس کتاب کا پورا عطر کشید کر لیا گیا ہے۔ بلکہ اس کی ترتیب میں عربی لغت کی بہت سی دوسری نادر پیر اور نغمہ کتابوں سے اخذ و انتظام کی تمام صلاحیتوں کو کام میں لاکر بدلی گئی ہے جیسے تاج العروس، اقرب الموارید، جہرۃ اللغة، نہایہ ابن اثیر، مجمع البہار، مفردات الامام راغب، کتاب الفاعل، المنجد، المصابیح، معجم العربی، مصباح اللغات، طائر اللہ، عربی سے دھسی رکھنے والا (انگریزی) اور اردو زبان سب کچھ بے حد مفید ہے۔ جلد خوبصورت اور شہرہ آفاق، قیمت سوا روپے۔

الفروق

مصنفہ: مولانا شبلی علیہ الرحمۃ۔۔۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی سیرت حالات اور کتاب میں عربی شہور و مقبول ہوئی وہ صحیح مراد غیر حقیقت ہے کہ اسلام کے امر فرائض عظیم اور اہل بیت کی زندگی اور عبادت کی تفصیل الفروق سے زیادہ اور کسی اور کتاب میں اور ہوتی۔ اس کتاب کی سیرت اور احادیث و فضائل کا بیان جو بارہ ایت جگہ کاتے ہیں عہد خلافت کے سیرت، انکیز واقعات۔ آپ کے علمی ذہنی اور ترقی دار علم اور زندگی معکوں کی صحیح تفصیل شامل ہے۔ کتاب میں ایسی نکتے بھی شامل کتاب میں اسلامی تاریخ کی سیرت اور فرائض اور صحیح جانے کیلئے الفروق ایسی نکتوں کی وضاحت ہے۔

قصص القرآن

ایک عظیم الشان مذہبی اور علمی ذخیرہ اردو زبان میں

حصہ اول: حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت موسیٰ ہارون تک تمام پیغمبروں کے مکمل حالات و واقعات۔ قیمت چھ روپے۔ حصہ دوم: حضرت یوشع علیہ السلام سے لیکر حضرت نبی علیہ السلام تک تمام پیغمبروں کی مکمل سوانح حیات اور دعوت حق کی تفصیلات تشریح و تفسیر۔ قیمت چار روپے۔

حصہ سوم: اصحاب کلمہ و انزیم اصحاب القریۃ، اصحاب السبت، اصحاب الرس، بیت المقدس اور یہود، اصحاب الک خدود، اصحاب الفیل، اصحاب الجحہ، ذوالقرنین اور سید سکندری، سبا اور یسعیل عرم وغیرہ۔ قصص القرآن کی مکمل و نفاذ تفسیر۔ قیمت پانچ روپے۔ حصہ چہارم: حضرت عیسیٰ اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلام کی تفصیلات، قیمت چھ روپے آٹھ کے مکمل سیرت و حیات کی تفصیلات اور یہود اور مسلمانوں کے مہذبہ الگ الگ بھی نسیب کیا جا سکتا ہے۔

ترجمان السنۃ

ارشاد اہل نبوی کا جامع دستند ذخیرہ اردو زبان میں

جلد اول: اردو میں آج تک حدیث کے چند مختصر اور ناقص تراجم کے سوا کوئی ترجمہ الشان کار نامہ انجام نہیں دیا گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ "ترجمان السنۃ" کے نام سے حدیث کا عظیم الشان سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ حدیث کی اصل حدیث صحیح اعراب سے ساتھ میں سلیس عام فہم ترجمہ اور تفسیری نوٹ، شہرہ میں ایک ہی سلسلہ مقدمہ ہے جس میں ارشادات نبوی کی اہمیت اور احادیث و احادیث کا صحیح ترین بحث کے علاوہ عربی حدیث کی تاریخ اور مقام اور اللہ و نبوت اور دیگر اہم ترین عنوانوں پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے بعض مشہور ائمہ و اہل بیت اور اکابرین کی حدیث کے ساتھ ہی شامل کیے گئے ہیں۔ ہر حصہ میں پچھلے (مجلد بارہ روپے) جلد دوم: حدیث مت، اہل بیت اور صحابہ کی حدیثیں اور ان کی مختلف جگہوں میں ذکر کیا گیا ہے اور ان کی نسبت لایا گیا ہے۔ اسلام کا تمام اہم باب اس پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اس کی سب سے پہلی اس میں موجود ہے۔

مکتبہ علمی دیوبند ضلع سہارنپور دیوبند

فتنہ انکار حدیث کا منظر و پس منظر

ابن قرآن کا لقب اختیار کر کے حدیث کا انکار کرنے والے خاد میں اسلام کا پورا حال۔ ان کے علم و کمال کے نمونے۔ ان کی ذہنیت اور مقاصد کے خاکے۔ ان کی تدلیس و تلبیس کا نقشہ۔ ان کے دعوؤں کی حقیقت۔ ان کی خدمت اسلام کا حقیقی مفہوم اور دیگر ضروری تفصیلات کے لئے یہ کتاب اپنا جواب آپ ہے۔ اس کے مطالعہ کے بعد انشاء اللہ آپ ابن قرآن کی قرآنی دشمنی سے خبر نہ رہیں گے۔ اسے پڑھئے اور ضرور پڑھئے۔ دو حصوں میں صفحہ ۱۲۴

قیمت چھ روپے آٹھ آنے

سنت رسول

یہ ایک شامی عالم کی معرکہ الآراء تصنیف ہے جس میں حدیث کی تاریخ پر محققانہ روشنی ڈالنے کے علاوہ صحابہ اور تابعین وغیرہ کے طرز عمل اور دیگر متعلقہ پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ تمام دلائل قرآن و حدیث کے حوالوں سے دلپذیر انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے چار آنے

ماہر القادری سفر حجاز کا اثر کاروان حجاز

کتاب پڑھتے ہوئے آپ محسوس کریں گے کہ جیسے خود بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ اور وہ عظیم رسول پر حاضر ہیں! شعر و ادب، جوش و بیان اور قوت و شہدہ کا خوش گوار امتزاج! خدا اور رسول کی محبت پر سطر میں جھلکتی ہوئی اسفر نامہ نہیں دین و دانش کا مشہور ادیب۔ مولانا کبیر مہدی کا دیوانہ جہانگیر قادری جیسے ادیب و شاعر کی حدیثی خوانی۔ آپ کے دل کی دھڑکنیں گنگا میں گئی۔ اور آپ کی آنکھوں سے خدا اور رسول کی محبت کے آنسو رواں ہوں گے۔ خوبصورت اسر ورق دیدہ زیب کتابت و طبعیت۔ قیمت مجلد چار روپے۔ علاوہ ڈاک خرچ۔

تفسیر التوریا دارود
یعنی خواہ نامہ
مصنف۔ امام محمد بن یحییٰ بن زکریا رضی اللہ تعالیٰ
ترجمہ عام فہم۔ ہر طرح کے خواہ لو کی پسندیدہ
تفسیریں۔ صفحات ۱۶۵
قیمت مجلد آدھے

عظیم شہداء
از مولانا ابوالکلام آزاد۔ ناما حسین کی
شہادت کے تاریخی واقعات میں گہرا
روایتوں اور خیال آرا ایچ آئی پاک۔
قیمت
ایک روپے

فضائل رسول کریم ص ۱۴۴
آنحضرت کی بیجاں نصیحتیں امتیزحاشیوں کے
آورد و ترجمے کے علاوہ قرآن کی بھی میں
آیات مع ترجمہ شامل کتاب میں
قیمت صرف ۴

انساں کی حقیقت
۶
فضائل تبلیغ ۶

نصائح امام غزالی
۶
مکتبہ تحلی دیوبند
(دیوبند)

فضائل رمضان
۱۲

جون ۱۹۵۶ء

تجلی

سالانہ قیمت
پانچ روپے

ماہنامہ

ایک پرچہ کی
قیمت ۸

شمارہ نمبر
جلد نمبر

خیر ممالک سے سالانہ چندہ ہارہ ڈانگ پیکل پوسٹل آرڈر

- ۱۲ عام عثمانی
- ۳۵ مفقود
- ۳۹ جناب کفیل احمد کراچی
- ۲۲۳ ملا ابن العربی
- ۴۹ جناب حیات رضا میو سی
- ۵۱ جناب قمر براری
- ۵۶ جناب آج الدین اختر
- ۵۸ مختلف شعرا
- ۵۹ مولانا شاہ احمد صاحب
- ۶۲ بیگم عظیم زہیری
- ۱- آغا خان
- ۲- نجفی قادیان
- ۳- تحریک
- ۴- سب سے بڑے نئے اک
- ۵- عدل ظہور
- ۶- بنی اسرائیل
- ۷- نیا نیا آواز
- ۸- منظومات
- ۹- حضرت اشرفی
- ۱۰- حق اور سبب کی اسباب

اشرفی

اگر اس دائرے میں شرح نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہو۔
یا تو مئی آرڈر سے سالانہ قیمت بھجی یا دی پنی کی اجازت دیں یا اگر
آئندہ خریداری جاری رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ دی۔ پنی
سے بھیجا جائے گا۔ جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ واضح ہے کہ اپریل ۱۹۵۶ء سے
دی پنی فیس ۲ روپے گئی ہے۔ لہذا دی پنی پانچ روپے دس آنے کا ہوگا۔

پاکستانی خریدار
اپنا چھ مہانے پاکستانی پتہ پر جو اسی ہفتے پر چھپا ہوا ہے، بھیج کر
رسید مئی آرڈر میں بھیج دیں۔ کیونکہ ہنر و پاک کے درمیان دی پنی
کی آمدورفت بند ہے۔

<p>پاکستان کا پتہ: جناب شیخ سلیم اللہ صاحب ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، </p>

آغازِ سخن

صدق و اخلاص و صفایابی نہ ماند
آن قدرج بشکست آن ساقی نہ ماند

جیسا تلخے دانے ہیں (اوائے پاکستان) مار فروری ۱۹۶۷ء و نحو ذ
بِاللہ من ہذا الخرافات والہفولات)۔
اس سرسری تعارف سے آپ "اوائے پاکستان" کے مقام
کا اندازہ منور مائیں۔

اب دیکھئے کہ جناب انظرشاہ صاحب اپنے اسی اخبار کی ۲۲
دسمبر ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں جماعت اسلامی اور مودودی کی اختلاف
ایک مضمون شائع کر دیا۔ جس کا عنوان تھا "بعض اہل اللہ اور
جماعت اسلامی کا کردار" اس مضمون میں جناب نے بہت سی باتیں
یہ کہہ کر بیان فرمائیں کہ یہ مولانا منظور نعمانی نے ایک ملاقات میں
مجھ سے کہیں۔

یہ باتیں کتنی شہ آئین اور تھوڑے کلاس تھیں اس کا اندازہ مولانا
منظور نعمانی کے مندرجہ ذیل خط سے کیجئے جو کئی جگہ شائع ہو چکا ہے۔
اور جس کی تصدیق جس کا جی چاہے خود مولانا سے براہ راست کر سکتے ہو۔

خط مولانا منظور نعمانی

مدد و رحمت نظر آئے ہیں۔

صاحب زادے

(انظرشاہ) صاحب نے جو استاد زادگی کے تعلق سے

میرے لئے لائے محبت و اکرام ہیں، اپنے اس مضمون میں

چند باتیں جماعت اسلامی سے متعلق میری ایک گفتگو کے

حوالہ سے بھی لکھی ہیں اور مجھے سخت افسوس اور دکھ ہے

کہ اس نقل میں ان سے بڑی سخت اور میرے لئے نہایت

تخلیف و غم کی غلطیاں ہوئی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

میں اس سے بچنے سے قاصر ہوں کہ انھوں نے کس حالت میں

یہ مضمون لکھا ہے (۹) اور میں باتوں کی ہماری طرف سے

کوئی نہیں ان سے ایسی غلطیاں کیونکر ہو گئی ہیں۔ حد یہ

ہے کہ چند باتیں انھوں نے میرے حوالہ سے ایسی بھی

مسئلہ ظہور مہدی
ناظرین کو معلوم ہے کہ اس عنوان کو
چھپنے کی ضرورت ہیں کیوں پیش
آئی۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند پانچ ماہ میں جناب انظرشاہ صاحب
کا مضمون اسی موضوع پر مودودی صاحب کے رد میں شائع ہوا تھا۔
انظرشاہ صاحب کو ہم ان لوگوں میں شمار کرتے ہیں جو مودودی اور
جماعت اسلامی کی مخالفت نیک تھی اور دیانتدار سے نہیں
کر رہے۔ بلکہ ان کے قلب میں گہرا تعصب و دلخیز میں فریب و جل
اوذیت میں فتنہ ہے۔ چار ایضے نہیں تھا کہ ایسے شخص پر التفات
کرتے۔ لیکن کئی وجوہ سے التفات کرنا پڑا ہے۔ اولاً یوں کہ جناب
انظرشاہ ایک بہت عقیدہ من سہی مولانا انظرشاہ صاحب تو انظرشاہ
کے صاحب تراشے ہیں ان سے ایسی ہماری خصلت کا ظہور نہایت قابل
توجہ ہے۔ دوسرے یوں کہ وہ دارالعلوم جیسے مدرسہ عظیمی کے مدرس
بھی ہیں۔ اور تیسرے یوں کہ ان کا مضمون اس ماہنامے میں شائع
ہوا ہے جس کی گہرائی حضرت مولانا محمد طیب صاحب جیسے عزیز بزرگ
فرما رہے ہیں اور جسے علامہ مکرم کی ایک بڑی مقتدر جماعت کا ترجمان
ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

جناب انظرشاہ صاحب کی نیت اور دیانت اور طرز عمل
کا معمولی سا اندازہ ذیل کے واقعات سے کیجئے۔

پاکستان سے ایک اخبار لکھتا ہے "اوائے پاکستان" اسکی مسکن
معیار کا مختصر تعارف یہ ہے کہ یہ بیرونی فکیر کے ایک خاص گروہ کا
ناتمامہ ہے اور ملتان دیوبند کے متعلق اس کی رائے یہ ہے کہ مولانا انظرشاہ
قانونی، مولانا انور توی، مولانا نائل احمد سہارنپوری وغیرہم تو ہیں رسولی
کے مرتکب ہیں۔ اور رسول اللہ ص سے زیادہ شیطان کو عالم سمجھتے ہیں۔ علم و
دیانت کا عالم یہ ہے کہ "اوائے پاکستان" کے نزدیک مذکورہ بالا حضرات
مولانا مودودی ہی کے ہم رشتہ اور ان ہی کی طرح علم رسولی کو بچوں اور پانگوں

کھدی ہیں کہ غالباً کبھی میرے خیال میں بھی ان کا گذر نہ ہوا ہوگا۔

بہر حال اس مضمون کی اشاعت کے بعد اس حقیقت کا اظہار میں اپنے لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت اسلامی کی بعض چیزوں سے مجھے اختلاف ضرور ہے اور وہ اختلاف محض علمی اور تخفیف بھی نہیں ہے۔ بلکہ بعض پہلوؤں سے خاصا سنگین اور عین ہے۔ لیکن ہر اجزائے (منظر شاہ) صاحب، موصوف نے میرے خیالات کی جو ترجمانی اپنے اس مضمون میں کی ہے اور میرا جو موقف اس مسئلہ میں اس مضمون سے سمجھا جاسکتا ہے مجھے اس کی صحت سے انکار ہے۔ اور بعض باتیں تو اس مضمون میں میرے حوالے سے ایسی بھی لکھی گئی ہیں جن کا غلط و خلاف واقعہ ہونا خود میرے علم میں ہے۔ اور کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جن کو میں نے ایک خاص سیاق میں کہنے انداز میں کہا تھا اور اس مضمون میں اس کا انداز اس قدر بدل گیا ہے کہ اس طرح کی باتیں کسی دوسرے سے سنا بھی ہیں پسند نہیں کیا جا سکتے۔ بلکہ طبیعت اور نیت محسوس کرتی ہے۔

دوسرا، منظور نعمانی عفا اللہ عنہ۔ مرکز دعوت اصلاح و تہذیب

ناظرین ملاحظہ رکھیں کہ مولانا منظور نعمانی ایک صاحب علم بزرگ اور شہیدہ و متین صاحب علم ہیں۔ علاوہ ان میں نظر شاہ صاحب ان کے استاد اور اسے بھی ہیں۔ ان دونوں وجہ کے باوجود مولانا منظور نعمانی جس صراحت و قطعیت کے ساتھ نظر شاہ صاحب کو برہنہ ادب جھوٹا مفتندی مدس، محرف اور خائن قرار دینے پر مجبور ہو گئے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے۔ انصاف فرمائیے کیا کسی حد تک میں مومن اور ایماندار مخالف کی یہ شان ہو سکتی ہے جو اس واقعہ میں ظاہر ہو رہی ہے۔ ایک تو "تو اسے پاکستان" میں اخبار کا انتخاب دوسرے سر تا پا غلط اور کاذب روایتیں۔

دوسرا اٹل ثبوت نظر شاہ صاحب کے فساد نیت اور گھٹیا پن کا خود وہ مضمون ہے جو انہما دارالعلوم ماسج شریف میں بہ عنوان "مسئلہ ظہور مجددی حدیث کی روشنی میں" چھپا ہے آپ حضرت میں سے جس کے پاس مذکورہ پرچہ ہو وہ مضمون کھول لے اور میں کو

پاس نہ ہو اس کے لئے ہمارے حوالہ جات کافی ہوں گے۔

اس پانچ صفحے کے مضمون میں مولانا مودودی کو جو خطا بات

عطل کئے گئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:-

- (۱) کج فکر اور پھلوں غیبیے والا مسئلہ کا علم بلا سطر (۵)
- (۲) مسائل کو منطقی طور پر دھندوں میں اٹھانے والا متضاد بیان (۶)
- (۳) بھونٹے اور سوچنا انداز میں لکھے والا مسئلہ کا علم (۷)
- (۴) متانت پر تکیہ کی سے خالی تحریر والا مسئلہ کا علم (۸)
- (۵) ایسے کروہ دستک اندازہ تحریر والا کہ اس پر عقل و دانش اور تہذیب و تمدن کی سرسپٹ لے (مسئلہ کا علم ص ۸)

انظر شاہ صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ مولانا مودودی پہلے خود "مجددی بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن بعد میں فضا سازگار نہیں پائی تو ظہور مجددی ہی کے متکر ہو گئے۔

میں سمجھتا ہوں جس مسلمان نے مولانا مودودی کی سب نہیں تو بہت سی تحریریں پڑھی ہیں وہ خواہ ان کا کیا سا ہی مخالف ہو۔ لیکن اگر دیانت اور ضمیر کا جذبہ بھی اس کے اندر باقی ہے تو انظر شاہ صاحب کے مذکورہ بالا ارشادات عالیہ پر وہ ذاتوں میں اٹکی دیا جائے گا۔ اور یہ سوچے بغیر نہ ہے کہ یا تو شاہ صاحب کو مودودی کے گمراہی ثابت کرنے پر کوئی بڑی جہاد ادا کرنے والی ہے یا شاہ صاحب پر کوئی ذورہ پڑا ہے۔

انظر شاہ صاحب نے اس مضمون میں اولاً یہ دکھلایا ہے کہ مودودی جو عقیدہ ظہور مجددی کو پھیلانے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خود مجددی بننے کی فکر میں تھے۔ لیکن اس کے بعد.....

خود انظر شاہ صاحب کے الفاظ ملاحظہ کیجئے:-

دارالعلوم ماسج شریف ص ۲۲ کا علم بلا سطر (۵) سے۔

"اس کے بعد جب مولانا مودودی نے "مجددیت" کے لئے فضا سازگار نہیں پائی اور سمجھے اس منصب کے لئے ادعائی اعمال خود ان کے لئے ان کی جماعت کے لئے اور مقاصد کے لئے مضر بلکہ تباہ کن ثابت ہو گا تو پھر اس "ظہور مجددی" کو عقیدہ کی حیثیت میں تسلیم کرنے پر ان کے لئے کوئی محرک اور سبب باقی نہیں رہا تھا۔ چنانچہ یہی کچھ اسباب تھے جن کی بنا پر عدالت میں تادیب نیت کی تحریک پر بیان دیتے ہوئے جماعت اسلامی کے مجدد نے فرمایا تھا کہ:-

یہ کہہ کر ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔

میرے پاس آ کر اور میرے ساتھ رہو۔ میں تمہارے لئے ہر چیز فرمائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔

انہوں نے کہا کہ میں نے تم سے ملنے کا ارادہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری تعلیم کم ہے۔

اور ان کی قیمت ڈرا بھی۔ اہم ہوتی تو ہرگز ہرگز وہ ماہنامہ دارالعلوم کے عقیدت مند ناظرین کو کھلنا فریب اور بدترین جھوٹ دینا پسند نہ فرماتے۔ عجب بات اور پوری طرح ہوا اور کھلنے کے لئے مولانا مودودی نے مذکورہ عبارت کی بیان کا پورا وہ عقیدہ ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں جس سے شاہ صاحب نے عبارت نقل کی ہے اور جس میں ظہورِ جہادی پر مولانا مودودی کا عقیدہ و فکر کھلنا ملاحظہ ہو۔

ناظرین! اگر آپ مولانا مودودی کے سخت مخالفوں میں سے ہیں تو براہِ اہمیت سے گناہ نش کروں گا کہ چند لہجوں کے لئے مخالفت کا مقابلہ ایک طرف رکھ کر دماغ کو ہر طرح کے تعصب اور غلو سے عینیت سے پاک فرمائیں۔ اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر تمہارے دل کی حق و باطل کا فیصلہ کیسے ہیں آپ ایمان و دیانت اور سجدگی و شرافت سے کام لیں گے۔ یقیناً یہی ہے کہ میں آپ کو مودودی صاحب کی تقلید و تائید یا ازادت و عقیدت کا درس نہیں دے رہا نہ میرا مقصود ہے کہ مودودی صاحب اگر ایک یا چند مسائل میں برحق مانے جائیں تو ان کا ہر اچھا اور ہر خرابی برحق ہے۔ میں صرف زیر بحث موضوعات تک بات محدود رکھنے ہوں۔ انصاف و دیانت کی بھینک مانگتا ہوں۔ اگر مولانا مودودی کے مقابلہ میں آپ کی کوئی خاص رشتہ داری اللہ میاں سے نہیں ہے اور اپنے چند بزرگوں کو آپ اس بات میں دونوں اللہ نہیں دلتے ہوتے ہیں تو یقین کر لیجئے کہ فی اہل بیت کے دن اللہ جل شانہ ہر نبی کے ساتھ مکمل انصاف کریں گے۔ آپ کے دل و دماغ کی یہ خاص افتاد میں خوب جانتا ہوں کہ جس بزرگوں سے آپ نے عقیدتیں قائم کر رکھی ہیں ان کے تمام اہل و عیال اور اہل بیت اور متعلقین کو سراپا تقدس اور محترم تقویٰ اور خطا و قصور سے بالاتر سمجھتے ہیں اور اگر کوئی ایسی لغزش نظر آئے جس سے انکار و دسرفیہ نظر ممکن ہی نہ ہو تو مولانا مودودی کا یہ شعور پلٹ کر مطلق ہو جاتے ہیں۔

کاہ پاکاں و گساں بر خود مسکیر

گرجہ آید در نوشن شہر شہیر

لیکن اگر آپ جذبات کی محدودیت سے نکل کر عقل و علم کی جولانگاہ میں شریفانہ ہیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ حضرت عمرؓ جیسا اہل بیت میں بھی صحابیت کی برتری جانتے اور سراپا پارہ تقویٰ ہونے کے

زراعت پیشہ ہوگا۔ اس کے ہر اول پر ایک شخص ہوگا جس کو منصور کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ وہ (یعنی منصور) آل محمد کے نواسطی طرح زمین ہوگا کہے گا دیا اسباب اقتدار فراہم کرے گا، جس طرح قریش نے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کیا۔ واجب ہے ہر مومن پر اس کی مدد کرنا یا فرمایا اس کی دعوت پر شیک ہونا۔

(۱۳) لا تقوم الساعة حتى يلى روفى سرولية لا تنفقى الا ياه حتى يملك العرب رجل من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى (مسند احمد اسلبلا مرويات عبد الله بن مسعود رضى الله عنى و ترجمہ) قیامت قائم نہ ہوگی جب تک فرماں روانہ ہو جائے اور ایک دوسری روایت میں ہے زمانہ ختم نہ ہوگا جب تک عرب کا فرمانروا نہ ہو جائے، ایک ایسا شخص جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا اور جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا۔

(۱۴) عن عبد الله بن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو لم يبق من الدنيا الا يوم روفى سرولية لظول الله ذلك اليوم حتى يبعث الله فيه رجلا من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى واسم امية اسم ابى روفى سرولية، يملك الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً (روى سرولية اخرى) لا تذهب اولاد تنفقى الدنيا حتى يملك العرب من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى (ابوداؤد كتاب الفتن الملاحم كتاب الهدى - آخرى روایت دلا تذهب الدنيا، ترمذی میں بھی ابن مسعود سے مروی ہے)۔

ترجمہ) عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی زندگی میں صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے اور ایک روایت میں یہ فقہر فرماتے ہیں تو اللہ اس دن کو طول دے گا، یہاں تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو اٹھائے جس کا نام میرے نام کے اور جس کے باپ کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا۔ ایک اور روایت میں اس پر اتنا اضافہ اور ہے جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ ایک اور روایت میں الفاظ یہ ہیں۔ دنیا ختم نہ ہوگی جب تک کہ میرے اہل خاندان میں سے ایک شخص جس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا عرب کا فرماں روا نہ ہو جائے۔

(۱۵) عن ابى سعيد الخدرى قال قال ذكرو رسول الله صلى الله عليه وسلم يلى ابيب هذه الامة حتى لا يجد الرجل ملجأ يلقى اليه من الظلم فيبعث الله رجلاً من عترتى و اهل بيتى فيجلاء به الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً يرضى عنه ساكن السماء وساكن الارض لا تدع السماء من قطرها شيئاً الا اخرجته حتى يمتحنى الارض من ثيابها شيئاً الا اخرجته حتى يمتحنى الاحياء الاموات يعيش فى ذلك سبع سنين و اثنان منين او ثمانين (مشكوة بابا شرط الساعة بحوالہ مسند ركناك) (ترجمہ) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلا کا ذکر کیا جو اس امت پر آئے گی یہاں تک کہ آدمی کو ظلم سے کہیں پناہ نہ ملے گی۔ اس سلسلے میں آپ نے فرمایا پھر اللہ میرے خاندان اور اہل بیت سے ایک شخص کو اٹھائے گا۔ اور اس کو ذریعہ سے زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوتی ہوگی۔ اس سے آسمان والے بھی خوش ہونگے اور زمین والے بھی۔ نہ آسمان اپنا ایک قطرہ برساتے بغیر رہے گا۔ اور نہ زمین اپنی روتہ سدی نگلنے میں کوئی کسر اٹھا سکے گی۔ یہاں تک کہ زندہ لوگ، تمنا کریں گے کہ کاش ان کے وہ عزیز اور دوست جو مر چکے ہیں، یہ زمانہ دیکھیں۔ اس حالت میں وہ سارے برہمن ہوگا یا ہر برس یا ہر برس۔

(۱۶) عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون فى آخر الزمان خليفة يقسم الامال ولا يعق (روى رواية) يكون فى اخر امتى خليفة يعنى الصالح حنياً و لا يعق (عند المشكوة باب شرط الساعة بحوالہ مسند)

ترجمہ) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو بے شمار مال تقسیم کرے گا۔ دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ میری امت کے آخری زمانے میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوہے بھر بھر کر مال دے گا اور شمار نہ کرے گا۔

(۱۷) عن امر مسلمة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من اهل المدينة هارباً الى مكة فياتية ناس من اهل مكة فيخبرون

وہو صحابہ فیہ العرفہ بین المرکن والمقام ویبغث الیہ
بعث من الشام فیوسف یہم بالیین اعنا ذاری انناس
ذالک اتاہ ابدا ال الشام وعصائب اهل العراق فیہ
یعونہ ثم ینشأ مرجل من قریش احوالہ وکلب فیہ بیت
الیہم رعبا فیظہرون علیہم وذالک بعث الکلب الخیمۃ
لمن لہ یشہد غنیمۃ ککلب فیقتسم المال ویعمل فی
الناس بسنة ینبہم علی اللہ علیہ وسادہ یلقی الاسلام
یحجرانہ الی الارض فیلبث سبع سنین ثم یتوفی ویصلی
علیہ المسلمون (رواد ذوالکتاب الفتن والجمہ ذکر المہدی

ترجمہ) اہم سلسلہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک
خلیفہ کی موت کے بعد اختلاف برپا ہو گا۔ اس موقع پر ایک شخص
اہل مدینہ سے نکلی کر مکہ بھاگ جائے گا اس اندیشہ سے کہ کہیں
اسے خلیفہ نہ بنا لیا جائے ہم گھر گھر کے لوگ اس کے پاس آئیں گے۔
اور اس کو نکال لائیں گے اور اس کو مجبور کر کے رکن اور مقام کے
درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ پھر اس کے مشابہ ایک
لشکر شام کی طرف سے بھیجا جائے گا۔ گجڑہ لشکر پیدا کرے اور مدینہ
کے درمیان ایک علاقہ میں زور دے دو جو جلتے گا۔ جب لوگ اس
لشکر کا یہ انجام دیکھیں گے تو شام سے ہر حال اور اہل عراق کو اسے
اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ پھر ایک
شخص قریش کے خاندان سے آئے گا جس کی خصال قبیلہ کلب کی
ہوں گی تا وہ اس کے خلاف لشکر بھیجے گا۔ مگر یہ لشکر (یعنی بنی کلب کا لشکر)
بھی شکست کھائے گا۔ امراد ہے جو اس وقت قبیلہ کلب کا مال فہمیت
ہونے پر موجود نہ ہو۔ پھر وہ خوب حال تعمیر کرے گا اور لوگوں کے
درمیان سنتی پیغمبر کے مطابق عمل کرے گا اور اسلام زمین پر فروغ
پھیل جائے گا اور وہ سات سال تک پھر اس کا انتقال
ہو جائے گا اور اس لیے ان نماز جنازہ پڑھیں گے۔

(۱۸) عن ابی ہریرۃ مر فوعا یا احمہ ان اللہ تعالیٰ ابتلا
الاسلام ربی وسینختمہ بغلام من ولدک وهو المذی
یتقدم عیسیٰ ابن مریم وکثر العوالم ص ۱۸۸

ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت
کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ آپؐ سے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ

چچا جان! اللہ نے اسلام کو مجھ سے شروع کیا اور ایک ایسے لڑکے
پر اس کو ختم کرے گا جو آپ کی اول سے پیدا ہو گا اور وہی ہو گا
جس کے پیچھے اسی ابن پیغمبر نماز پڑھیں گے۔

(۱۹) عن عمار بن یاسر مر فوعا یا عباس ان اللہ تعالیٰ
بد ابی ہذا الاسور وسینختمہ بغلام من ولدک یملؤھا
مدا لک کما ملئت جورا وهو المذی یصلی بعیسیٰ علیہ السلام
ترجمہ) عمار بن یاسر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص
روایت کرتے ہیں کہ لے عن شہ انہ تعالیٰ نے اس زمین کو مجھ سے
شروع کیا اور ایک لڑکے کو اس کو ختم کرے گا جو تمہاری اولاد
سے ہو گا۔ زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلمت
بھری ہو گی۔ اور اسی کے پیچھے عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔

ایک مشہور روایت جو ذیل قسم کی روایتوں سے مختلف ہے۔
(۲۰) عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ولا یزداد الہ والاشدہ ولا الذی الہ الا ابارا ذکا
الذی الہ شہادۃ تقوم الساعة الا علی شہ اسر الناس
ولا مہدی الا عیسیٰ بن مریم ہذا ہذا ہذا ہذا ہذا ہذا ہذا ہذا
ترجمہ) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ حالات گجڑے جائیں گے اور دنیا پیچھے ہی چلتی جائے گی
اور لوگوں میں تنگ نظری بڑھتی چلی جائے گی۔ اور قیامت قائم نہ
ہو گی مگر بدترین لوگوں پر۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریمؑ کو
کوئی تہدی نہیں ہے۔

تفسیر صحیحہ - یہ روایت ان تمام روایات کے خلاف ہے جو ہدی
اور عیسیٰ ابن مریمؑ کے بارے میں تمام کتب حدیث میں وارد ہوئی ہیں
اور کوئی دوسری روایت اس کی تائید میں بھی موجود نہیں ہے۔ اس
حدیث پر محققین کی تعقیبات سب ذیل ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ یہ تمام صحیح احادیث کے
خلاف ہے۔ (سنن البیہقی ج ۱ ص ۱۸۸)

علامہ قرطبی نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ اس کی سند
ضعیف ہے۔ اور مزید یہاں جو دوسری احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہوئی ہیں وہ تصریح کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کی عمر شریف سے اور اولادِ فاطمہؑ سے ہو گا۔ یہ احادیث اس

یہ روایت صحیح ہے

حدیث سے صحیح ترین اس لئے اس کے بجائے انہی کو مانا جائے گا۔ ایک احتمال یہ ہے کہ شاید علامہ مہدی الاعلیٰ نے کتب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہو کہ جہدی دہشتی حمایت یافتہ، کامل طور پر اور معصومانہ شان کے ساتھ صرف مسیحی ہو گئے۔ اتحادی القادیانی مفسرین علامہ مابین کثیر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث جیسا کہ مصنف نظر آ رہے ہیں تمام ان احادیث کے خلاف ہے جو یہ بتاتی ہیں کہ جہدی اور ہوں گے اور عینی ابن مریم اور۔ تاہم غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ اس قول سے مراد یہ ہے کہ پوسے ہوا بیت یافتہ جیسا کہ ہونا چاہیے۔ عینی ہی ہوں گے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا جہدی نہ ہو۔ (د اتحادی القادیانی مفسرین)

انہی سے ملنے ابن ماجہ کی شرح "مصباح الزجاجة" میں ملتی ہے کہ اس کو ناقابل قبول قرار دیا ہے۔

ضمیمہ ۱۱ قائم ہوا۔ اب مولانا کا بیان دیکھیے جو کتاب مذکورہ کے حوالے سے شریع ہوتا ہے۔

(ج) در باب ظہور جہدی :-

(۶) "جہدی کے مسئلے کی نوعیت ترویجی سچ کے مسئلے سے بہت مختلف ہے۔ اس مسئلے میں روایت کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ ایک وہ جن میں لفظ "جہدی" کی تصریح ہے۔ دوسری وہ جن میں صرف ایک ایسے ضمیمہ کی خبر دی گئی ہے جو آخر زمان میں پیدا ہو گا اور اسلام کو غالب کر دے گا۔ ان دونوں قسم کی روایات میں سے کسی ایک کا بھی لحاظ سند پر پایہ نہیں ہے کہ ان کا تعلق کسی حدیث سے ہے یا نہ ہو۔ آرتا چنانچہ انھوں نے اپنے مجموعہ حدیث میں کسی کو بھی ترجیح نہیں کیا۔ اس لئے صرف ایک روایت لی ہے جو لفظ "جہدی" سے خالی ہے۔

ملاحظہ ہو ضمیمہ نمبر ۲ روایت نمبر ۱۶، دوسری کتابوں میں جس قدر روایات موجود ہیں قریب قریب ان سب کو ہم نے ضمیمہ نمبر ۲ میں جمع کر دیا ہے۔ ان روایات میں سند سے قطع نظر کرتے ہوئے کئی روایات کے متعدد پہلو ہیں :-

(الف) ان کے فقیرانہ معنیوں میں صریح اختلافات ہیں۔ روایات نمبر ۱۶، ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ کہتی ہیں کہ وہ خاندان اہل بیت سے ہو گا۔ نمبر ۱۷ کہتی ہیں کہ اس کا ظہور سیاسی خاندان میں ہو گا۔ نمبر ۱۸ اس کے ظہور کا اثر تمام اولاد محمدیہ کے طلب تک پہنچا دیتی ہے۔ نمبر ۱۹ اس

دائری کے کو اور پھیلا کر تمام امت تک وسیع کر دیتی ہے۔ اور نمبر ۱۸ کہتی ہے کہ وہ اہل بیت میں سے ایک شخص ہو گا۔ پھر روایت نمبر ۱۹ کہتی ہے کہ اس کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہو گا اور نمبر ۱۷ کہتی ہے کہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام دونوں آنحضرت کے اسم گرامی اور آپ کے والد کے نام پر ہوں گے۔ ان سب کے برعکس ضمیمہ ۱۱ کے لئے زمین ہموار کر دے گا۔ اور وہ آئی محمد کی فرمائشروائی کے لئے زمین ہموار کر دے گا۔

(ب) متعدد روایات میں اس امر کی اندرونی شہادت موجود ہے کہ ابتدائے اسلام میں جن مختلف پارٹیوں کے درمیان سیاسی کشمکش برپا تھی۔ انھوں نے اپنے اپنے مفاد کے مطابق اس کشمکش کو ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ روایات ان کے سیاسی کھیل کا کھلوانے سے محفوظ نہیں رہ سکی ہیں۔ مثلاً روایت نمبر ۱۸ میں خراسان کی طرف سے آنے والے سیاہ چھتوں کا ذکر ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ جہاسیوں نے اس روایت میں اپنے مطلب کی بات داخل کی ہے۔ کیونکہ سیاہ رنگ جہاسیوں کا شعار تھا۔ اور ابو مسلم خراسانی نے جہاسی سلطنت کے لئے زمین ہموار کی تھی۔ اسی طرح روایات نمبر ۲، ۳، ۴، ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۵ کو اگر نمبر ۱۶، ۱۷ اور ۱۹ کے مقابلہ میں رکھ کر دیکھا جائے تو مصنف معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف اس کشمکش کی کوئی قاطعہ اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی ہے تو دوسری طرف جہاسیوں سے اپنی جانب کھینچنے لگے ہیں۔

(۷) تاہم یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ تمام روایات بالکل ہی بڑا اصل ہیں۔ تمام آمیزشوں سے الگ کر کے ایک بنیادی حقیقت ان سب میں مشترک ہے۔ اور وہی اصل حقیقت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمان میں ایک ایسے لیڈر کی پیشین گوئی ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ انھوں نے کہا "مشرق و مغرب اس کے ہاتھ میں جمع ہو گا" اسلام کو غالب کر دے گا اور حقیقت خدا میں عام خوشحالی پیدا کر دے گا۔

(۸) جہدی کے ظہور کا خیال بہر حال انہی روایات پر مبنی ہے اور یہ روایات اس حقیقت سے بالکل خالی ہیں کہ جہدی نبوت کے منصب کی طرح کسی دینی منصب کا نام ہے جسے ماننا اور تسلیم کرنا کسی درجے میں بھی مشغول حاضر وہی ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر یہ لفظ

استعمال کیا ہے تو شخص مہودہ کے لئے بطور ایک اہم صفت کا استعمال کیا ہے کہ وہ ایک "ہدایت یافتہ" شخص ہوگا۔ اور ایک روایت نمبر ۱۱ میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ ہر یوں پر اس کی مدد واجب ہے۔ یہ بات اگر فی الواقع حضورؐ نے فرمائی ہے تو اس کا مطلب زیادہ سے زیادہ صرف یہ ہے کہ جس طرح ہر مہدئی میں اللہ اور عاقبت حق کی مدد کرنا اور راہ خدا میں اس کا ساتھ دینا مسلمانوں کے لئے واجب ہے اسی طرح شخص مہودہ کی مدد کرنا بھی واجب ہوگا۔ اس کو کسی کھینچ تان سے بھی یہ معنی نہیں پہنچاتے جاسکتے کہ "مضبوط مہدویت" کے نام سے اسلام میں کوئی دینی مضبوط پایا جاتا ہے جس کو ماننا یا جس پر ایمان لانا واجب ہو اور جس کو ملنے سے دنیا دار آخرت میں کچھ مخصوص اعتقادی و معاشرتی نتائج پیدا ہوتے ہوں۔ پھر احادیث میں آپس میں عجیب و غریب حرکت کے لئے بھی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ کوئی آدمی آنا المہدیؑ کے عرصے سے ہی دین کا کام کرنے آئے اور پھر اپنی طاقت کا بڑا حصہ صرف اپنے آپ کو مہدی منوانے پر صرف کرے۔

(۶۹) یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مہدی کے متعلق کوئی خاص عقیدہ اسلامی عقائد میں شامل نہیں ہے۔ اہل سنت کی کتب عقائد اس کو بالکل خالی ہیں۔ اور تاریخ کے دوران میں جتنے لوگوں نے بھی مہدویت کا دعویٰ کر کے اپنے نہ ملنے والوں کو کافر یا کفر آلود یا دائرہ دین سے خارج ٹھہرا کر اپنے ملنے والوں کی الگ جماعت بندی کی ہے۔ علماء اسلام نے ان سب کی مخالفت کی اور امت مسلمہ کی اکثریت نے ان کو رد کر دیا۔

یہ بیان متعلقہ ظہور مہدی ختم ہوا۔

اسی بات میں مدد سے انظر شاہ صاحب نے اپنے مضمون میں چند سطرین نقل فرما کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ مہودوی جماعت سے متعلق وہ مہدائی ہی کے قائل نہیں۔ اسے نصیحت و بحث پڑھنے والے بتاتے ہیں کہ کیا شاہ صاحب کا بیان انہماک پر لے دینے کا سکر نہیں ہے؟ کیا مہودوی جماعت "روایات مہدوی" سے ناامید ہیں؟ زیادہ کسی ایسے قول رسولؐ کی تکذیب کرنے والے ہیں جس کا قول رسولؐ ہونا متعلق علیہ بطور ثبوت ہے؟ تاہم اگر یہ ہے کہ مذکورہ بیان پڑھنے کے بعد خود شاہ صاحب کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوئے ہوں گے۔ لیکن

انہوں نے جان بوجھ کر ایک ذرا سی حیرت اپنے مضمون میں لی۔ اور خدا کے خوف سے بالکل بے پروا ہو کر مہودوی کو مجرم و مغانمی ثابت کرنا چاہا۔

میں ناظرین کو یہ بھی بتا دوں کہ مولانا مہودوی کا یہ بیسیاں قادیانی تفسیر کے سلسلہ میں ہے اور مہدوی کے بارے میں بعض تفاسیر کو جو انہوں نے رد کیا ہے وہ قادیانی پیغمبر کے دعویٰ مہدیت کی تردید و ابطال میں کیا ہے۔ ہزار ہزار افسوس کہ انظر شاہ صاحب کے والد مرحوم جناب انور شاہ صاحب انور اللہ مرقدہؒ نے تو قادیانیت کے خلاف متحرک بنا کر چہار با لسان کیا اور آج مہودوی اسی لشکر کے ایک باعزت سپاہی کی حیثیت میں دار و دروں کی منزلوں کو گنہگار بنے ہوئے بھری عدالت میں انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گنج جانشینی فرما رہے ہیں تو ان انور انظر شاہ صاحب ان کے ہاتھ میں دشمن ثابت ہو رہے ہیں۔

اس سے پہلے کہ انہم المروف ظہور مہدوی کے مسئلہ پر بحث کرنے مولانا مہودوی کے علم سے کچھ اور وضاحت ملاحظہ فرمائی جائے کہ وہ کیا دعویٰ کر رہے ہیں اور کیا نہیں کہتے۔

تجدید و ترمیم کے نام پر مہودوی نے ۱۹۰۷ء میں ۱۰۰۰۰ روپے پر وہاں لوگوں کی تردید میں "ظہور مہدوی" کو نیا ہی لکھیں گئے ہیں رقم طسہ اڑھیں۔

"اگر یہ توقع صحیح ہے کہ ایک وقت میں اسلام تمام دنیا کے انکار آمیز تمدن اور سیاست پر چھا جائے گا اور اسے انور ایسے ایک عظیم الشان نڈر کی پیداوار بھی یعنی جو جسٹی ہمد گری پر زور قیادت میں یہ انقلاب رونما ہوگا۔ جن لوگوں کو ایسے ایسے کے ظہور کا خیال ہے کہ حیرت ہوتی ہے مجھے ان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے جب خدا کی اس خدائی میں یمن اور ظہور جیسے اہم مصلحت کا ظہور ہو سکتا ہے تو آخر ایک امام ہدایت کی ظہور کیوں متعجب ہو؟

اس حیرت کو انظر شاہ صاحب نے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن بائیں حاشیہ کہ یہ سولہ سال قبل اس دور کی بات ہے جب مہودوی خود مہدی بننے کی فکر میں تھے۔ اسی سے انہوں نے "ظہور مہدوی" کو مانا تھا۔ اور اس حاشیہ کی بلند پائے پر خیال فرمایا جاتے ہیں۔

کہ اگر معترضین کو کوئی قابل اعتراض عبارت کسیوں رسالہ پہلی۔
 - تجدید و اجابت سے دین سے بھی پہلی کتاب تہنیتات وغیرہ میں لجاتے
 تو اس طرح اعتراض کرتے ہیں جیسے آج ہی نموداری نے یہ لکھ دیا
 ہے۔ اس کے برخلاف غیر طلب عبارت کے باب میں یہ ارشاد
 ہے کہ یہ سو سال پہلے کی ہے۔ حالانکہ کتاب کے تازہ ایڈیشن میں
 بھی یہ عبارت جوں کی توں موجود ہے!

ترجمان القرآن جب لکھتے ہیں۔ چونکہ لکھتے ہیں مولانا نموداری
 ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:-

”میں نے یہ بات جو کہی ہے کہ جہدی موجود جدیدین
 فرزند کالیفور کا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ دائی
 منہ دوائے گا کوٹ تیلوں پہنے گا اور اپنی ڈیٹھش
 میں بے گاہ۔ بلکہ اس سے میرا مطلب ہے کہ وہ جس
 زمانہ میں بھی پیدا ہوگا اس زمانہ کے علوم سے حالات
 سے اور ضروریات سے پوری طرح واقف ہوگا۔۔۔
 دو رسائل و رسائل جلد آئل سے مطبوعہ جون ۱۹۵۷ء

یہ سب کچھ پڑھنے کے بعد آپ باللہ العظیم فیصلہ فرمائیں کہ
 نموداری صاحب نے جہدی کے منکرین یا متفرق بلکہ آپ دیکھ سکتے
 ہیں کہ منکرین کے مقابلہ میں ان کا اندازہ عیانہ اور نوکدانہ ہے۔
 اس سے پتہ چلے کہ ان کی احتیاط و نرمی ملاحظہ فرمائیے۔ ایک سوالی
 کے جواب میں (جو خود جواب سے واضح ہے جانتے گا) وہ لکھتے ہیں:-

”کتاب علامات قیامت میں جس روایت کا ذکر ہے
 اس کے مستحق میں نسیا یا انہماک نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ
 صحیح ہے اور فی الواقع حضور نے یہ فرمودی ہے کہ ہمدی
 کی بیوت کے وقت آسمان سے ندا آئیگی کہ ہذا
 خلیفہ اللہ المصدی فی اسمع اللہ فی الطبع و
 دہ اللہ کے خلیفہ ہمدی ہیں ان کے فرامین سنو اور
 اطاعت کرو) تو یقیناً میری وہ روایت غلط ہے۔ جو

”تجدید و اجابت سے دین“ میں میں نے ظاہر کی ہے لیکن
 مجھے یہ توقع نہیں کہ حضور نے ایسی بات فرمائی ہوگی۔
 فرمائیے اس سے زیادہ محتاط اور علم آمیز بات اور کیا ہوگی۔
 حالانکہ یہ روایت (اور اس جیسی وہ روایت جسے انظر شاہ صاحب

نے بیان کیا ہے اور معنی اسی سے لٹی جلتی ہے) اس لائق ہے کہ
 سلیم الطبع مومن اس پر غیر دلائل قطعیہ کے التفات تک پسند نہ کرے گا
 شاہ صاحب نے جو اسے تہلیل جو روایت پیش کی ہے اس کے الفاظ
 یہ ہیں:-

بخروج المهدی و علی راسہ | ہمدی جب ظاہر ہوں گے تو ان کی
 مملکت بنا دی ان ہذا ہمدی | پشت پر ایک منادی فرشتہ برائے گا
 فان معبودہ و دارالعلوم | کہ یہ جہدی ہیں ان کا اتباع کر۔

اس روایت کا عالم یہ ہے کہ علامہ سیوطی نے کئی اعمال میں
 بیسیوں روایتیں اس موضوع کی تصحیح کر دی ہیں۔ لیکن یہ روایتیں
 بھی نہیں دلائل قطعیہ پر کئی اعمال جلد کے ص ۱۵۷: ۱۵۸: ۱۵۹: ۱۶۰: ۱۶۱: ۱۶۲
 دائرة المعارف حیدرآباد ۱۳۱۷ھ

اور میں کہتا ہوں جو بھی تو محض ہونے کو تو یہ شمار روایتیں
 حدیث کے نام سے موجود ہیں۔ کیا رواۃ کی تصدیق کے بغیر سب رطب و
 یابس کو ماننا لازم ہوگا۔ کیا شاہ صاحب ہر شخص کو احمق اور دیوانہ تصور
 کرتے ہیں؟

شاہ صاحب نے بیسیوں روایتیں اس موضوع کی انجمن
 میں جمع کی ہیں۔ لیکن ان میں نہیں آتا کہ سوائے انجمن و شیخ و
 دل کی بھڑاس نکالنے کے اور ان کا نشانہ کیا ہے؟ روایات نقل کر کے
 وہ خود فراتے ہیں:-

”بہر حال ان تمام روایات و احادیث کا بقدر مشترک
 ”ظہور ہمدی“ کی بلاط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف غافل
 میں ظہور ہمدی، جمادہ ربیعہ ۱۳۱۷ھ کا ملاحظہ فرمائیے

اس کے بعد مولانا اشرف علیؒ کی بعض عبارات کو بھی یہی
 ثابت کیا ہے کہ ظہور ہمدی کی خبر اجماعی ہے۔ نیز بہت سی عبارات
 مولانا اشرف علیؒ کی ایسی نقل کی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بخاری
 مسلم میں ظہور ہمدی کا ذکر نہ ہونے سے ظہور ہمدی کی خبر غلط
 نہیں ٹھہرتی۔

میں کہتا ہوں یہ لامعصل دلائل شاہ صاحب کس کو نقل کرے
 ہیں جب کہ مولانا نموداری ظہور ہمدی کے نہ صرف قائل بلکہ توثیق
 دہی ہیں۔ وہ مختصر عبارت جسے شاہ صاحب نے نموداری کو ظہور
 ہمدی کا منکر قطعی ثابت کرنے کے لئے اپنے بیان میں نقل کیا ہے۔

اور میں کی نقل ہم آد پر پیش کر آئے ہیں تو پورے عدالتی بیان کا کوئی بھی پتہ نہ دالا یہ نہیں سمجھ سکتا کہ سو دوی سر سے ظہور بہدی کے منکر ہیں بلکہ اس کے منہ پر آنکھیں اور دل میں حساب آخرت کا احساس ہو مسیحا و مسابق سے ہٹ کر محض نقل کردہ الفاظ ہی لاکھڑے بہدی کے متعلق کوئی خاص عقیدہ اسلامی عقائد میں شامل نہیں۔

اگر سو دوی صاحب کو یہ کہنا ہوتا کہ ظہور بہدی "جی سرے سے غلط ہے تو لڑنا یاوں کہتے گے۔"

"ظہور بہدی" کا عقیدہ اسلامی عقائد میں شامل نہیں ہے۔ بہدی کے متعلق کوئی خاص عقیدہ کے الفاظ بہت تباہی ہیں کہ نفس بہدی کا قطعاً اقرار ہے اور روئے سخن ان تفصیلات کی طرف ہے جو روایات میں بیان ہوتی ہیں۔ میں نظر شاہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المقادیر سے وہ تفصیلات بیان فرمائیں گے جن پر ظہور بہدی کے ساتھ عقیدہ رکھنا داخل دین و شریعت ہے؟ امام اعظم نے ہی۔ ائمہ ثلاثہ میں سے کسی کا بیان نہیں ہے۔ یہ بھی نہیں تو بعد کے دس پانچ مستند اور فقہ علماء کا کھاسلہ ہے اگر ایسا نظر فرماتے جائیں۔ آپ کو اگر تو نہیں ہو تو اپنے دارالعلوم ہی کی شرح عقائد منصفی اٹھا کر دیکھئے اس میں تمام اسلامی عقائد کی تفصیل نام بہ نام ملے گی۔ وابتہ الارض تک کا ذکر ملے گا۔ لیکن نہیں ملے گا تو بہدی موجود کا۔

غیب دیکھتے کہ شاہ صاحب مسئلہ کامل علیہ سطرہ پر مولانا اشرف علی کی جہارت نقل کر کے حوالہ دے رہے ہیں۔ رسالہ تحقیق بہدی مفتاح ایمان سے کہتے کہ آپ نے کبھی سنا ہے کہ دو سوٹھے سے زائد کی کتاب کو کسی نے "رسالہ" کہا ہے۔ چم نے پوری کوشش کی کہ مولانا اشرف علی کا یہ عقیم رسالہ "ہیں ہی جلتے" لیکن نہ مل سکا اور پڑا ہے پڑا ہے کتب خانے والے نے یہی بتایا کہ مولانا اشرف علی کی کبھی کوئی کتاب تحقیق بہدی کے نام سے تو منصفی کی بھی نہیں چھپی۔ اب خدا جانے شاہ صاحب کو یہ کتاب عقدا کہاں مل گئی۔ تاہم مل ہی گئی تو اس کی نقل کر کہ تمام جہارات سے محض یہی ثابت ہو لے کہ ظہور بہدی کا عقیدہ درست ہے۔ نہ یہ کہ تمام خرافات جو موضوع و محرف روایات کے سہائے اس کے ساتھ

..... وابستہ کر لی گئی ہیں ٹھیک ہیں۔

شاہ صاحب مسئلہ کامل علیہ پر لکھتے ہیں۔

"فاضل مضمون نگار مولانا خان محمد صاحب نے جن کا مقالہ کجلی اشاعت میں شائع ہوا اس میں اللہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ مسئلہ متواتر اب دین میں سے ہے۔"

خود شاہ صاحب اور ایڈیٹر دارالعلوم کی بے خبری مثالی ہے کہ جو مضمون دسمبر ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا تھا اسے اسی ۱۹۵۷ء میں "پھیلی اشاعت" میں شائع ہے۔ غیر یہ دسمبر کا مضمون دیکھئے اس میں خان محمد صاحب نے حضرت الزور شاہ صاحب کے رسالے "حفظ ایمان" سے دو کالم کا اقتباس پیش کیا ہے اس پورے اقتباس میں ظہور بہدی سے متعلق جو بات ملتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ۔

"اور ظہور اللہ امام الہدی ضروریات دینیہ میں ہے۔"

دارالعلوم دسمبر ۱۹۵۷ء مسئلہ کامل علیہ

پس اس سے زیادہ کئی فصل کا حضرت نے ذکر نہیں کیا۔ انصاف کہتے کیا "تجدید و احیاء دین" کی نقل کر کہ عبارت میں ٹھیک اسی حقیقت کو سو دوی صاحب نے اُٹھا کر اور سجا بنا کر نہیں پیش کیا؟

خان صاحب نے آگے مولانا عبد العزیز کی تحریر نقل کی ہے۔ اس میں بھی حاصل و موصول صرف یہ ہے۔

"بالجملہ ظہور بہدی علیہ السلام پر ایمان رکھنا واجب ہے۔"

اس کے آگے ایک دو تحریریں اور نقل کی ہیں ان کا بھی آخری حاصل یہی ہے کہ "ظہور بہدی" کا عقیدہ ضروری ہے۔ غایت مافی الباب یہ کہ وہ حضرت فاطمہ کی اولاد میں ہونگے۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ اس کے بعد خان محمد صاحب نے بھی اس قبلی کے دوسرے جڑوں جڑوں کی طسوج دی "سو دوی بدستنی" کا خوار نکالا ہے۔ خیر اسی کو اگر جہاں سے دوست سماں نجات کھتے ہیں تو شوق سے غبار نکالے جائیں۔ لیکن میں ان مشاطران محترم سے پوچھتا ہوں کہ سو دوی کے پورے عدالتی بیان اور کتاب "تجدید و احیاء دین" اور رسائل و مسائل سے اگر واقف نہ رہے تھی جو شوق و خواہش آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سو دوی

نفس ظہور ہندی اور اس سے متعلقہ قابل قبول تفصیلات کے منکر ہیں تو پھر ان بریلویوں کی کیا خطا ہے جو ہائے اکابرین کی کتابوں سے ایک ایک دو دو سطر کاٹ چھانٹ کر اوٹ پٹانگ باتیں نکالتے ہیں اور کوئی کہے جاتے وہ مرتے کی ایک ٹانگ "نہی" کہتے ہیں۔

آتے ذرا ان روایات پر بھی نظر ڈالیں جو انظر شاہ صاحب نے بطور اظہار شیخت بیان فرمائی ہیں۔

سب پڑھنے والے مسلمان جانتے ہیں کہ ذریعہ صحابہ ہی فتنہ پردازوں نے جعلی حدیثوں کا سلسلہ شروع کیا اور رفتہ رفتہ حدیثیں لاکھوں کی تعداد کو پہنچ گئیں۔ اس طرح کہ اصلی کو جعلی سے متاثر کرنا مشکل ہو گیا۔ اس مخلوط انبار میں صرف وہی حدیثیں نہیں جو ستر سے پانچ گھڑی ہوتی تھیں، بلکہ چالاک مشریروں نے اپنا کمر زیادہ کارگر بنانے کے لئے "بہی" تو صحیح احادیث کے متن میں ایک آدھ جملے یا فقرہ کا اضافہ یا کمی کی اور کہیں روایتوں کے سلسلہ میں چوکی سے آئین شمس کی اور کہیں حسب ضرورت الفاظ کی ترتیب الٹی۔

یہی باعث ہے کہ اعلیٰ درجہ کے محدثین مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ نے انتہائی حزم و احتیاط کے ساتھ اس کو نقل سے اور صحیح کو غلط سے جدا کرنے کی جان توڑ کوشش کی ہے جسے بعض چند ہزار حدیثوں کو قابل اعتماد سمجھا اور باقی سے قطعاً کٹی۔ چنانچہ صحابہ و ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ دباؤ ایمان اور پناہ سے دین صرف وہی امور ہیں جو کتب یا احادیث صحیحہ مستبرہ سے صراحتاً ثابت ہیں۔ ان سے جو چیز صراحتاً ثابت نہ ہو وہ درجہ درجہ قابل قبول یا قابل رد ہو سکتی ہیں اس پر انکار و امتناع اور دونوں ممکن ہیں۔ اور اس کے باب میں نہ کوئی شخص حدود شرحہ کا مستوجب ہو سکتا ہے نہ گمراہ و نہ بدین قرار دیا جا سکتا ہے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ "بہی" کا ذکر فقہان میں تو کہیں ہے نہیں۔ نہ اشارتاً نہ کنایتاً نہ دوسرے اس کے کہ آپ کوئی ایسی ہی تفسیر فرمائے لگیں جیسی پانچ دہت کی تمسائیں اور زکوٰۃ کی مقدار قرآن سے ثابت کرنے کے لئے بعض فن کار فرماتے ہیں۔

بخاری اور شرط امام مالک دونوں اس سے قطعاً خالی ہیں۔ اور واضح ہے کہ بخاری سے پہلے شرط امام مالک ہی کو صحیح اکتفا

بعد کتاب اللہ کا درجہ حاصل تھا۔ وہی مسلم تو بالیقین یہ بھی ذکر بہری سے بالکل خالی ہے۔ شاہ صاحب نے مسئلہ پر جو مسلم کی روایت نقل کی ہے اس میں ہر آکھ والا دیکھ لے کہ "بہی" کا ذکر کہاں ہے۔ مسلم کے مستداول نسخہ پر امام نووی کی شرح چڑھی جوتی ہے شاہ صاحب تکلیف کر کے اسی کو دیکھ لیں کہ امام نووی نے اس روایت کو اشارتاً بھی "بہی" پر منطبق نہیں کیا ہے۔ گو یا شاہ مسلم امام نووی بیچائے بھی اُس ہندی میں نظر کو نہ پائے کہ سر شاہ صاحب نے بلا تکلف پالیسا ہے۔

اب رہ گئیں دوسری کتب احادیث، تو اگر کوئی ایک روایت تعینہ تفصیلات کے ساتھ ان سب میں پائی جاتی تو بیشک بات قابل توجہ تھی۔ لیکن روایات میں باہم جتنا اختلاف ہے وہ آپ نے سو دروی صاحب کے ضمیر میں ملاحظہ فرمایا اور خود انظر شاہ صاحب کے مضمون ہذا میں ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۵۰ کا کالم ۱۵۰

دراور العلوم بائج ۱۵۰ء میں روایت درج ہے کہ۔

"جب تم لوگ سیاہ چھٹائے خراسان سے ملے ہوئے دیکھو ان کے پاس آؤ اس میں اللہ کا خلیفہ "بہی" ہو گا۔" اور اسی مضمون میں۔

صلوٰۃ کالم علی سطر ۱۱ پر شاہ صاحب نے یہ لکھا ہے۔

"حضور علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہری پہلے پہلے مدنیہ منورہ سے ظاہر ہوں گے۔"

کیا شاہ صاحب خراسان مدنیہ ہی کا دورہ کیا ہے؟

اور سننے! ابو بکر ہشیمی صحیح الزوائد میں جلد ۱ ص ۱۱۱۱ پر اس موضوع کی بیسیوں روایتیں بیان کرتے ہیں۔

لیکن اکثر و بیشتر کے بعد اس طرح کے ریمارک ہیں۔

(۱) سر داہ احمد و فیہ عطیۃ الادنی ضعیف یعنی اس

روایت کو احمد نے روایت کیا اور اس میں عطیۃ الادنی ضعیف ہے۔

(۲) سر داہ ابو یعلیٰ و فیہ عدی بن ابی عمارہ قال القلی فی حدیثہ اضطراب

(۳) سر داہ الطبرانی فی الادوسط و فیہ لیث بن ابی سلیم

و هو مدنی۔

(۴) و فیہ مشقی بن الصباح و عدی متروک۔

(۵) ذبیہ مہر بن جابر الحنفی وہو کذاب وغیرہ وغیرہ۔
 حاکم نے مستدرک میں ہندی سے متعلق "سیاہ جھنڈوں" پر
 مشتمل ایک طویل حدیث نکالی ہے۔ انھیں المستدرک جلد ۱ ص ۱۶۷
 (مصری) اور اگرچہ یہ نہیں کہا ہذا احادیث صحیحہ یعنی
 شوط المشیقین۔ لیکن خیال تو بیش اسے صحیح ہی سمجھا ہے۔ لیکن حافظ
 ذہبی انھیں المستدرک کے اسی صفحہ پر اس کے متعلق فرماتے ہیں۔
 قلت ہذا موضوع میں کہتا ہوں یہ روایت گھڑی ہوئی ہے
 دوسری روایت اسی موضوع پر حاکم نے بیان کی ہے جس کا
 مطلب یہ ہے کہ آخر زمانے میں ایک بلا یہ شدید نازل ہوگی یاوشاً
 کی جانب سے ایسی کہ اس سے پہلے ایسی شدید بلا نہیں سنی گئی ہوگی
 جن الفاظ چھوڑ کر آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ میری محبت
 سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو یوں ہوگا اور یوں ہوگا اور آخر
 میں کہتے ہیں ہذا احادیث صحیحہ الاسناد ولم یخبر جاء
 دی حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری و مسلم نے اسے نہیں لیا۔ حافظ
 ذہبی اسی کے آگے فرماتے ہیں قلت سندہ مظاہرہ میں کہتا
 ہوں سند اس کی غیر مطوم الحال ہی فیصل المستدرک جلد ۱ ص ۱۶۵۔
 ایک اختلاف یہ ملتا ہے کہ ابن سعد کی روایت میں ہے۔
 یعیث سبعا وثمانین (دہدی سات یا آٹھ سال میں گئے۔
 ابو سعید کی روایت میں ہے۔
 یعیث سبعا و اسیعنا پانچ یا سات سال میں گئے۔
 ایک روایت میں تسعا و اربعون بھی ہے۔

مشکوٰۃ میں ہے گا الہدی مٹی۔ پھر روایت آگے بڑھی
 الہدی من اہل بیتہ۔ پھر آگے بڑھی من عتوقی۔ پھر آگے
 بڑھی من ولدی فاطمہ۔ اس میں تشریح قابل لحاظ ہے کہ جب تک
 من عتوقی تھا بات قیسے عام تھی۔ جیسا کہ خطابی کی معالم السنن
 جلد ۱ ص ۱۶۷ پر ہے۔
 عزرة آدمی کی بیٹی اولاد کہتے ہیں اور
 العترة ولد الرجل یصلیہ کبھی عام رشتہ داروں اور بھائی زادوں
 وقد یكون العترة الاقرباء لے بھی بولا جائے جیسا کہ سفید اولی
 بن الصعقہ۔ ومنہ قول ابی
 بکر رضی اللہ عنہ یصلی علیہ
 نحن عترة رسول اللہ۔
 کی محرت ہیں۔
 + + + +

گو یا عترة میں جو اسکا نام عموم تھا اسے بھی ختم کر کے من ولدی
 فاطمہ سے یہ صریح کر دیا گیا کہ "ہندی" جو فاطمہ میں ہی ہوں گے۔
 میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ روایتیں جھوٹی ہیں۔ لیکن ہم اگر فاطمہ
 اور نبو عیاس کی شکل کو نظر انداز کرتے ہوتے اور نبو امیہ کی
 تاریخ میں پشت ڈالتے ہوتے ہر اس روایت پر ایمان لاسنے بیٹھ
 جاتیں جسے کسی کتاب حدیث میں لکھ دیا گیا ہے تو آخر ہم امام ہندی
 کو خراسان سے آنے والا مانیں گے یا مدینہ سے؟ ان کا نام حادث
 مانیں گے یا محمد؟ نبو فاطمہ میں سے مانیں گے یا نبو عیاس میں سے؟
 انظر شاہ صاحب کا کمال یہ ہے کہ دعویٰ تو ثابت کرنا چاہتے
 ہیں بڑا اہم، لیکن روایات نقل کر کے اکثر کذاب ٹھکتے ہیں نہ صحیحہ۔
 پھر روایات میں اس چیز جو ہے یعنی سلسلہ زوایا۔ جس پر ہر روایت
 کا مدار ہے، اسے سر سے حذف ہی کر جاتے ہیں۔ حالانکہ انہر لازم
 تھا کہ یا تو بخاری و مسلم تک ہی رہتے کہ ان کی سند بہ حال مضبوط ہے۔
 یا آگے گئے تھے تو حدیث کا پایہ باعتبار روایت بیان کیے کہ سودی کا
 رو کر تے۔ یا راویوں پر بحث میں کی نہیں تھی تو جن علماء کی بیان کردہ
 روایات پیش کی گئی ہیں ان کے بارے میں کسی مستند ناقد حدیث کے
 کہے کم ہی الفاظ نقل فرماتے کہ در حالہ کلہم نقات دبعی
 خلیفہ یا نعیم یا طبرانی یا جس نے بھی سنلاں روایت بیان کی جو اسکی
 روایت کے تمام راوی قابل اعتماد ہیں، یعنی ہر جگہ کی بات ہے کہ
 پہلے تو ایک غلط ترین بہتان — "انکا و پورہ ہندی" کا سودی
 صاحب پر لگاتے ہیں اور پھر راویوں کو حذف کر کے محض خلیفہ اور
 نعیم اور طبرانی جیسے نام لے کر مطمئن ہو بیٹھے ہیں کہ گویا یہ لوگ انبیاء
 یا متفق علیہ امتہ یا بے دلیل سند و حجت ہیں کہ ان کے نام کے بعد
 کسی جمع کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ میں کہتا ہوں کہ شیعہ یا خوارج
 یا معتزلہ جب کوئی روایت اپنے استدلال میں لاتے ہیں تو آپ
 حضرات کس کس طرح ان کے راویوں کی گردنیں توڑتے ہیں اور کسی کو
 کذاب اور کسی کو متروک کسی کو مجہول اور کسی کو مدلس ٹھہرا کر روایت
 رو کر دیتے ہیں۔ لیکن سودی کے مقابلہ میں آپ احمد و نعیم اور طبرانی
 وغیرہ کا سند سے قائل نال رسول اللہ اس طرح کہتے ہیں گویا احمد
 اور نعیم اور طبرانی براہ راست آپ سے کہہ گئے ہیں۔ یہی اگر انھیں
 اور عقولیت ہے تو آپ اپنے بے علم اور ناجیا مقلدین کو جو چاہے

منزائیں لیکن با علم اور آنکھوں والے مسلمان آپ کے اس الفت اور عقولیت کو پیر کاہ کی برابر بھی وقعت نہ دیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ظہور نبوی کی تفصیلات تو الگ رہیں گو صرف ظہور نبوی ہی کا عقیدہ کھنڈہ ایمان کا علامہ ہے تو آپ امام مالک اور امام بخاری اور امام مسلم کو مومن کیسے سمجھتے ہیں جبکہ انھوں نے ذکر نبوی کو قطعاً نظر انداز کر دیا ہے۔ آپ کا جو فحی قسم کا طریقہ استدلال ہے اس کے اعتبار سے تو ان ائمہ کو نفی بالہ ہے ایمان یا ناقص الایمان کہنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اہل میں اس کی ضرورت آپ کو نہیں پڑی اور نہ اگر کسی طرح یہ پتہ چل جاتا کہ مولانا مودودی کا سلسلہ نسب بخاری مسلم کو کہیں لجاتا ہے تو آپ ضرور انھیں بھی گمراہ ٹھیراتے۔

الشراکیر۔ آپ ابن عربی شمس کے فتوے سے مودودی کو کافر بنا رہے ہیں۔ ذرا یہ تو بتائیے کہ یہ شبہی صاحب کی بیان فرمودہ حدیث من کذب بالرجال فقد کفروا من کذاب بالمعدی نقد کفر کہاں کس کتاب میں کس باب میں آئی ہے۔ ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس کے ردو اذ کون ہیں اور حضور کسے کب کس موقع پر یہ الفاظ فرماتے ہیں؟ کوئی، شبہی کوئی مستقلی کوئی مصری کوئی مکی و مدنی بجائے خود تھا اور مطاع اور بے دلیل ماننے جانیکے قابل نہیں ہے جب تک قرآن و سنت سے اس کے بیان و ادعائی مستند مل جاتے تھیں واحد تو کہا میسر لوگوں کا وہ اجماع بھی واجب القبول نہیں ہے جس کی صریح یا ہم صریح بنیاد کتابت شریف میں نہ ملتی ہو جیسا کہ ہم اپریل کی اشاعت میں مشہور پر شاہ دلی اللہ کی زبانی بیان کر چکے ہیں۔ پھر سنت کو جانے کیلئے احادیث کا ہر مجموعہ بہ تمام تحت نہیں ہے۔ اور ہر وہ روایت جو کسی محدث کے واسطے سے بیان ہو جائے بلا جرح و تعقید لائق قبول نہیں ہے بلکہ بخاری مسلم ترمذی ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ دارقطنی اور دیگر کتب کو کہیں لپٹے لپٹے درج میں رکھنا ہوگا۔ ایک دوسری سے مستاذ کرنا ہوگا ادا ان میں سے کسی کو بھی ہم کوئی ایسا درجہ ہرگز نہیں دیں گے جو کتاب اللہ کے باطن برابر ہو۔ یہ تھا کتاب اللہ ہی کی شان ہے کہ وہ ہر طرح کے ریب و شک اور جرح و تعقید سے بالا اور ضعف و غربت سے ارفع ہے۔ بخاری و مسلم اور ترمذی کے

بعد ہیں۔ اس سے نیچے دو جے میں ہیں۔ اس سے کم مرتبہ ہیں۔ بعدہ دیگر کتب حدیث میں وہی روایتیں قابل قبول ہو سکیں گی جو نہ تو قیاس و روایت کے خلاف ہوں نہ ان کے راوی مشکوک یا مطعون یا مجروح ہوں۔ یہ جو النظر شاہ صاحب نے مسئلہ کا مسلم پر مولانا اشرف علی تھانوی کی یہ عبارت نقل فرمائی ہے کہ۔

” حسب تصریح حدیثین ضعیف حدیث کا کثر جب طریقہ دفع ہو جاتا ہے۔ پس جب ضعیف متفق علیہ کا اس سے انبار ہو جاتا ہے تو ضعف مختلف قیہ کا انبار کیوں ہوگا بالخصوص ایسی کثرت کہ اس کو قیہ تو اترا تک سمجھ سکتی ہو۔“

کیا النظر شاہ صاحب اس کا مطلب یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ کوئی بھی ضعیف حدیث اگر بہت سے مختلف راویوں سے مروی ہو جائے تو صحیح ہو جاتی ہے؟ کیا تو اتر کا مطلب ان کے نزدیک نام نہاد جمہوری قسم کی کثرت ہے؟ اگر واقعی مولانا اشرف علی کے ارشاد کا مطلب انھوں نے یہی سمجھا ہے تو پھر بتائیں کہ خلفائے اولین یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے صحیفے اور صحیفہ نقلیہ میں جو روایتیں شیعہ حضرات میں بے شمار طرق سے راجع ہیں اور جن کی شہرت آسمان تک پہنچی ہوئی ہے کیا انھیں صحیح تسلیم کر لیا جاتا ہے یا خواجہ جورواتین و سیوں طرق سے بیان کر کے حضرت علیؓ کو خصال و فصل و خاکم بدہن ٹھیراتے ہیں انھیں مان لیا جاتا ہے؟ کیا کثرت طرق اور تو اتر و شہرت سے یہ روایت صحیح ہو جاتی کہ زمین گاتے کے سیسٹوں پر قائم ہے اور گاتے جب پہلو بدلتی یا ڈھر ڈھری لیتی ہے تو زلزلہ آ جاتا ہے؟ یا کثرت طرق ائمہ کو اتر کیسے ان التزامات کو صحیح کہہ دیتا ہے جو منصب مؤرخین میں مسلمان بادشاہوں اور بعض اسلامی بہادروں پر عرصہ سے لگائے چلے جاتے ہیں؟

حضرت مولانا اشرف علیؓ کو اس طرح میں اور بے مغز قرآن و حدیث نے جو اصول بیان فرمایا ہے اس کا تعلق صرف نفس ظہور نبوی سے ہے نہ کہ تفصیلات کے متعلق مشہور روایات سے۔ وہ صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بخاری و مسلم نے جس شخص یا شخص کے باعث ”نبوی“ کی روایات نہیں لیں وہ نفس یا ضعف دیگر روایات کے طرق مختلفہ سے دور ہو جاتا ہے۔ اور یہ ماننا لازم

ہو جاتا ہے کہ آخر کار ایک ایسا مرد میدان ظہور میں آتا ہے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھرے گا اور باطل کو شرمسار و پست پا کرے گا۔ جو "ہمدی" ہوگا یعنی ہدایت یافتہ۔ جو اپنے زمانہ کا امام رہنا ہوگا۔ علامتہ ہاشم ہمدی وہ عقیدہ ہے جو روایات سے حاصل ہوتا ہے اور جس پر مولانا مودودی کا راجحانہ ثبات و اعتقاد ان کے ہدایتی بیان اور کتاب "تجدید و احیاء دین" سے آپ کو سواہر آنکھ واسلے پورا واضح ہے۔

ناظرین۔ ایک نظر پھر عدالتی بیان پر ڈالئے اور فیصلہ فرمائیے کہ اس کو پورا اٹھانے کے بعد کیا نظر شاہ صاحب کہتے ہیں انتہائی عقیدے بغیر نتیجہ نکالنا ممکن تھا کہ مودودی صاحب ظہور ہمدی کے منکر ہیں۔ خاص طور پر شیعہ کو دیکھئے۔ اس میں مولانا مودودی نے مضطرب اور مختلف روایات سے جو بنیادی حقیقت لی ہے اسی کا اثبات مولانا اشرف علی اور مولانا انور شاہ صاحب اور دیگر علما سے حق کرتے ہیں اور ٹھیک لہجی ہی ہیں ابن خلدون نے احادیث ہمدی بیان کرنے کے بعد کہی ہے کہ۔

فقد وجدنا جملة الأحادیث التي حشر بها الأئمة في شأن المهدي وخرجه في آخر الزمان ورجحنا من آيات القرآن وروايت من التفسير إلا التفسير والاقوال منة۔

بیس یہ تمام حدیثیں جن کی تخریج ابن خلدون نے ہمدی کی شان میں اور ان کے آخر زمانے میں پیدا ہونے کو بارے میں کی ہے ان کا حال عیناً تم دیکھ سکتے ہو یہ ہے کہ نقباء کے بعد ان میں سے بہت کم بہت ہی کم جو بر فاضل نکلتے۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۳۲۸)

روایات ہمدی کا پایہ روایت

تو معلوم ہوگا کہ ظہور ہمدی کی روایتیں چیلانے میں شیعہ حضرات فرار ہوامیہ نے اور جو عباس نے اپنی اپنی دنیاوی مقصود اور حسرتوں کی خاطر خوب کام لیا ہے۔ بنو امیہ کے ہاتھوں شیعہ حضرت اصیب رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں ہمدی کی تمام جماعتوں میں ایک ہمدی گریہ ہو گئی تو ان کے ہمدی راویوں نے ہمدی مودودی کے تصور کو بائیں طور اظہار کیا تاہو سوا امید مودودی اور بیاضوں کو ایک ایسا سرب نظر کیا جسے

وہ مدت تک پانی جھک کر باگم روز لگاتے ہے۔ بعدہ بنو امیہ نے اس نقل کو اپنے مفادات کے سانچے میں ڈالا اور ان کے بعد جو عباس نے برسرا اقتدار آنے پر ان لوگوں کی خاطر ظہور ہمدی کی روایات کو تحریف و ترمیم کے ساتھ اٹھایا جنہوں نے جو ہاشم کے لئے بنو امیہ کا تختہ الٹا تھا مقصد یہ تھا کہ عوام کو گھمایا جاسکے کہ تختہ گنج حق دار جو عباس ہیں۔

ان تاریخی احوال کا مختصر بیان اور تجزیہ بڑا وقت طلب ہے۔ اسے نقل چھوڑتے ہوئے میں آپ کے سامنے ان احادیث کا مقام اور پایہ واضح کروں گا جنہیں انظر شاہ صاحب نے نقل کیا ہے۔ یہ ہے کہ مولانا مودودی نے ہمدی کی روایات ذکر کی ہیں قریب قریب سب مقام نقباء اور پانچ حجیت سے بنی ہوئی ہیں مگر احادیث مسلم کے۔ تو روایت مسلم پر مولانا مودودی کا اعتقاد صحیح نظر آتا ہے اور مزید ثبوت چاہئے تو "تجدید احیاء دین" دیکھو لگنے اس میں اسی حدیث مسلم کا مفہوم و مطلب مولانا نے بیان فرمایا ہے۔ یہی بات کہ انہوں نے یہ کہہ دیا کہ مسلم میں ہمدی کا ذکر نہیں تو یہ تو ایسی حقیقت ہے جسے ان صاحبی دیکھ سکتا ہے۔ یہی بات ابن خلدون نے کہی ہے۔

ولقد لیس یقوم علی احسن اور کوئی دلیل اس بات کی نہیں ہے الملک و منہما۔ (مقدمہ) کہ مسلم کی روایت، ہمدی مراد نہیں۔ انظر شاہ صاحب نے سب سے پہلے مسلم کی مذکورہ حدیث نقل کی ہے۔ اس میں ہیں کوئی کلام نہیں نہ مودودی صاحب کو ہے۔ اسکے بعد وہ روایتیں ترمذی کی نقل کی ہیں جن کی سند انہوں نے بیان نہیں کی۔ لیکن آپ ترمذی جلد ثانی باب ملجاء فی المہدی لٹھا کرو دیکھئے۔ پہلی روایت کی سند یہ ہے۔

حدیثنا عبید بن اسباط بن محمد القرظی حدیثنا ابی حدیثنا سفین الثومری عن ماصم بن یحییٰ عن ابن عباس عن عبد اللہ بن علی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

دوسری روایت کی سند یہ ہے۔

حدیثنا عبید الجبار بن العلاء حدیثنا سفین ابن عیینہ عن ماصم بن زید عن عبد اللہ بن علی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ان دونوں سندوں میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک صاحب
عام ہیں جو نہایت سے روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سعد کا یہ ایک
ان کے ہاتھ میں ہے۔

عنان ثقہ الا اندہ کثیر | تھے ثقہ لیکن حدیث میں بہت
الخطا و فحشا یشم - | خطائیں ان سے صادر ہیں۔

یعقوب بن سفیان کہتے ہیں:-

فی حدیثہ یضم اضطراب | ان کی حدیث میں اضطراب ہے۔

عبدالرحمن بن ابی عاصم فرماتے ہیں:-

فلتلا بی ان ابازر سعة | میں نے علی بن ابی ہریرہ سے کہا کہ ابو زہرہ

یقول اصم ثقہ فقال | کہتے ہیں صاحب ثقہ ہیں۔ میرا پاپے

لیس معنی هذا - | کہنا کہ نہیں عام کا یہ مقام نہیں چو۔

ابن علیہ کا ارشاد ہے:-

سکتی من اسماء عاصم | ہر وہ شخص جس کا نام عام ہو خراب

سواء الحفظ - | حافظہ کا ہے۔

ابو جعفر العقیلی ان کی خرابی حافظہ کی توثیح کرتے ہیں:-

ذاتین کا کہنا ہے کہ ان کے حافظہ میں گڑبڑ تھی۔ یعنی القطان نے

تو حد کو ہی۔ جس طرح بہادری کے اعتراف میں کسی شخص کو شہید کہہ دیا

جائے۔ اور روایت مذہبی کے اثبات میں قارون کا لقب بیہتہ

ہیں۔ اسی طرح یعنی القطان نے کہا:-

ما وجدت رجلاً اسمه | میں نے جس شخص کا نام عام پایا۔

عاصم الا وجدته رجلاً | اس کے حافظہ کو ردی پایا۔

جلی کا حال یہ تھا کہ عام کی جو بھی روایت نہ تھی یا انی اتی

سے ہوتے ضعیف سمجھتے تھے۔ لہذا ان کے نزدیک بھی ترمذی کی

مذکورہ سند قوی نہ ہوتی جب کہ اس میں عام کی روایت نہ تھی

سے ہے۔

آگے چلنے سے پہلے میں علم حدیث سے ناواقف حضرات کو

یہ بتا چلوں کہ راویوں کے ہاتھ میں جن بزرگوں کی آراہ اور

تہصرے میں ذکر کر رہا ہوں وہ کچھ ایسے ایسے بزرگ نہیں ہیں، بلکہ

وہ ایسے لوگ ہیں کہ حدیث کے فن رجال کی ترتیب و تدوین اور

تحقیق و تصحیح انھی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ چنانچہ ان کے اسماء

گویا حافظہ ہی کی میزان میں ابن عدی کی الکامل میں اور

ابن حجر کی تہذیب التہذیب میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ انظر شاہ

سے ترمذی کے بعد ابو داؤد کی دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان میں پہلی

روایت کو ابو جعفر العقیلی نے ضعیف ٹھہرایا ہے اور راوی علی بن

نقیل کو ناقابل احتجاج قرار دیا ہے۔ دوسری روایت میں ایک

راوی عمران القطان ہیں جن کے متعلق بھی القطان کہتے ہیں کہ وہ

قوی نہیں ہیں۔ نسائی کہتے ہیں وہ ضعیف ہیں۔ خود ابو داؤد جنہوں

یہ روایت بیان کی ہے پہلے تو انہیں اصحاب اہل سنت میں شمار کرتے

تھے۔ لیکن پھر انہوں نے بھی اپنی راست میں ترمذی کی۔ اور کہا کہ۔

عمران القطان ضعیف ہیں۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے مشکوٰۃ کی ایک روایت کا

صرف ترجمہ پیش کیا ہے۔ اس میں عمران کی طرف سے آنے والے

سیاہ جھنڈوں کا ذکر ہے۔ بعدہ احمد۔ نعیم ابن داؤد اور حاکم کی

ایک روایت کا ترجمہ پیش کیا ہے۔ اس میں بھی سیاہ جھنڈوں کا

ذکر ہے۔

سیاہ جھنڈوں کی روایتوں کا حال کیا ہے اس کا اندازہ

اس سے کیجئے کہ طبرانی نے اوسط میں حضرت علی کی ایک روایت

تخریج کی ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی ہیں عبداللہ ابن یحییٰ

یہ اس دور کے ضعیف ہیں کہ تمام ناقدان رجال کو ان کا ضعف

معلوم ہے اور اپنے جہنم شیخ (عمر بن حابر الحضرمی) سے یہ روایت

کرتے ہیں وہ ان سے بھی زیادہ ضعیف ہیں۔ امام احمد ابن حنبل

فرماتے ہیں کہ جابر ذہبی تصیغ کے شیخ سے مناکیر کی روایت کی

تھی۔ اور لکھے یہ بات سچی ہے کہ جابر جھوٹ بولتا تھا۔

مناکیر منکر کی جمع ہے۔ حدیث منکرہ حدیث ہے جس کا

راوی کثیر الغلط ہو یا جھوٹا زیادہ ہو اور فضولیات میں پڑتا ہو۔

یا کاذب بھی ہو اور فاسق بھی۔ حدیث منکرہ منکر خبر مردود کے ذیل میں

آتی ہے۔ (دیکھئے تلخیص الفقہ لفظ ابن حجر سے)۔

نسائی کہتے ہیں لیس بشقیہ۔ اور مزید فرمایا:-

حکان ابن یحییٰ شیخاً اصح ضعیف العقل داہن

لحدیث اصح ضعیف العقل شیخ تھا، اور اس کے ثبوت میں انھوں نے

اس کا ایک لغوی نقل بھی نقل کیا ہے۔ (مقدمہ ابن مندون)

ایک اور روایت طبرانی ہی نے بیان کی ہے جس میں اس

دوسرے قابل قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ مذکورہ حدیث میں بھی دونوں راویوں کے سماع کی تصریح نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اس میں ایک راوی ہیں عبدالرزاق بن ہمام یہ شیعت کے بڑے مشہور تھے۔ اور آخر عمر میں ناہینا ہو گئے تھے۔ اور غلط لفظ کرتے تھے۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ ابن ہمام فضائل کے سلسلہ میں ایسی روایتیں بیان کرتے تھے کہ کوئی بھی ان روایتوں کی موافقت نہیں کرتا۔

یہ ہے مقام جہتوں کی روایات کا۔

انظر شاہ صاحب نے طبرانی کی ایک روایت فتاویٰ ابن حجر شیبہ سے نقل کی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ ان کے خاندان سے ایک جوان ظاہر ہو گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ پس تم لوگ جب انھیں دیکھو تو تم اس ہی نوجوان کو لازم پکڑ لو۔ وہ مشرق کی طرف سے آئے گا اور وہ ہمدی کا طبردار ہو گا۔“

شاہ صاحب کے فاذا سرا ایتہم ذالک کا ترجمہ کیسے ہے۔

”پس تم لوگ جب انھیں دیکھو۔ میں پوچھتا ہوں ذالک کا ترجمہ انھیں ”یونکر ہوا“ انھیں ”آرد میں جمع کی ضمیر ہے۔ جو ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ حالانکہ ذالک واحد ہے اور ذوی العقول سے مخصوص نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ”انھیں“ ادباً ہی نوجوان کے لئے لکھا گیا ہے تو متعلق بعدیہ ترکیب ادب کیسے کہ ”تو تم اس ہی نوجوان کو لازم پکڑ لو“

یہاں بھی ”اس“ کی جگہ ”ان“ لکھا جائے تھا۔ علاوہ ذہن شاہ صاحب نے یہ روایت اس طرح پیش کی ہے گویا ہی جہاں خود ہماری ہیں۔ حالانکہ روایت کے الفاظ ہیں۔ دھو صاحب راہیۃ المہدی دھو ہمدی کا طبردار ہو گا۔ نہ کہ خود ہمدی۔ شاہ صاحب نے فتاویٰ ابن حجر شیبہ سے یہ روایت تو نقل کر دی لیکن یہ نہیں دیکھا کہ طبرانی نے اسی اوسط میں جس سے یہ روایت نقلی ہے لکھ اور بھی کہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من العباس وعباس حضرت عباس کا اور ایک ہاتھ حضرت

جسٹہ دونوں کا ذکر ہے۔ اس میں بھی یہ ابن کثیر موجود ہیں۔

ابن ماجہ اپنی کتاب السنن میں ایک روایت بیان کی ہے۔ اس میں بھی سیاہ جھنڈے ہیں۔ اس کی سند میں ایک صاحب یزید بن ابی زیاد ہیں۔ ان کے متعلق شیعہ فرماتے ہیں:-
کان سرقاً عیسوی بیدفع یرفاعة۔ یعنی میں روایتوں کا مروج الاحادیث المتی الاثرف ہونا ثابت نہیں انھیں مروج بتاتے مؤثر و جتہ۔ یا ظاہر کرتے تھے۔

ذیال فرماتے کہ جن ارشادات کی نسبت رسول اللہ کی طرف ثابت نہ ہو، بلکہ وہ موقوف کے درجہ میں ہوں انھیں مرفوع۔ یعنی رسول اللہ سے مقول کہنے والا راوی کس درجہ میں تندرست ہو سکتا ہے؟ محمد بن الفضیل کہتے ہیں کہ یزید بن ابی زیاد شیعوں کی طرف سے اماموں میں سے تھا۔ احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ وہ حافظ نہیں تھا۔

یعنی اس کا حافظہ اس درجہ کا نہیں تھا کہ روایات میں قابل اعتماد ہو سکے۔ یحییٰ ابن یحییٰ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ ابو زورہ کہتے ہیں کہ وہ یقین ہے یعنی اس کی روایات میں استقلال اور مضبوطی نہیں ہے اس کی سند میں لکھی تو جا سکتی ہیں مگر ان سے دلیل نہیں قائم کی جا سکتی

ابو عامر کہتے ہیں وہ قوی نہیں ہے۔ ترجمانی کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے محمد بن اس کی روایت کو ضعیف ٹھہراتے تھے۔ ابن عدی نے بتایا کہ وہ ابن کوفہ کے شیعوں میں سے ہے۔ ابو اسامہ اس حدیث کو اپنے میں کہتے ہیں کہ اگر میرے سامنے اس حدیث کے باب میں پچاس تمہیں بھی لکھائی جائیں تو میں سے سچا نہیں سمجھوں گا۔ فضیل نے اس حدیث کو ضعیف میں ڈالا ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں یسین صحیح ہے۔

ابن ماجہ ہی نے نو باقی سے ایک روایت کی ترمیم کی ہے۔ جس میں جہتوں کا ذکر ہے۔ شَمْرَةُ نَطْلَعُ الرّايَاتِ السَّوَدَةَ مِنْ جَبَلِ الْمَشْرِقِ اَوْ يَمْرُؤٌ مَجْرِيٌّ كَيْسِيَا جَهَنَّمَ مَشْرِقِ الشَّرْقِ سِوَا سَكَّةِ سَلْسَلَةٌ رَوَايَاتٍ فِيهَا اَبُو قَلْبَابَةَ الْهَجْرِيُّ هِيَ تَحْمِيصُ حَافِظَةٌ سَبِيٍّ وَغَيْرُهَا مِنْ مَدَنِيٍّ كَمَا هِيَ۔ اور ایک سفیان الثوری ہیں وہ بھی تدلیس کے لئے مشہور ہیں۔ اور ان دونوں کی روایتیں عموماً مستحسن ہوا کرتی ہیں۔ یعنی حدیث مستحسن وہ ہے جس میں یہ بات مشتبہ ہو کہ یہ قول قہقی راوی نے مروی ہے جس کے سلسلے یا کہیں اور سے سن لیا ہے کہ مروی ہے۔ نے ایسا بیان کیا۔ ایسی حدیث میں جب تک شکستے نہ سننے کی صورت

لکھو رہے تھے۔

اور یہ فرشتہ منادی کرتا ہوا اُس وقت آئے گا جب ہمدی تشریف لائیں گے! اُس وقت اللہ کی سنت تبدیل ہوگی جبے نیا فنا کے کنارے نکلنے والی ہوگی۔

کیا کروں شاہ صاحب نے سلسلہ روایت بیان نہیں کیا۔ اور خلیفہ کی یہ روایت فی الوقت مجھے کہیں ملی نہیں۔ مگر اسی سے بالکل ملتی جلتی طبرانی کی اوسط میں موجود ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔
حقاً بینادی مناد من السماء یہاں تک کہ آسمان سے ایک نباد آواز ان امید کو خلان۔
لے گا کہ تمہارا امیر ظاہر نہیں ہے۔

اس میں ایک تو لفظ ہمدی کی صراحت نہیں ہے دوسرے سلسلہ (فرشتے) کا لفظ نہیں ہے۔ باقی معاملہ وہی ہے۔ اس کے راویوں میں ایک صاحب المثنیٰ بن الصباغ ہیں جو معمولی ضعیف نہیں۔ بلکہ ضعیف چندان ہیں۔ یعنی سخت قسم کے ضعیف اور دور کی ایک روایت شاہ صاحب نے انہم سے نقل کی ہے اس میں یہاں تک ہے کہ ہمدی کے سر پر جامہ ہوگا اور ساتھ ساتھ منادی ہوگا جو آواز لگائے گا کہ یہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ ایک اور روایت میں نقل فرمایا ہے کہ ان کا ہمدی کا چہرہ مستطیل کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور دائیں رخسار میں سیاہی ہوگا۔ بدن پر دو سوئی جہاں ہوگا۔

میں کچھ کہتا ہوں کہ اگر آج کے علم و دانش سے تختہ پتلی خوش خیالیوں کو فیشن سے خارج نہ کر دیا ہوتا اور سب سلسلہ روایت کی گنجائش لگتی تو بہت سی روایتیں ایسی بھی یقیناً ملی جاتیں کہ ہمدی کی پیشانی پر عجدوں کا سیاہ نشان ہوگا۔ اور بدن پر ہتھکڑا جوڑا ہوگا۔ سر پر گاندھی کیپ ہوگی۔ اپنی آہٹیں لگائے گا اور دریاؤں پر باندھ باندھے گا وغیرہ وغیرہ۔

انظر شاہ صاحب نے اگلا آیتہ ان روایتوں کو درست اور قابل تسلیم سمجھتے ہوئے نقل فرمایا ہے تو آخر وہ یہ کیوں لکھتی ہیں کہ۔
"ان تمام روایات، احادیث کا قدر و شرف گہور ہمدی کی اطلاع ہے۔"

یہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ خود بھی تمام متعلقہ تفصیلات کا اعتقاد نہیں رکھتے۔ بلکہ صرف ظہور ہمدی کے قائل ہیں۔ حالانکہ انہیں ماننا چاہئے تھا کہ ہمدی سر پر جامہ ناندھے دو سوئی پہنے

علی وقال سیخروج من صلب هذا احتی یصلوا و الودھن جو سرا وظلمتا و سیخروج من صلب هذا احتی یصلوا و الودھن قسطاً وعدیٰ الخ۔
علی کا پکا اور کہا کہ مغرب اس کے صلب سے ایک شخص نکلے گا جو زمین کو جو ظلم سے بھرے گا۔ اور مغرب اس کے صلب سے ایک شخص نکلے گا جو زمین کو صلہ و العفان سے بھرے گا۔

گویا جیسا کہ شاہ صاحب کی نقل کردہ روایت میں پڑتا تھا علی کا ہاتھ نہیں پکڑا، بلکہ حضرت جبرائیل کا بھی پکڑا اور یہ بات اس سے معلوم ہوتی ہے کہ جو جبرائیل اور جو فاطمہ میں سے ایک کے خاندان میں وہ میثاری بادشاہ پیدا ہوگا جو زمین کو عدل و العفان سے بھرے گا اور دوسرے کے خاندان سے وہ میثاری ظالم پیدا ہوگا جو زمین کو جو ظلم سے بھرے گا۔ اور اس روایت میں برابر کا مترق اس بات کے لئے موجود ہے کہ کوئی شخص پہلے خدا کو عباس کی طرف پھیرے اور دوسرے کو حضرت علی کی طرف یا اسکے برعکس یا دونوں "هذا" کا اشارہ لیا ایک ہی مانے۔

سلسلہ روایت تو شاہ صاحب کے یہاں کوئی چیز ہی نہیں لکھا حذف کر دیا۔ میں آپ کو بتاؤں کہ اس روایت میں بھی وہی عبد اللہ ابن کعبہ تشریف فرما ہیں۔

ایک اور روایت خلیفہ کی شاہ صاحب نے بیان فرمائی ہے جس میں یہ ہے کہ۔

"ہمدی جب ظاہر ہونے لگے تو ان کی پشت پر ایک منادی

فرشتہ ناکرے گا کہ یہ ہمدی ہیں ان کا آہٹا ہے کہ"

صیغہ جاتی سنت اللہ کی اس تبدیلی کے کہ اپنے سب سے بڑھے رسول اور تخلیق کے سب سے اعلیٰ شاہ کا سرور کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تو اللہ جل شانہ نے بندوں کے نفوس اور عقول پر فرار و انکار کے دروازے کھلی آسانی آواز اور منادی فرشتے کے بند نہیں کئے۔ حضرت مثنیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کرنے والے خدا نے اُس وقت بھی آسمان سے کوئی منادی فرشتہ نہیں بھیجا جب مسعود مہرم کی عصمت در ایت و نظرت کے مہیا رہنے نازل نظر آ رہی تھی۔ اُس وقت بھی نہیں بھیجا جب عیسانی مہمگ رہے تھے کہ سب اللہ کے بیٹے ہیں۔ اُس وقت بھی نہیں بھیجا جب بعض دشمنان خدا قبر رسول سے جسو مبارک نکال لانے کیلئے شریک

سیاہ جھنڈا لٹے خراسان اور مدینے اور شام کی طرف بھاگتے اور آسمانی فرشتے ڈھول پیٹے گا کہ یہی مہدی ہیں۔ نہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ خود ان کے نزدیک بھی مودودی ہی کی طرح مہدی کے بارے میں کوئی خاص عقیدہ اسلام نے نہیں دیا ہے بلکہ محض صرف اتنا معلوم ہے کہ ایک زبردست راہنما قبیل قیامت پیدا ہوگا جو تمام روئے زمین پر غالب آکر عدلی انصاف پھیلانے کا بہت زیادہ کہا جائے تو یہ کہ اس کا نام محمد ہوگا اور بس!

ابن خلدون نے کتنی سچی بات کہی ہے۔

فان الاجتماع قد انفصل
فی الامت علی تلقی صما
بالقبول والعمل بما فیہما
وفی الاجتماع اعظم حمایة
واحسن دفا ولبس غیر
الصحبیین بشا بصما
فی ذلک۔

دعنا ری و سلم کے قابل قبول اور قابل عمل ہونے پر امت کا اجتماع ہے اور جمہور کے نزدیک سب سے زیادہ حمایت اور حسین مدافعت کی مستحق ہی وہ دونوں کتابیں ہیں اور انکی سوا جو کتب ہیں ان کی مضبوطی و ثبات کا یہ درجہ نہیں۔

ایسا کوئی بھی عالم جو دین کو محض گو رکھ دھندا نہ سمجھتا ہو بلکہ اسے ایک زندہ قابل عمل لائحہ زندگی تصور کرتا جو کبھی ایسی روائتوں پر بھروسہ نہ کرے گا جنہیں بخاری و مسلم جیسے معتبر محدثین نے قابل ترک سمجھا ہو اور جن میں اسلام کی ثقاہت و ستائش کو یا مال کرنے والی خوش خیالیاں اور دشمنین گرتیاں ہوں۔

ظہور مہدی سے متعلق روایات میں وارد شدہ تفصیلات کو قابل قبول سمجھنے والوں نے شاید کبھی عقلی طور پر غور ہی نہیں کیا کہ صادق و صدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کا مطلب یہ کیا۔ وہ سر کے شساموں اور دو سوتلیوں اور سیاہ جھنڈوں وغیرہ کو عقلی دنیا سے ہم آہنگ کرنے کی حرمت نہیں کرتے۔ بلکہ ان کا تصور کچھ ایسا ہے کہ اچانک ایک لمبی داڑھی والے صوفی صاحب ظہور پذیر ہو کر تعویذات و عملیات۔ یا پھر جاوے کے ذریعہ تمام دنیا پر چھل جائیں گے اور دنیا کو یا ایک عقلی ہے کہ جس میں ظلم و ستم پھرا ہوگا اور وہ اس عقلی میں سے ظلم و ستم نکال کر عدلی انصاف نام کو کھنکنے ڈال دیں گے۔ اس طرح کا تحلیل اسلام جیسے عقلی اور عقلی مذہب کیلئے

کہا تک موزوں ہے اسے ہر صاحب عقل و فہم دیکھ سکتا ہے ظہور مہدی ہوگا اور ضرور ہوگا۔ لیکن اگر وہ ایسی ہی تائید روحانی و دینی ہو تو مہدی کو جھنڈوں اور پدی و سون کی ٹنگ کے بجائے توپوں اور بموں اور ہوائی جہازوں کی ٹنگ سے مربوط ہونا پڑے گا۔ نہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی دنیا محض چھوٹوں سے منقذ ہوگی۔ بلکہ اس انقلاب کے لئے لازماً ایسے ہی اسباب پیدا ہوں گے جو اللہ کے قوانین جہاں نہائی کے مطابق ہو سکیں۔ یہ انقلاب دستی سحتوں اور سکت فرجی حملوں کے ذریعہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کیلئے ابتداً ایک عظیم تحریک اصلاح اور حرکت الاراد حوت و عزیمت کو دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کے بعد اس وقت کی دنیا کے حالات اور باطل قوتوں کے آلات سے بچہ کشی کرنی ہوگی۔ سائنس سوا آنکھ طانی ہوگی۔ علوم و اچھے سے مہدہ برآ ہونا پڑے گا۔

۳۰۰ اگر آج کی دنیا کسی حادثہ سے پہلے ہی تباہ ہو گئی اور علم و سائنس کی مادیات کا ارتقا موت کے منہ میں چلا گیا اور کسی ایسے دور نے جنم لیا جو جو علم و سائنس بالکل خالی ہو اور تلوار کے زلنے جیسا ہوتے تب بے شک مہدی جھنڈا لیکر شام یا مدینہ سے نکل سکتے ہیں لیکن اس وقت یہ عمل محض غفلانہ ہوگا کہ وہ تمام دنیا پر چھل جائیں گے اور تمام دنیا کو ان کی امامت تسلیم کرنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ کی وسیع دنیا کا کسی ایک دنیاوی اقتدار کے ماتحت آجانا اسی وقت ممکن ہے جب سائنس کے ترقی یافتہ آلات اور مشینیں اس وسیع سر زمین کو ایک شہر یا ملک کی حیثیت سے سکیں جیسا کہ آج کل ہے۔ لیکن جس صورت میں کہ سائنس اور اس کی اختراعات کا عدم اور نعتہ ان تسلیم کر لیا گیا تو کسی بھی فرد واحد کے لئے تمام علم کی حکمرانی کا امکان آخر کیر نہر محقق ہو سکتا ہے ۹

میری بحث کا موضوع ہے جو نہ ظہور مہدی کی عقلی شکیں کرنا نہیں اس لئے اس پہلو پر کچھ اور کہنا نہیں چاہتا۔ البتہ شاہ صاحب نے فتاویٰ حدیثیہ سے جو یہ حدیث نقل کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم من کذب
بالدجال فقد کفر و من کذب
بالمہدی فقد کفر۔

کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دجال کا انکار کیا کفر کیا اور جس نے مہدی کا انکار کیا کفر کیا۔

تو اگر یہ ظہور ہمدی کا میں بھی قائل ہوں اور خود ہی صاحب بھی لیکن فتویٰ کفر کے لئے میں کسی ایسی بنیاد کو قطعاً کافی نہیں سمجھتا جس کا کوئی اشارہ قرآن میں بھی نہ ہو اور بخاری و مسلم میں بھی نہ ہو۔ اس کا مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک جو قول رسول بخاری و مسلم میں آئے ہے وہ گمراہ قابل رد ہوا۔ حاشائے حاشا۔ قول رسول تو نہیں بھی جو پھر صورت واجب التصدیق ہے۔ لیکن کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جس قول رسول کو بخاری و مسلم نے قول رسول نہ مانا ہے اور اس کے قول رسول ہونے پر کوئی اور عقول مضبوط دلیل بھی نہ ہو اسے قول رسول ماننا عملی نظر ہے۔ اور اس کی بنیاد پر کفر و اسلام کو حق نہیں مانتے چاہتے ہیں۔ حدیث مذکورہ کا حال یہ ہے کہ ابوبکر اللہ اعلم اللہ نے اسے فوائد الاخبار میں بیان کیا ہے اور باقتدار سند یہ روایت حد درجہ غریب ہے اور ابوبکر اللہ اعلم اللہ کا تائیدین کے نزدیک مستقیم بھی ہے اور وضاحت بھی۔ یعنی گھڑنے والا۔

خاتمہ مضمون پر شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے:-

”لیکن ان تصریحات کے باوجود ہم سکوت کرتے ہوتے

تواترات دین یا اجماع کے منکر کے متعلق شرعی فتوہ

مولانا محمد دسی کے فتویٰ ذیل میں پڑھو لے ہیں:-

ناظرین اندازہ فرمائیں کہ اندازہ لگائیے کہ یہ کونسی قسم ہے۔ حال یہ ہے کہ مولانا خود ہی نے تو شاید زندگی بھر کسی پر کفر یا زندقہ یا گمراہی کا ایک فتویٰ بھی نہیں لکھا اور شاہ صاحب کی مکتبہ فکرت فتووں کی ایک باڑہ عرصہ سے داعی جاری ہے۔ اور اس باڑہ کی زد میں قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم آچکے ہیں۔ میں دُوق سے کہہ سکتا ہوں کہ انظر شاہ صاحب نہ تو تواتر کے معنی جانتے ہیں نہ اجماع کے۔ انھوں نے مولانا اشرف علی تھانوی علیہ السلام کی عبارات کا صحیح مطلب نہ سمجھ کر ان سے بڑا اہل خیال منسوب کیا ہے۔ کیا حکیم الامت جیسا علامہ شہید دہلوی نے مضمونوں کو مجوسہ کو ایک قوی کے برابر قرار دے سکتا ہے۔ اس کا تو مطلب یہ ہو گا کہ وہ شش بیاد ل کر ایک صحت منفع سے زیادہ تندرست ہوتے ہیں! وا عوذ من ذالک۔

میرے معزز بھائی! تواتر قطعاً العام کا نام نہیں ہے اجماع سے نہیں کہتے کہ ایک شخص نے کفر لگایا انقلاب! اور

سائے جلوس نے کہا زندہ باد! اور اجماع شرعی مستند ہو گیا تو اترا اور اجماع دین کی اصطلاحیں ہیں۔ ان کے مشروط و مقسود معانی ہیں۔ تنویر حوں کی عقل اگر ایک عقل انسانی کے برابر نہیں ہو سکتی تو تنویر ضعیفوں کی روایت ایک روایت قطعی کی برابر ہو سکتی ہے۔ ظہور ہمدی کو حدیث مسلم کی حاشیہ میں طرح مولانا فتویٰ نے مانا ہے اور جس طرح ”تجدید اجماعت دین“ اور ”مسائل مسائل“ میں اس پر دلائل قائم کئے ہیں ان کی داد تو تم کیانی نے اکتانہ نے انھیں ”مسئکہ“ ٹھہرا دیا۔ یہ عکس ہند نام زنجی کا فور۔ حالانکہ ظہور ہمدی کے جس رجعت پسندانہ اور تنویرانہ تصور کو تم نے بیٹھے ہو وہ اسلام کو اولیٰ عقل کی نگاہ میں اٹھو کہ اور وہ اب استہزائے بنائینے والا ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اپنے فرسودہ تعلیمات کے لئے تمہارا یہ اندر خود بھی کوئی استقامت کوئی شعور کوئی مصفاقیں نہیں نہ تم نے ایمان داری سے کبھی یہ سوچا ہے کہ حضور سرور کو میں نے جس سلطان ہمدی کی بشارت دی ہے اس کے ظہور اور کالی انقلاب کو آخر عالم اسباب سے کس طرح کا تعلق اور کیسا ربط اور کس قسم کا واسطہ ہے۔ تم نے تو میں یہ کچھ لیا ہے کہ مومن کامل کا جو معیار تھا کہ ذہنوں میں ہے، یعنی لیا جبہ نبوی داڑھی اور بجا عمامہ کریں متفقانہ تم ہاتھ میں حصا۔ ایسا ہی ایک شخص ان خطوں سے نکلے گا جن میں تلوار کے دوز میں پیدل اور گھوڑی سوار فوجیں دست بستہ جنگیں لڑی ہیں۔ اور یہ شخص تمام عالم پر کیوں کہ غالب آجاتے گا۔ کس طرح ظلم و جور کو مٹائے گا یہ تم بالکل نہیں سمجھتے یا سوچتے ہو تو اس تجربہ پر پہنچ کر مطمئن ہو بیٹھے ہو کہ کسی تعویذ یا عمل یا چھوٹکے وہ دیوبال کو پچھاڑ کر سنو حق پر قابض ہو جائیگا۔ حالانکہ ایسا سوچنا رسول کے ارشاد اور اللہ کی سنت اور قوانین آج کی توہین و ذلیل ہے۔ یاد رکھو جس شخص کو صرف چند سالوں میں دو چار بار سے زیادہ لوہے کا تمام دنیا پر چھا جاتا ہے اور بال کی عظیم ترین قوتوں کو پسپا کر کے حق کو غالب کرونا جس کا مشق ہے وہ تلوار کے زلزلے کی طرح ہاتھ میں جھنڈا لے کر پیدل فوج کو جلو میں نہیں نکلے گا۔ نہ وہ ایسا رسمی مسلمان ہو گا جیسا سمجھتے ہو نہ وہ کوئی صورت چھونکے گا نہ اس کے لئے فرشتے ڈھنڈو داپٹیں گے۔ بلکہ وہ تو اپنے زمانے کے ہر آئینی اور سیاسی تھیوری سے لیس

ایک مرد جفا پیشہ جو باطل کے بیچ میں بیچہ ڈال کر زور آزمائی کرے گا جو شیطان کو حملہ سے بچوں سے نہیں فرلادتا ہوں کی بیٹیوں سے جکڑے گا اور جس کی آرزو میں وہ ساری الفتلافی کارگرداریاں شامل ہوں گی جنہیں مجھ سے شبہ مشابہ مروحق کو کوشش علیحدہ کرنا ہے حضرت امیر المؤمنین عمر ابن عبدالعزیز علیہ الرحمہ الف الف قرآن نے اپنا پاتھا۔ میں نہیں امام ابوحنیفہ کو کظیم تفتہ اور ذکاوت و فہمست کی قسم دیتا ہوں اسلام کو دور از کار و اہتیا و خیالات کی آلودگی سے بچاؤ۔ تم اگر سختی ہو تو خودی کے لائبرال جھنڈوں اور عماموں کی حدیثیں جزو ایمان بنا کر تم اپنے امام کو انداز فکر اور تفتہ فی الدین کا بڑا غلط نمونہ پیش کر رہے ہو۔

میری ان باتوں کو تم یاد کرنا ظہرین اگر درست نہ مانیں تو خیر مجھے فی الوقت اس سے بحث نہیں۔ میرا اصل موضوع بحث یہ تھا کہ تم نے مولانا مودودی پر انکا بظہر رندی کا جو اتہام لگایا ہے وہ بالکل غلط ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس فلسفی کو جس کے دلائل تطبیح اور شہادات صریحہ سے دفاع کر دیا۔ اب تم اپریل مئی اور جون ۱۹۵۷ء کے تجلی سائے رکھ کر سوچو کہ کیا زمرہ بحث موضوعات پر میں نے تمہاری بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کا پورا پورا آپشن نہیں کر دیا اگر تم اس نتیجہ پر پہنچو کہ میرے دلائل غلط ہیں تو ان کا توڑ پیش کرو۔ انشاء اللہ مجھے ضدی نہیں پائے گے۔ اور اگر اس نتیجہ پر پہنچو کہ دلائل ذوقی ہیں اور مودودی یا جماعت اسلامی کے بے بیخیر نہیں جو غلط فہمیاں تھیں وہ زمرہ بحث موضوعات کی حد تک ہو جاتی ہیں تو اور جو اعتراضات جنہیں مودودی صاحب کے عقائد و تحریرات پر ہوں پیش کرو۔ میں ایسے ہی دلائل انداز میں جیسا کہ اب تک اختیار کئے ہوئے ہوں ان اعتراضات پر کام کروں گا۔ اور خدا گواہ ہے اگر تمہارے اعتراضات میرے نزدیک درست ہوتے تو مودودی صاحب کی تردید اور تطبیح میں بھی میرا قلم ایسا ہی بے لاٹک چلے گا جیسا کہ ان کی تصویب میں چلا ہے۔ مودودی صاحب کی دشمنی کو تم جیلے سے شایع تو اب اور حاصل زندگی بھگو میرے نزدیک زوری صاحب کی دوستی اور دشمنی کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ میں تو اصول و عقائد کا دوست اور دشمن ہوں۔ میں مودودی صاحب کی حیثیت اس سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا کہ وہ اللہ کے ایک بندہ نایاب ہیں جس کے

قلم سے غلط اور صحیح دونوں ہی باتیں نکل سکتی ہیں۔ وہ قرآن و سنت کے مطابق کہیں تو جان و دل سے قبول۔ خلاف قرآن و سنت کہیں تو ہزار بار دہ۔ یہی طریقہ میرے اسلاف کا رہا ہے اور یہی طریقہ دنیا کے تمام آیتوں میں ہمیشہ صفحہ نہا گیا ہے۔ جس شخص کو انصاف اور دیانت و شرافت کے معیاروں پر توجہ کرنی چاہئے۔ تم جو چھو اپنے خیال میں مولانا مودودی کی عظمت و عزت کے سینے میں گھونپتے ہو وہ فی الحقیقت اللہ کے دین اور دعوت حق اور تحریک اسلامی کے سینے میں گھونپتے ہو۔ سو ماہلینا الا بسلا غم و املص و صرا۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ | اپریل ۱۹۵۷ء کا تجلی

مہوں سے دو گنا چھو ایا تھا۔ لیکن پوسٹنگ کے چند ہی روز بعد سو اس کی مانگ کا یہ عالم ہوا کہ ہوائی طرح سب کا پیاں آگئیں اور مجھے فوراً نیوا ایڈیشن چھپونا پڑا۔ اور یہ ایڈیشن ابھی پر میں ہی میں تھا کہ آڈیوں میں اور اضافہ ہوا اور بذریعہ تاریخ مجھے نئے ایڈیشن کی تعداد بڑھوانی پڑی۔ میں نہیں جانتا کہ کیا لاسکی ذریعہ میں جن سے ہندو پاک کے گوشہ گوشہ میں میری تنقید کی گونج پہنچ گئی اور آڈیوں کی مکمل تھیل میرے بس سے باہر ہو گئی۔ یہ محض اللہ جل شانہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ دیکھتا من لیشاء۔

میرے گذشتہ دونوں آغاز سخن پر بذریعہ خطوط مجھے کسی کسی داد دی گئی ہے اس کا بیان میرے بس میں نہیں۔ نہ فی الحقیقت میں کسی بڑی تعریف کا مستحق ہوں۔ لیکن مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اس بات کی کہ شہرہ آفاق ادارہ دار المصنفین اعظم گڑھ کے مشہور بلند پایہ جریدے المعارف کے دفتر سے مجھے وہاں کے شیوہ مخمترم کی محل لیکن جامع اور فہم دار بذریعہ خط ملی ہے اور یہ خوشی خدا جانتا ہے اس لئے نہیں ہے کہ اس سے کچھ میری عزت بڑھی ہے۔ بلکہ اس لئے ہے کہ اس سے میرے جذبہ خدمت اور خلوص و عزم کی تہمت افزائی ہوئی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ المصنفین جماعت اسلامی کے حامیوں اور توثیق دین میں نہیں ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ اس کے لاپی علم شیوخ خاموشی و متانت کے ساتھ دین کی گنتی خدمات انجام دیتے جا رہے ہیں۔ ان کی غیر جانبداری اور تجرملی اور عظمت و بزرگی کے شہساز نظر مجھے فاسق و فاجح کے لئے

ان کا "جزاک اللہ" کہہ کر خوشی کا اظہار کر دیتا بس اللہ کا خاص ہی انعام سمجھتے۔ اس سے کم سے کم یہ تو معلوم ہو گیا کہ میری تصدیقات کو مستقر سمجھنے والوں میں غیر جانب دار اپنی علم کی بھی معتد بہ تعداد شامل ہے۔ وھذا من فضلہ سبحانی۔
اپنی ناپید حقیقت اور بے لگنی کو دیکھتے ہوتے ایک شعر لکھنے کو بھی چاہتا ہے۔

گاہ باشد کہ کو دے کے ناداں

بہ فلفل بر بدعت زند تیرے

+ + + + +

تصحیح گذشتہ شمارے میں قرآن ابن العربی صاحب نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ شہم بخاری سے کچھ روز پہلے مدرسہ کی جانب سے دور دورہ اطلاع میں بھیجی جاتی ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور مدرسہ کی طرف سے باقاعدہ دعوتیں جاری نہیں ہوتیں۔ لہذا میں ملّا صاحب کو قسم تفتیح پر تہنیت کہتے ہوئے ناظرین کو مطلع کرتا ہوں کہ "میلہ خدا شناسی" کا یہ جز غلط ہے۔ اور اپنے مقدس بزرگوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ خدا را اس سالانہ ہجرت کاروانی کی برحقٹی ہوئی آلو گویوں اور قباحتوں کا مناسب سزا پا کیجئے ایسا نہو کہ آپ کے بعد یہاں بھی کوئی عرس ہونے لگے۔

تصحیح

گذشتہ شمارے میں مصلیٰ پر میرے لکھا ہے کہ "حیات انور" از ہر شاہ کی تعریف ہے۔ افسوس کہ یہ بات مجھ سے غلط لکھی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ بلکہ مولوی رحمانی کے بیٹے ہوتے اقتباس تک ہی میرا مطالعہ محدود ہے۔ اصل میں یہ کتاب مختلف حضرات کے مضامین کا مجموعہ ہے جس کے مدیر اور مرتب از ہر شاہ ہیں۔

گو کہ اس سے میرے مضمون سابق میں کوئی نشتر نہیں پڑتا۔ تاہم اس غلط فہمی کے لئے میں شرمندگی کا اظہار کرتا ہوں۔

ایک خوش خبری

جو لوگ ندوی کی ذات سے محبت کرتے ہیں انھیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ سید اچھوٹا بھائی مشیم عثمانی (دعوت اسلام) اسلامیہ اسکول دیوبند کے گذشتہ دستاویزوں میں فرسٹ ڈیویژن پاس ہو کر تعلیمی وظیفہ کا مستحق ٹھہرا تھا۔ آپ جانتے ہیں کہ آج کل خدا و حسد کی کہیں کی نہیں چٹا چٹا اس بھارت کا سامانی پر بعض اعلیٰ قروں نے اس کو نہال کو کسی نہ کسی طرح پھاڑنے کی مقدس کوشش کی اور اس غریب کو یقین ہو گیا کہ اب کی پنچل تھرڈ کلاس نصیب ہو گی۔ لیکن وقتہ من نشاد و نوزل من نشاد۔ ہزار ہزار شکر ہے اپنے بھائی کا اور بندہ نواز الملک کا کہ تھوڑے عرصے میں عثمانی شہم عثمانی فرسٹ ڈیویژن پاس تھے۔ بلکہ فرسٹ ڈیویژن کے لئے جتنے بھروسوں کی شرط ہے اس سے ایک سو دس گنا زیادہ حاصل کئے تھے۔ واللھم للہ شیخ علیہ السلام۔ بڑی حالت شکر ہے کہ عزیز شاہیم نے امتحانوں کے دنوں میں روزہ نہیں چھوٹا۔ اور شاید رحمت باری کے انکسار کر جانے میں اس فریضہ صحیوم کا بھی کچھ ہاتھ ہو۔ عزیمت "میں نے اس لئے کہا کہ ۱۵ سال دیوبند کا رمضان بہت گرم اور طویل النہار" گذرا ہے۔ پھر حال میرے عقین شہم کی آئندہ جیسی ترقی کے لئے دعا مانگتا ہوں۔

حدیث کی ایک نادرا اور قدیم ترین کتاب صحیفہ ہمام بن منبہ

مشہور صحابی رسول ابو ہریرہؓ کا اپنے شاگرد ابن منبہ کے لئے مرتب کیا ہوا مجموعہ حدیث جسے مشہور تعلق جناب محمد عبداللہ ذوالفہرہؓ نے اور جو بھی ہار شائع ہوا ہے۔ شروع میں فن حدیث پر لاجواب مقدمہ ہے اور حدیثوں کو روشن ثابت سے چھاپ کر مقابل کے صفحہ پر ترجمہ اور تفسیری نوٹ شے گئے ہیں۔ اس صحیفہ کے بخاری و مسلم وغیرہ کی صحت کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ صحیفہ کہاں سے کب ملا۔ اس کی تفصیل بھی کتاب ہی میں دیکھئے۔ رسول اللہ کے چند مکتوبات مقدمہ کے نوٹ بھی شامل کتاب ہیں۔ کاغذ عمدہ سفید۔ ہدیہ تین روپے آٹھ آنے۔

مکتبہ تختی دیوبند (دیوبند)

دیکھو

ایک تولی کی پیشکش کی جا رہی ہے

میں شیشی کی خریدنے والی کو ڈاک خرچ معاف

ڈاک خرچ ہم بڑے خریدار

مزید تفصیلات ماسٹل کے کسی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے

طلب کرنے پر خالص حستی کیریائی سلائی بھیجی جاتی ہے۔ جس کی قیمت دو آنے ہے۔

۲۲ اپریل ۱۹۵۷ء

جناب من کلیم اللہ صاحب قریبی صریح ایک خالص حستی کیریائی سلائی بھیج دی ہے۔ ایک تولی۔ خیریت ہے۔ جلد از جلد مندرجہ ذیل پتے پر روانہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ میں نے اسے ایک بار اور منگوا یا تھا۔ مفید پایا تھا۔

مستحق

محمد رفیق علی۔ بھٹنور پٹ روڈ۔ اول ٹاؤن پورہ روڈ۔ جھاڑ پائسٹی۔



۳۰ جولہ ۱۹۵۷ء

جناب عامر صاحب سلیم! گنہگار شہ ہے کہ ایک تولہ سرسبز و خوش بخت جلد روانہ کر دیں یہ بہت نیا، سرسبز ہے اور میں بہت دنوں سے اسے استعمال کر رہا ہوں۔ قیمت فوراً ادا کر دی جائے گی۔ میرا پتہ یہ ہے۔ محمد حبیب اللہ ممتاز ہاؤس۔ روم نمبر ۱۱۱۔ مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑھ۔

پارکٹ کاٹھ

کےवल पता

جناب محمد رفیق علی

بھٹنور پٹ روڈ۔ اول ٹاؤن پورہ روڈ۔ جھاڑ پائسٹی۔

Deoland

دارالفیض رحمانی دیوبند ضلع سہارنپور روڈ۔ (پا)

اور یہی بہت سادہ خطوط

جناب آج کل ایک صحافی طور پر اس پتے سے خریدیں یا پتے کو تحریر کیا جاتا ہے۔ محمد علی گھنوی تا جہر خط۔ سہارنپور جھاڑ پائسٹی کی گارنٹی۔ سہارنپور آباد (دکن)

تجلی کی طاقت

ناظرین! اول تو یوں بھی استغناء و دست بردار ہو سکتے ہیں کہ تجلی کی ڈاک کو ہر ماہ کافی صفحے لینے کے باوجود بہت سی استغناء تک پہنچتے ہیں اور اس طرح ہر پندرہ ماہ میں انبار جمع ہو جاتا ہے۔ دوسرے اس لئے آغاز سخن کے طویل سلسلے سے اس انبار میں اور بھی اضافہ کر دیا جاوے گا اور اب میں نہیں جانتا کہ تجلی اس انبار سے کب تک عرصہ بر آجیو۔ آپ حضرات اگر دو ماہ صبر و ضبط کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے یہ بات یاد رکھیں۔ تو ممکن ہے کہ اس شکل پر قابو پاسکوں۔ یا پھر مجھے اطمینان دلائیے کہ آپ ناراض نہ ہوں گے اگر میں نے ایک دو اشاعتوں کے تقریباً تمام صفحے تجلی کی ڈاک کے لئے وقف کر دیئے۔ ان دونوں میں سے جو صورت آپ کو پسند ہو جائے مطلع کریں۔ (عامر عثمانی)

ہوئی علت کو واحد علت سمجھ لیا جائے تب بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ تصویر اس رُمر سے کیسے خارج ہو جاتی ہے؟

آپ نے اس سلسلے میں جو بات بطور دلیل بیان کی ہے اسکو پہلی نظر دیکھتے ہی معلوم ہو جائے کہ آپ نے اس سلسلے پر غور و خوض کئے بغیر یہ بات لکھی ہے۔ حکما کی آخر آپ کس طرح نقل و تشابہ کی تعریف سے جدا سمجھ رہے ہیں، جب کہ ہاتھ کی فلکاری اور سنسلی کی صنعت کاری سے ہزار درجہ زیادہ کامل و اکمل نقل و نقل یہ اس مکتب کے اندر موجود ہے جو کھیرے کے ذریعہ کاغذ پر منتقل کر لیا جاتا ہے۔ عکسی تصاویر میں جس طرح خدو و حال پوری بار کیوں کے ساتھ اصل کی نقل کے طور پر کاغذ پر منتقل ہوتے ہیں ان کو کوئی نسبت محبتوں اور سنسلی کی بنائی ہوئی تصویروں سے نہیں ہے۔ اگر کھیرے سے فوٹو لیئے وقت آدمی اپنے ہاتھ کی فلکاری کو کام میں نہیں لگا رہا ہے تو کیا خود یہ کھیرے انسان کی صنعت کاری کا کھیرے نہیں ہیں؟ اس فن نے تو سنگ تراشی اور قلمی تصاویر وغیرہ کے اٹھائے ہوئے فنون کو خوب ترقی دی ہے۔ یہ تصویریں تو اب خوبصورت آبر و باقت عورتوں کی ہوں یا سیاسی و مذہبی لیڈروں کی۔ ہر صورت میں اس سے جو جو ناسفانہ و مشرکانہ فتنے پیدا ہوتے جو آج ہماری زندگی پر ہر سیر

سوال ۱۔ اشعاع و جذبہ۔ ضلع پنج محل۔ تصویر
 ماہر داں کا تازہ ٹیپر ملا۔ اس میں جواب سوال نمبر ۱ میں
 آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کے آخری پر اگر اشتغال بالکل اتفاق
 نہیں ہے۔ سنسلی کی بنائی ہوئی تصویر اور فوٹو میں ایک مضبوطی
 امتیاز اور غور طلب فرق بتاتے ہوتے ہیں آپ نے تصویر کشی کی صورت
 کی علت میں الفاظ بیان کی ہے۔

جاندار چیزیں پیدا کرنا صرف اللہ ہی کا کام ہے۔ اور
 بندے کو زین نہیں دیتا کہ جان ڈالنے کی طاقت نہ رکھتے ہوتے
 اس کی نقل کرنے۔ لیکن کھیرے سے لی ہوئی تصویر اس رُمر سے جو
 خارج ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بعینہ عکس ہے جسے کاغذ پر منتقل کر لیا
 جاتا ہے۔ اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ کی فلکاری اور لیسٹل و
 تشابہ کو دخل نہیں۔

عرض ہے کہ حرمت تصویر میں آپ کی بیان کردہ علت
 واحد علت نہیں ہے۔ اس سے بھی زیادہ نمایاں اور قریب از
 قیاس علت یہ ہے کہ شریعت اپنے پیروؤں کو غیر اللہ کی پرستش
 اور پرستش کی طرف لے جانے والی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم و
 تکریم سے روکنا چاہتی ہے اور اس کے تمام ذرائع کا سدباب
 کرتی ہے۔ تاہم اگر صرف فرض کرنے ہی کے لئے آپ کی بتائی

مضبوط تسلط رکھتے ہیں۔ انھیں کون آدمی نہیں جانتا؟
 مجھے معلوم ہے کہ ملازم مسرور ٹرکی نے فوٹو کے جواز پر تقریباً
 اتفاق کر رکھا ہے لیکن میں اسے ان کی شدید فکری غلطی سمجھتا ہوں
 ان کی یہ دلیل کہ فوٹو کا عکس پانی یا آئینہ کے عکس سے مشابہ ہے
 اتنی کمزور بلکہ غلط ہے کہ اس پر کلام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
 اس شدید غلطی کے باعث وسیع پیمانہ پر جو فحاشی و عیاشی پھیلی ہوئی
 ہے اور جس نے دین و اخلاق کو پوری طرح برباد کر دیا ہے۔ اس کو
 عیاں ہر شخص دیکھ رہا ہے۔ خود ہندوستان میں بعض علماء (مثلاً مولانا
 سید سلیمان ندوی مرحوم اور مولانا ابوالکلام آزاد) ابتداء میں فوٹو کے
 جواز کی طرف متوجہ تھے۔ لیکن آخراً اس کی شدید قباحت انکی
 سمجھ میں آگئی اور انھوں نے اس سے رجوع کیا اور آج کوئی قباحت
 ذکر عالم میری نظر میں ایسا نہیں ہے جو فوٹو کو شرعی جواز کی سند
 دیتا ہو۔

افسوس ہے کہ آپ نے ایک لمحہ بھی غور کے نسبت فوٹو کی
 علت ثابت کرتے ہوئے گاندھی جی یا ابوالکلام آزاد کے فوٹو سے
 استفادہ بھی کرنے کا فتویٰ دیدیا ہے۔ جو مشرکانہ اور قرین مشرکانہ
 افعال و حرکات ان فوٹوں کے ساتھ آج مروج ہیں، یہی تو اس
 حکمت کو داغ کرتے ہیں جن کو پیش نظر رکھ کر شرع و ذوات مروج
 کی تصاویر کو ممنوع قرار دیا ہے۔ دیکھنے کی چیز ہے کہ شریعت نے
 مستقل شبیہوں کو محفوظ کرنے کی مخالفت کی ہے۔ خواہ انکو محفوظ
 کرنے کا طریقہ کوئی ہوزمانہ ترمیم میں سنگ تراشی اور مجسم سازی
 زمانہ متوسط میں تعلق جنعتوں اور حدیذ زمانہ میں عکاسی نہیں شبیہوں
 کو محفوظ کرنے کے ذرائع ہیں اور ہو سکتا ہے کہ آئینہ سا متشکل
 ارتقا کے ساتھ ساتھ کوئی اور طریقے ایجاد ہوں جو ان سے زیادہ
 ترقی یافتہ ہوں مگر تصاویر کا حکم بہر حال یکساں رہے گا۔ اگرچہ
 جانوروں کی تصاویر بھی ذی حیث کی تعریف میں آنے کی وجہ سے
 ممنوع ہیں۔ لیکن انسانوں کی تصاویر اور ان میں بھی حسین عورتوں
 اور پبلک لیڈروں کی تصاویر سے دین و اخلاق پر جو جو آفتیں آتی
 ہیں اور انسانیت کی جس طرح مٹی پیدا ہوتی ہے اس کو دیکھتے ہوئے
 کسی صاحب علم کی تیرت نہیں ہو سکتی کہ اس قسم کی مروج فن چریوں
 کو جائز کہہ دے۔

اسی جواب میں آپ نے دو تین جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ
 صورت سے مجسمہ کے معنی لینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ آپ کا
 یہ خیال بھی اصلاح طلب ہے۔
 آپ کو یوں لکھنا چاہئے تھا کہ صورت کو مجسمہ اور بت وغیرہ
 تک محدود رکھنا کسی طرح درست نہیں۔ سوال میں جن صاحب کی
 جلتے درج کی گئی ہے اگر ان کا منشا یہ ہے کہ صورت سے صرف
 مجسمہ اور بت ہی مراد ہے تو یہ فی الاصل غلط ہے۔ اور اگر یہ مقصد
 ہے کہ صورت میں مجسمہ اور بت کا مفہوم بھی شامل ہے تو یہ بالکل
 صحیح ہے۔ آپ نے جواب میں خواہ خواہ مجسموں اور بتوں کو صورت
 کے مفہوم سے جدا کر دیا۔ الفاظ کا صحیح اور مناسب استعمال ہی
 مطلب دہانی الغیرہ کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنا ہے ورنہ ذرا سی اندیش
 صحیح مطلب کو کہیں سے کہیں لیجاتی ہے۔ اس وجہ سے میرا مشورہ ہے
 کہ آپ اس پوٹو کے جواب کو بدل کر از سر نو شائع کریں۔

اسی پرچہ میں سوال نمبر ۱۱ کے جواب میں آپ نے یہ جو لکھا یا
 ہے کہ فحاشی و حرمت کا تعلق اور دیگر مسکرات کی حرمت کا تعلق ہونا
 قابل تسلیم ہے سو یہ بات مجھے پسند نہ آتی۔ جب خود صحیح حدیث میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فحاشی کی تعریف کل مسکرات سے کی ہے
 تو پھر آئینی حیثیت کا سہارا لے کر فحاشی اور دیگر مسکرات میں فرق
 کرنا فساد مزاج کے اس زمانہ میں بالکل مناسب نہیں معلوم ہوتا۔
جواب ۱۱ :-

آپ ہی کی طرح بعض اور دوستوں نے بھی ہمارے مانع کے
 جواب ملتے سے تعلق کسی باتیں لکھی ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ اپریل ہی
 میں جواب لکھیں۔ لیکن اپریل کا شمارہ تنقید کی نذر ہو گیا۔ اور
 مئی کے شمارے میں جو ڈاک چھپی وہ پہلے ہی کتابت ہو چکی تھی۔ لہذا
 یہ جواب متوجہ کرنا پڑا۔

آپ نے جو یہ خیال فرمایا کہ میں فی زمانہ فوٹو کے جواز کی جلتے
 رکھتا ہوں، درست نہیں ہے۔ میرے جواب کا ابتدائی بڑا حصہ
 ”مردہ تصویر بازی“ کی گھٹی تہذیب میں ہے۔ آپ اور دیگر حضرات
 اسے پھر توجہ سے پڑھیں۔ جواب کا وہ حصہ جسے آپ محل نظر قرار دے
 رہے ہیں اصل میں نتیجہ ہے اس بات کا کہ بہت سے معصری علماء نے
 جو فوٹو کے جواز کی دلیل دی ہیں وہ محض طبع زاد اور بے بنیاد نہیں ہیں

بلکہ اس لائق ہیں کہ ان پر ایسا نذرانہ غور و فکر کیا جائے۔
میراجی چاہتا تھا کہ تصویر کے عنوان پر متعلقہ مضمون لکھوں
لیکن یہ سوچ کر رک گیا ہوں کہ عام مسلمان مذہبیات پر عمل میں زیادہ
جذبات کو دخل دیتے ہیں اور میں جو کچھ بطور بحث و نظر لکھوں گا اسے
خود باقی طعن و طامرت کا ہدف بنا لیا جائے گا۔ لہذا تفصیل کو چھوڑ کر
میں شخص اجمال پر اکتفا کروں گا۔

میرے نزدیک تصویر اور مجتہد دو جدا گانہ چیزیں ہیں۔ ان
دونوں کی حرمت میں جسدا گانہ احادیث اور مختلف اصول کو خارج
کھتا ہوں۔ آپ نے حرمت تصویر کے لئے جو علت نامہ بیان
فرمائی ہے۔ یعنی غیر اللہ کی پرستش کی طرف اشارہ
والی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم و تکریم۔
اسے میں حرمت بھی کے لئے علت

میں نے جو یہ لکھا کہ:-
"ہمارا رجحان اس طرف ہے کہ بنیادی اعتبار سے فوٹوں
بغیر وہی حرمت نہیں ہونی چاہئے۔ میری تصویر کیلئے حدیثوں
میں وار ہے۔"

اس کا مطلب میں نے یہ لیا تھا کہ حضورؐ کے ارشاد کے وقت
"تصویر" بالیقین ہاتھ کی کھینچی ہوئی شہیوں کا نام تھا اور اس لحاظ سے
ہاتھ کی ہنسی ہوئی تصویریں حدیث سے صراحتاً ممنوع و حرام
ہیں۔ اس کے بر خلاف فوٹو کا خیر القرون میں وجود ہی نہیں تھا۔
اس لئے اس کی حرمت قیاسی اور استنباطی ہو سکتی ہے۔ قطعی
اور منصوص نہیں۔ عمل اس کا فرق یہ جو گا کہ ہاتھ
کی کھینچی ہوئی تصویر تو اخیر کسی اور وجہ حرمت
کے حرام کہلاتے گی اور فوٹو کی حرمت
کے لئے حدیث کے وہ احکام بطور
دلیل لائے پڑیں گے۔ جن میں
فواحشات و خرافات کی
حرمت ہے اور جن میں بڑی
کی طرف بولنے والے افعال
اعمال کی ممانعت ہے۔ اس
فرق کی بنیاد پر میں فوٹو کو عمومی
تو اس لئے حرام سمجھتا ہوں کہ یہ کم و
بیش اسی حد تک ہے۔ ہاں صاف اور وسیع
مطالب کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اور اس کے
ساتھ طرح طرح کی بلائیں وابستہ ہیں۔ لیکن علی الخصوص میرے

بخاری شریف (اردو) کتب

چنانکہ میں علم ہے اصح الکتاب بعد کتاب اللہ و قرآن کے بعد
سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف کا ہے۔ اس کا مکمل اردو ترجمہ جنگ شام
نہیں ہوا۔ یہ پہلی اور نہایت مبارک کوشش ہے جو اصح المطابع کراچی نے کی
ہو۔ انما بخاری کی جمع کردہ ۲۷۷۵۷ حدیثوں کا سلیس اور قابل اعتماد ترجمہ یا کتبہ
طباعت و کتابت کو اپنے مفید کاغذ پر آپ کتبہ تجلی دیوبند سے حاصل کر سکتے
ہیں۔ جن میں جو نسخہ منسلک ہے اس کی مجموعی قیمت صرف چوبیس روپے ہے۔ جو جلد عمومی
در تین جلد تالیف ہے۔ جلد چہارم در تین جلد تالیف ہے۔ ہر جلد ایک
انگ بھی طلب کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں فی جلد نو روپے
قیمت ہوگی۔ جلد چہارم گیارہ روپے ہے۔

نزدیک آن توجوں کے فوٹو جائز ہیں جن کی عمریں سن بلوغ سے بہت
کم ہوں یعنی اتنی عمر کے بچے جنہیں عمر میں سلمان اپنی بیٹیوں کو پرندے
نہیں جھٹاتے۔
اب جو لوگ میرے بیان کردہ تصویر اور فوٹو کے فرق کو تو
مان نہیں اور یہ نہ تسلیم کریں کہ فوٹو کی حرمت کے لئے دوسرے اصولوں
شرعیہ سے نکلے جو اسے احکام کافی ہوں گے وہ ظاہر ہے کہ گاندھی
جی اور ابوالکلام وغیرہ کے فوٹوں سے استفادہ کریں گے۔
بیشک میں مانوں گا کہ اپنے جواب ذریعہ بحث کی آخری ساڑھو چار

نہیں ماننا۔ کیونکہ اگر اسے علت
حرمت مان لوں تو درگا ہوں
اور مقبروں کے وہ فوٹو بھی
حرام ہو جائیں گے جو اکثر
اخبارات و رسالوں میں چھپتے
ہیں۔ اور جن کی حرمت کا قول
کسی نے نہیں کیا۔ آپ خوب
چلتے ہیں کہ بدعت پرست حضرات
درگا ہوں اور مقبروں کو کیا درجہ دیتے
ہیں۔ آج کل مسلمانوں کے لئے کسی جہاندار کی
تصویر کا پوجنا تو آساقریں قیاس نہیں جتنا درگا ہوں اور
مقبروں کا پوجنا اور حد سے بڑھی ہوئی تعظیم و تکریم قیاس۔
بلکہ واقع اور ثابت ہے۔

اس کے علاوہ اگر فوٹو کی حرمت میں آپ کی بیان کردہ علت
کو علت جامعہ مان لوں تو اس فوٹو کے بارے میں آپ کیا کہیں گے
جو آپ اپنے دو سال کے بچہ کا شخص شوقیہ بنائیں؟ کیا پرستش پڑھتے
سو انکو تعظیم کو کوئی بعید امکان اس فوٹو سے بھی وابستہ کیا
جا سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بتائیے کونسی علت حرمت کی
لائیں گے؟

چار لائوں میں میرے قلم نے غرض کی ہے اور جس چیز کا میں ہمیشہ سے سخت مخالفت ہوں اسی کی تائید میرے قلم طرز بیان نے کر دی ہے۔ یعنی میں تو لیڈروں کی تصاویر سے استفادہ کو اس صورت میں بھی درست نہیں سمجھتا جب کہ فوٹو کی حلیت فرض کر لی جاتے۔ کیونکہ یہ مزاج اسلام کے منافی ہے اور متعدد قباضیں اس میں متعلق پائی جاتی ہیں۔ ناظرین میری مذکورہ مطروحات کو غلط سمجھتے ہوتے میری واضح بات یہ سمجھ لیں کہ:-

” اگر فوٹو کو تصور سے جدا گانہ شے تصور کرتے ہوتے جاتے ان لیا جاتے تب بھی لیڈروں اور بڑے لوگوں کی تصاویر سے استفادہ و افادہ جاتا نہیں ہے۔ کیونکہ چند روز سے اسلامی فکر اور دینی مزاج کے سر اسر خلاف ہے اور اس سے اصول پرستی پر شخصیت پرستی کا غلبہ ہو جاتا ہے جو فساد کا سبب ہے۔“

جواب عشر میں جو بات آپ کو پتہ نہیں آئی وہ خود مجھے بھی پسند نہیں۔ لیکن میں کیا کروں کہ فقہانے شیک اسی قانونی فرق کی بنیاد پر میں کام میں نے ذکر کیا مسائل سنہ خطہ کے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے فساد مزاج کے پیش نظر مجھے آپ کے مشورہ کی قدر ہے اور اسی لئے میں فرق مذکور پر بحث کے لئے اپنی تعویب کو نظر انداز کرتا ہوں۔

سوال ۱۶ :- از غلام محی الدین - ضلع راجپور - میت کی فروخت گھر کے پائے ہوتے جانوروں میں سے بھیس بکری اگر چاہتا اس کو فروخت کر کے قیمت لینا جائز ہے یا حیرت کرنا۔

جواب ۱۶ :-

مذکورہ جانوروں کی خرید و فروخت درست نہیں ہے۔ البتہ اس کی کھال دباغت کے بعد بیچا یا اپنے کام میں لانا درست ہے۔

سوال ۱۷ :- (الغنا) **مشتبہات**

اگر خریدنے کسی کے پاس سے ایک سو روپیہ لیا اور تجارت کی۔ اس کو اس معاملہ میں چند روزہ بھی منافع غازیہ کو ایک سو روپیہ سے کہ پانچ روپیہ اپنی طرف سے زیادہ دیتے۔ یہ پانچ روپیہ لینا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب ۱۷ :-

یہ پانچ روپیہ اصطلاحاً اگرچہ سود نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کسی

شے کا بدلہ نہیں ہیں۔ اس لئے لازماً رقم قرض کار بوا شمار ہوں گے۔ اس سے پرہیز لازم ہے۔ اگر مذکورہ کو اس شخص کی توابع ہی کرنی ہے جس سے قرض لیا ہے تو بیجا ہے نقد دینے کے دعوت وغیرہ کی شکل میں کر سکتا ہے۔

سوال ۱۸ :- (الغنا) **بدعات**

گیارہویں کی ناخاکہ کھانا کھانا اور مولود شریف پڑھنا اور سلام پڑھتے وقت باادب اٹھ کر کھڑا ہو جانا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب ۱۸ :-

گیارہویں قسم کی تمام رسوم بدعت ہیں جن کا کھانا کھانا یا کسی بھی عنوان سے ان میں شرکت کرنا درست نہیں ہے۔ کھانے پر ناخاکہ بنا قطعاً بجا و سند ہے۔ ایسے کھانے میں فقہی حرمت تو کچھ نہیں۔ مگر ایک عرصہ میں صلح کو اس سے بیجا چاہتے۔ کیونکہ اس کو کھانا مزاجہ طریقتہ ناخاکہ کو گوارا سمجھنے کی عملی گواہی ہو گی۔

مولود شریف کے بارے میں ہم بار بار لکھ چکے ہیں۔ قیام جائز نہیں ہے۔ اور مرد و عورت کو بھی اپنی کئی نام نہاد بدعات کے باعث قابض رہ سکتے ہیں۔

سوال ۱۹ :- از ابن عبدالسلام - مقام معلوم ضبط تولید

کیا فرشتے جن ملائکہ دین و شریعت میں اس بارے میں کہ خرابی صحت و کمزوری و کثرت اولاد ہونے کی وجوہات کی بنا پر بالغ حمل کے لئے آپریشن کروا سکتے ہیں یا نہیں؟ شرعی رو سے مطلع فرمایا جاتے تو مناسب ہے۔

جواب ۱۹ :-

بیماروں (ضبط تولید) صحت اس صورت میں جائز ہے جب کہ چند مستند اکثر اور حکیم یغیہ لکھ دیں کہ استقرار حمل صورت کو لئے جان لیوا ثابت ہو گا۔ چند کی قید ہم نے اس لئے لگائی کہ کسی ایک حکیم یا ڈاکٹر کی رائے ایسے ام معاملہ میں کافی نہیں جاسکتی۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ عرصہ معمولی بیماریوں کے اندیشے سے یا مالی تنگی کی خوف سے ضبط تولید کا جواز نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ بھی لازم ہے کہ شوہر ایسی بیماری کا باقاعدہ علاج کرے اور ضبط تولید کا سلسلہ آسیر وقت تک جاری رکھے جب تک بیماری واقعہ موجود ہے۔ یہ نہیں کہ معمولی بیماری کو ہوتا بنا لیا جاتے اور ضبط تولید کے فیشن میں مقلد پڑھیں جیونہ کا پڑھ ڈالنا

مخبرک

از جناب کفیل احمد کیرانوی

جناب کفیل احمد کیرانوی دانا العلوم دیوبند کے ایک حساس اور باغمیطاطی علم
 ہیں جن کا بیٹھون اگرچہ علمی ثقافت سے زیادہ واقفانہ اثریت کا حامل ہے، لیکن
 بہت سے مواقع ایسے بھی ہوتے ہیں جب علمی ہوشگاہی سے بڑھکر حفظ و پرستارگی
 ضرورت ہوتی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں کے لیے کفیل صاحب نے دعوت اتحاد
 مفاہمت پیش کی ہے وہ اس موقف میں ہیں بھی نہیں کہ انھیں دلیل و منطق کی زبان سے
 خطاب کیا جائے بلکہ ان کے حضور مذہب گزارشیں اور واقفانہ اکتاماسات ہی موزوں
 ہو سکتے ہیں، خدا کرے یہ مضمون اپنے مقصد کیلئے مفید و موثر ثابت ہو۔ (ع)

کتاب آفتاب قرطاب

داس کی اطاعت نہ کر جس کے حل کو ہم نے اپنے ذکر سے
 قائل بنادیا ہے، جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے، اور
 جس کا حکم زیادتی یعنی ہے،
 یا دَا تَطْعُوْنَ اَمْرَ الْمُكْسِرِ فَيَنْزِلُ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ
 فِي الْاَرْضِ مِنْ لَدُنْكَ يُكْفِلُوْنَ

طاعت کرو ان حد سے گذر جانے والے لوگوں کی جو زمین میں
 فساد پھیلاتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے

لیکن آج دنیا ہے کہ ان کی پرستش کر رہی ہے، نیکو کار
 لوگوں کی امانت کرنا دنیا کا محبوب ترین شغل بن گیا ہے، نیکو
 اعتدالیوں پر فخر کیا جا رہا ہے، اسلام کی وہ پاکیزہ قدریں جنہیں
 کبھی پورے عالم نے تسلیم کیا تو آج اپنے منہ سے لاسے تقدس پر
 اٹھ اٹھا لے رہا ہے اور اپنی ہیں۔

غرض یہ ہے کہ قدم قدم پر وہ کچھ پایا جا رہا ہے جس کو
 السائمت لڑتا تھمتی سمجھنا مانگتی ہے، انسان کا ہر قدم
 نطرت کے خلاف پڑ رہا ہے اور عارف منقرہ ہے کہ ان نیت
 اپنے اکثر پاکیزہ امتیازات سے محروم ہو کر ایک ایسا رنگ آنو

آج ہماری نگاہیں دنیا کے جس حصہ پر پڑتی ہیں
 عوام وہ مشرقی ہو یا مغربی جنوبی ہو یا شمالی نئے نئے فتنوں کو سر
 اٹھاتے ہوئے دیکھتی ہیں، لوث مار قتل و غارتگری اور اسی قسم
 کی دوسری مہلک برائیاں عام طور پر پائی جاتی ہیں، اخلاق تباہ
 ہو رہے ہیں، عدل و انصاف کا سرکولر جا رہا ہے، جی آدم کی
 جمیٹ میں لفاق و شقاق کی خم برزی ہو رہی ہے، بیکار اور
 ظالم اپنے اعمال میں پوری طرح آزاد ہیں جو چاہیں کریں کوئی ان کا
 سرکھینے والا موجود نہیں، منکار، دغا باز اور فتنہ طراز لوگ سیاست داں
 سمجھے جاتے ہیں، جنہیں تہذیب کی ہوا نکل نہیں آتی وہ بوجذب
 خیال کیے جاتے ہیں، جن بیوقوفوں نے زندگی کے مقصد تک کو
 نہیں پہنچا نا، وہ مطمئن بننے بیٹھے ہیں، رہنروں کو رہبروں پر ترجیح
 دی جا رہی ہے، جنوں کو شر و اذیت دہندہ کو جنوں کو کھوڑا گیا جا، اہل
 عینا دیر کا قہم کا یقین ہے، موسم خزاں کو فصل گل بتایا جا رہا ہے
 پیچھے رہ جانا جن کی نطرت ہے وہ رہنا ہے ہوسے ہیں، اگر میوں
 کے جھانٹنے والے مسند نشین ہیں، نیکیاں ختم ہو کر بیدیاں پروان
 چڑھ رہی ہیں، مسلمان کو کرم میں جن ظالموں کی اطاعت سے منع
 کیا گیا ہے، لَا تُطِيعُوا مَنْ اَفْطَلْنَا كُفْرًا عَنْ ذِكْرِ سَاتَا الشَّيْخِ صَفَا

آئینہ بن چکی ہے جس میں عکس برعکس ہو گیا اور کوئی بھی پہرہ بدترین ہوتا ہے پاک نہیں۔

حاضر تارا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اشرافیت کے معزز ترین لقب سے نوازا ہو، اپنی تمام خلقیات پر فضیلت بخشی ہو جس کے دنیا میں جیسے کما حقہ صدیقی دنیا کو اچھا بنیوں سے مزین کرنا ہو، آج اس کی یہ حالت ہے کہ خداوند قدوس کی وسیع ذہین پر طرفستان بد تمیزی چا رہا ہے، اپنے شفیق مالک سے بغاوت کر رہا ہے اس کی ایک ایک بات کو ٹھکرا رہا ہے۔

اسے خدا پر ایمان رکھنے والا نام نے کبھی اس مسئلہ پر غور کیا، آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ جہاں دیکھو جہدِ حصر دیکھو فتنہ و فساد اور معاشرہ و کام کے لہیب سائے رہتے ہوئے نظر آتے ہیں، وہ ہر بہت کا خوفناک سمندر تھاقتیں مار رہا ہے، انسانیت سوڑ گئی ہے اور ہر جگہ آندھیاں آ رہی ہیں تو انہیں اختلاف کے پرچے اڑا دیئے گئے ہیں۔ نہ تہذیب و رشتہ ہے نہ معیشت اور نہ معاشرت۔ یہ دنیا مادی اعتبار سے بلاشبہ کافی ترقی کر چکی ہے اور برا بکرا ہی ہے، لیکن روحانیت کے لحاظ سے پیچھے ہٹتی چلی جا رہی ہے، لوگوں میں ہمدردی و محبت کے بے گنے بے گبری و مساوات جاگزیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جو لوگوں میں ظلم و تشدد کی وسیع جڑیں پائی جاتی ہیں۔

برادرانِ اسلام! اگر آپ نے ابھی تک اس مسئلہ کو موضوعِ فکر نہیں بنایا تو یقیناً آپ اس کی دفاعی تدابیر سے بھی ناواقف ہوں گے، ظاہر بات ہے کہ جب تک نہر کا منبع و منبع ہی معلوم نہ ہو اسے بھلا کیسے خشک کیا جا سکتا ہے، اگر کچھ بوقرب جلتی نہر کا منبع و منبع دریافت کیے بغیر اپنے ہمتی آدمیوں کی جمعیت لیگر ریمت کے گورن اور تھیسروں کے ذریعہ اس کو خشک کرنا چاہیں تو کیا وہ لوگ اپنی مشترکہ جدوجہد کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو لمبے بتلائیے آخر کیوں؟ صرف اسی لیے تاکہ انہوں نے مقصد حاصل کر شیک لے لے جو اسباب اختیار کر لے ہیں وہ غلط ہیں، جب تک پانی کے منبع و منبع کو تلاش کر کے وہ اپنے پانی کا رخ پھیر دینی کی کوشش نہ کی جائے گا یہ پانی ناگس رہے گا۔

پلا سے وہ لوگ کہتے ہی ٹیک نیت، سمر پاخلو من اور جہاں غم کیوں نہ ہوں۔

معلوم ہوا کہ ہر شے کے دفع و انسداد کے لیے ان اسباب کا جاننا مادی طور پر ضروری ہوتا ہے کہ جن اسباب کے تحت وہ شے پیدا ہو کر ترقی کی جہاں رہا ہے اختیار کر لی جاتی ہے، یہی وہ نکتہ ہے جو بعض مرتبہ اربابِ شہ جو کی مین نکتہ دل سے اوچھل دیکر ان کی تمام تر سعی و جہد اور عظیم الشان قربانیوں کو بے نتیجہ بنا دیتا ہے۔ یہ دنیا دار لاسہا سہا ہے، یہاں ہر فرد بزرگی و ظہارت اور بلت و حوصلگی سے کام نہیں چلتا بلکہ پورے شعور اور تہارت، دانشمندی کے ساتھ ان لوگوں کا اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے، جہاں تک جا رہی ہوں، یہ نہیں کہ آپ جانا تو چاہیں بسبتی کی طرف اور سوا رہ جائیں اس کا ڈری میں جو اس کے خلاف سمت جا رہی ہو، اور ہر توجہ رکھتے جائیں مقصد تک پہنچ جائیں ہم نے اس مسئلہ پر جب بھی غور کیا ہے ہمیشہ ایک سڑی نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تمام خرابیوں اور کٹھنوں کی جڑ ہے انسان پر انسانی حکومت کا ہونا، احتیاد کو بھلا کر انسان کا بغور خدا بنانا، آسمانی قانون کو پس پشت ڈال کر اپنے بنائے ہوئے قانون پر عمل کرنا اور دوسروں کو بھی اس قانون پر چلنے کے لیے مجبور کرنا۔

دنیا بھر میں شہر فساد اور معاشرہ و آدمی کے فرغ پائی یہی بنیاد ہے، سب مانتے ہیں غلط بنیاد پر جو تعمیر اٹھائی جاسکتی اس کا انجام خطرناک ہی ہوگا، ہم دعوے کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر انسان پرستہ انسانی حکومت کو اٹھا دیا جائے، بندہ کو صحیح معنی میں بندہ بنا دیا جائے، آسمانی قانون کو زندگی کے ہر شعبے میں رواج دیا جائے تو آج بھی یہ دنیا جنت نشان بن سکتی ہے وہ سب کچھ ہو سکتا ہے جو پہلے ہی ہوا تھا اور جس سے آج ہم محروم ہیں، لیکن اس کے لیے نئے نظریے اور فلسفے ہمارے کام نہیں آسکتے بلکہ اس کا تمنا اور سیدھا راستہ قرآن اور اہل قرآن کا مکمل اتباع ہے، قرآنی آیات و مقاصد کے ساتھ چلنے والے انسان اللہ کے اس بندے کی ہدایات ہوتی چاہیں جو دنیا میں آیا ہی تھا امن و امان اور اتحاد بین الناس کا میاں رک پیغام فکر و عمل ہدایات

تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ایک مختصر سی جماعت ساری دنیا پر چھین گئی جس کے دو ہر دو بڑی بڑی اپنی طاقتیں موم کی طرح پٹنگلتی چلی گئیں حالانکہ ابتدا میں ان غریبوں کے پاس نہ کسی حکومت کا زور تھا اور نہ مال و دولت کا، بلکہ جمہوری اعتبار سے، اقلیتی حالت میں وہ صرف تھی، لیکن تمام کمزوریوں کے باوجود دنیا والوں کی کٹنگم فروغ ان کے درپردہ جم سکی اور جیتی بھی کیسے جبکہ ان میں ایک ایسی قوت پائی جاتی تھی جس کی موجودگی میں قوموں کی دیر پھی ٹھیرنا سخت دشوار تھا۔ وہ قوت تھی خدا کی قانون پرانکار اور اسے غالب دیکھنے کا ٹھنڈا جذبہ جو کہ خدائی اصولوں پر اللہ کے نبی سنے ان حضرات میں قائم نہر مایا تھا۔

آپ نے دنیا کے بڑے سے بڑے فائدے اور اہم سے اہم نقصان سے بے نیاز ہو جائی تعلیم دیکر انہیں ایک نصب العین پر متحد ہو جانے اور اس کے لیے ہر ہر فرد میں تن من و دھن پیش کر دیئے تاکہ زبردست جذبہ پیدا فرما دیا، آپ نے اجتماعی عبادت کے ذریعہ ان میں اخوت، مسافات اور تعاون کی بہترین امپرش پیدا فرمائی۔

رہا یہ کہ ان کے شامل حال خدائی طاقت بھی تو تھی تو یہ بلاشبہ شکیک ہے، مگر یہ یوں لانا پسینے کر اتم الارسلوں کا وعدہ تھا انہیں کے لیے نہیں تھا بلکہ ان کٹنگم مومنین کی سٹر طے کے ساتھ آج بھی یہ اپنی جگہ اعلیٰ ہے اور خدا کی قدرت و اعاد آج بھی ساتھ دے سکتی ہے اگر جل اللہ کا متعلق ہو کر تھا ما جانے، اسلاف کیسا تو بھی تو خدائی طاقت صرف اسی لیے تھی کہ انہوں نے مقصد تک پہنچنے کے لیے ماہر استقامت اختیار کر لی تھی، ان کا ایک ایک فرد خدائی قانون یعنی انسانی بہترینوں کو بساط عالم پر فروغ دینے کے لیے اپنے اندر بے پناہ جذبہ رکھتا تھا، ان کی پوری جمیعت منظم ہو کر اسی ایک سیدھے خط پر حرکت کرتی تھی جو اللہ سے سوال کرنے کی دیا تھا، وہ لوگ مشترک ہو کر اسی ایک بنیادی مقصد پر جدوجہد کر رہے تھے جو رسول اللہ نے تعیین کر دیا تھا۔

یہ ایک ایسی زندہ حقیقت ہے کہ اگر آج بھی ہم اس لیے عمل پیرا ہو جائیں، باہمی کٹنگم قدم بندیاں محکم کرالیں، وہ طلب میں پیش آئیوں کی سخت سے سخت اذیتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کے لیے

مستعد ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہر حال نظر رکھتے ہوئے ایک جگہ پر مروج کرنے لگیں، ہم سب کے پیش نظر وہی ایک مقصد ہو جو اللہ کے ان نیک بندوں کے سامنے تھا، خدائی نشان کو دنیا میں واضح کرنے کیلئے ہمارے مدافعوں میں وہی ایک دھن اور قلوب میں وہی ایک تڑپ ہو پھر دیکھتے ہیں، اسے ساتھ ہی خدائی طاقت ہوتی ہے یا نہیں، ہم بھی دنیا میں امن و سکون کی زندگی بسر کرتے ہیں یا نہیں، اس دنیا میں جو ہزار ہا برائیوں کا گہوارا ہی ہوتی ہے، وہ جگہ لاشرک کی ہے کہ وہ جہیں اور غیر متاثری برکتیں نازل ہوتی ہیں یا نہیں، گت ہوں کے ہیبتناک اندھے کی چوٹ کر ٹیکو کی راحت افزا روشنی، حق زلیست پر جلوہ گر ہوتی ہے یا نہیں۔

مگر ہماری تو یہ حالت ہے کہ ہم خطرناک سے خطرناک موقع پر بھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، ہم آئے دن باہمی خانہ جنگیوں کا شکار رہا کرتے ہیں، ہماری اس لڑائی اور قوم کے مختلف گروہوں تقسیم ہو جانے کی وجہ سے ہماری قوت کمزور پڑتی ہے، ہمارے قلوب میں جاننا کہ باہر ہمارے اندر گہن لگ گیا ہے، ہمارے قلوب میں خوف و ہراس سے جگہ ملی ہے، ہماری جمیعت باہر پارہ ہوئی ہے، ہماری زیر دست مسلفینس خاک میں مل گئی ہیں، ہمارا تمدن ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے، ہم دنیا میں مقبول غلام بن کر رہ گئے ہیں، لیکن یہ سب کچھ ہوا شیکے ہونے میں ہماری آنکھیں نہیں کھلیں، ہم ابھی تک آپس میں برسرِ بیکار ہیں، ہمیں باہمی لڑائیوں ہی سے جتنی نہیں ملتی، ہم آئے دن ایک دوسرے پر گھڑا جھانٹتے ہیں، ہماری ساری قوتیں جنہیں باطل کے مقابلہ ہونا چاہیے تھا، سبے رہی کے ساتھ بر باد ہو رہی ہیں اور ہم اپنے جس پر گئے ہیں کہ ہمیں وقت کی ناسازگاروں کا احساس تک نہیں ہوتا حالانکہ ہمارے اسلاف اختلاف رسلے کے باوجود اپنے اندر اتحادی امپرش بھی رکھتے تھے، جو دراصل ہر جماعت کی بنیادی قوت ہو کر تھی ہے، مشترکہ ایک ایسا فرقہ تھا جس کی ہدایت اسلامی مالک کے قلب میں ہی ہزار ہا نقتے جاگ اٹھتے تھے، لیکن اسکے باوجود انم تو ہی جو مشہور حدیث ہیں اپنی کتاب فتح المغیبت کے حوالہ پر لکھتے ہیں "سلف و خلف کا برابر امپرش اتفاق رہا کہ مشترکہ وغیرہ کے چھپے نماز پڑھنا جائز ہے۔"

ہم میں کا کچھ شخص دعویٰ تو یہ کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔
 سیکھ دلی میں ہر وقت خدا کا خوف اور قیامت کا ڈر ہوتا ہے، مگر
 خدا ہمارے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور کبھی خدا کا خوف ایک اسلام عملی
 طور پر دنیا سے اٹھتا ہے، ہمارے گناہوں کی حالت میں تو اللہ نہیں چھوڑتا
 دل میں ذرا سی نہیں تنگ ہوسکتی ہے۔ ایک مسلمان ہرگز
 کہیں غم ہوتا ہے تو دوسرا یہ اسی لائق ہے کہ ہرگز ایک
 طرف ہٹ جاتا ہے۔

اللہ سے، ایک طرف فرمان خدا ہے انہما افتخرون
 اخوان۔ تمام روئے زمین کے مسلمان غیر امتیاز کے بھائی بھائی
 ہیں، دوسری جانب دنیا کے سب سے بڑے انسان جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، المسلمون اخوان المسلمین
 لا یظلم ولا یظلم۔

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، دعو خدا پر ظلم
 کرنے والے دشمن کہتے ہیں چھوڑو۔
 ہادی اسلام نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی شہر چڑھنے
 زہد دیا ہے وہ اعداد پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے، اور اسی

حقی رشتہ کی بنا پر محمد کے ابو جہل والی لہجہ کو ٹھکرا کر دور دراز کے
 رہنے والے مہدیاب رومی و سلمان فارسی کو لگے لگایا گیا تھا۔
 مسیحو مختصر سا تعیود ہمارے لئے ترقی و فلاح اور دنیا کو
 مسیحتوں سے نجات دلاسنے کی ایک راہ ہے کہ ہم آپس کے تمام
 اختلاف ختم کر کے پوری طرح منظم ہو کر سترے جذبات اور سختیوں
 کے ساتھ دنیا میں ایک سعید انقلاب لاسنے کیلئے اس جذبہ کے ساتھ
 اٹھ کھڑے ہوں جس کا ثبوت اب سے بارہ برس پہلے قتلان سے لیکر
 قتلہ تک اعدا کا شہر سے لیکر بھروسہ کے پانیوں تک دیا جا چکا ہے
 منظام لشکر، عمل، احتساب، جاہت سب سے
 زاد ایک حسین انقلاب جاہت سب سے
 باہمی اختلاف کا دور کرنا کوئی ایسی بڑی بات نہیں، بشرطیکہ ہم
 اسلام کی خاطر خدا اور اس کے رسول کی خاطر نفس کی تکبر شجاری اور
 دعوت پسندی پر قہ پا کر ایک دوسرے کی طرف مائل ہو جائیں۔
 ہمیں اس سلسلہ میں یہ حال ذکر ناچاہئے کہ پہلے کون کرنا ہے بلکہ
 ہر ایک کی نظر خداوند کے فرمان خاصہ جو الخلیل پر ہوئی
 چاہئے، اذھا علینا الا البلاغ۔

سیرت پاک

حیات شیخ الاسلام

پہلی چھ لکھی شیریں زبان میں سسرور کو نینج صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ، معتبر روایتوں پر مشتمل
 ماہنامہ۔ قیمت جلد صرف میر۔
 علامہ شبیر احمد عثمانی کی روحی مقدس زندگی کے خاص احوال منتخب واقعات، اس مختصر
 سوانح سے آپ کو ان کے برادر زادے مولانا حامد عثمانی ایڈیٹر نیشنل کے مزاج و فکر
 اور افتاد طبع کے سمجھنے میں بہت مدد ملے گی۔ کتاب پاکستان میں چھپی ہے، بہت محدود
 نسخے مہیا ہوئے ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

حضرت ابو بکر صدیق

خلیفہ اول کی زندگی پر ایک مختصر لیکن جامع کتاب معتبر روایات کا مجموعہ جسے مولانا محمد
 ام الدین کے قلم نے دلکش زبان و بیان کا جامہ پہنایا ہے۔ اسے پڑھ کر آپکا ایمان
 تازہ ہوگا... قیمت صرف ۱۲۔

اشرف المواعظ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانی کے لکھا فرمودہ عطا عہد سے نایاب تھے، انھیں پھر
 سلسلہ وار چھاپا جا رہا ہے۔ تازہ ایڈیشن چار حصوں کا یکجا ہی سٹ۔ عمدہ ڈیزائن ہے۔

اسلامی پردہ کی حقیقت

یعنی: - القول الصواب -
 اس - حکیم الامت مولانا اشرف علی - تازہ ایڈیشن قیمت صرف ۱۲

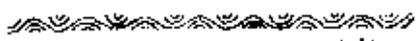
مسجدِ مسیحی خانیک

از مولا ابن العرب مالکی

اور بہت سے مواقع ہیں آخر قبروں پر ہی مشق کرم کیوں ہے؟

ان حاجی صاحب مرحوم کی قبر پر بیٹھنے والے آئندہ عرسوں کے بارے میں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن اپنی عرف و خواجہ کلیسری کے عرس کا حال تو ہم سب سے یہ دیکھا ہے کہ طوائف گردی، جوئے بازی اور تاج رنگ کی قسم سے جتنی نیکیاں ہیں سب وہاں جوتی جوتی موجود ہوتی ہیں اور نماز، اتقار، پاکیزگی نظر اور دینداری کی قسم سے جتنی برائیاں ہیں سب نمارد ہوتی ہیں۔

سچ یہ ہے کہ نئی متحدہ قومیت کی تخلیق کے لیے عرس بڑے کام کی چیز ہے، ہمیں اگر مسلمان دل کی مرادیں مانگنے اور حقیقت کے مواقع کثیرہ سے لذت اندوز ہونے آتے ہیں تو ہندو بھائی بھی عقیدت و انادات کے ساتھ شرکت کرتے ہیں، کیونکہ قبر پرستی اور بت پرستی میں ایک پیارا پیارا رشتہ ہے اور مردہ بزرگوں سے مرادیں مانگنے کا طریقہ قدرتا دیوتاؤں سے مانگنے کے طریقہ سے ملتی اور دکا رشتہ رکھتا ہے۔



۳۴ مئی ۱۹۵۷ء - لاہور میں ایک سماں کے نمبر ۹۳
نوراً سیدہ بیچے پائے گئے۔

کم ہیں۔ بہت کم ہیں۔ ذہن ہونے کے جن طریقوں اور اخلاق کی جن قدروں، درمخل و نسیم کے جن زاویوں کو پاکستان کثیر باشندائے مدت سے اپنا سنے ہوئے ہیں، ان کے نتیجے میں اگر لاہور جیسے وسیع شہر میں لاوارث بچوں کی پوری کتنی

تاریخ نوشتہ ۳۴ مئی ۱۹۵۷ء۔

خبر ہے کہ گلگولی (رتناگری) کے قبرستان میں ایک حاجی صاحب کی لاش ایک سال کے بعد بالکل تازہ اور سالم نکلی۔

کیسی سرت انگیز خبر ہے۔ کہتے ہیں یہ حاجی صاحب ایک ہر و عزیز تاجر تھے، سچے اور دیانتدار تاجر کے سینے احادیث میں بڑی تعریف آئی ہے۔

لیکن حاجی صاحب کی نیکی اور تقدس کی معنی کیونکر پیدا کرنے کا ادادہ مومنین کرم رکھتے ہیں اس کا اندازہ حسبہ کے آخری الفاظ سے کیجیے۔

”کہتے ہوئی کے ہندو مسلمان حاجی صاحب کو صوف کو ولی اللہ سمجھ کر عرس کی تیاریاں کر رہے ہیں“

گویا کہ حاجی صاحب مرحوم کا دلی اور بر گزیدہ ہونا اتنا بڑا جرم ہے کہ اب عاتق المسلمین کی عدالت سے انہیں انکی پوری پوری سزا سینے کی بائیں طورہ کوشش کی جائے گی کہ ان کی قبر وہ سارے خرافات و شرکیات جمع کر دیے جائیں گے جن سے اللہ کے نیک بندوں کی مدح پناہ مانگتی ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ حاجی صاحب کی لاش ہر ماہ جوتی قومیت اس سنیے آئی کہ آپ کے بھائی صاحب ان کے حزر کو پختہ اور وسیع کرانیکے خیال سے کھدائی وغیرہ کرا رہے تھے کوئی پوچھے ان بھائی صاحب سے کہ اپنے نیک بھائی بھائی کی قبر کو حکم رسول کے خلاف پختہ کرائیں، کارگزاری بھائی کی محبت ہے یا دشمنی؟ نمودرہ دکائش کے سینے دنیا میں

نہیں، زنا اور فحاشی کا قلع قمع کریں یا پھر امریکہ و فرانس کے قدم بہ قدم چل کر بدکاری کو آرٹ فحاشی کو فن اور آمدنی کو عین ترقی قرار دیں۔ یہ پنج میں مطلق رہنا ٹھیک نہیں کہ نام تو ایمان کا اور کام شیطان کا۔

۵ مئی ۱۹۵۷ء۔ مولوی روشن ضمیر صاحب نے پچھلے سال تک تقریباً دس مسلمانوں کو کمیونسٹ بنایا تھا۔ وہ قرآن کی آیتوں سے اور حدیث کی روایتوں سے ثابت کیا کرتے تھے کہ کیوزم کے اور اسلام کے اقتصادی اصولوں میں زبردستی یکسانی ہے اور کوئی بھی شخص مسلمان رہتے ہوئے بے تکلف کمیونسٹ بن سکتا ہے۔ علاوہ ازیں انھوں نے ایک فتوے میں لکھا تھا کہ:-

”اسٹالین کو ”عظیم باپ“ کہنا کچھ غلط نہیں ہے کیونکہ اس نے کروڑوں مخلوق خدا کو زندگی کی بہترین نعمتیں دلوائی ہیں“

اس پر مولانا شریف اللہ تیاگی نے لکھا:-
”مولوی روشن ضمیر محدود زندگی ہے۔ ”عظیم باپ“ مشرک نہ الفاظ ہیں، قرآن و حدیث سے ان کا کوئی جواز نہیں۔“

مولوی روشن ضمیر نے لکھا:-

”نبیؐ پہ دہلا“ اگر ”عظیم باپ“ کہنا شرک ہے تو گاندھی جی کو ”عظیم باپ“ کہنا بھی شرک ہوتا چاہیے، حالانکہ مولانا شریف اللہ نے کانگریس اور مجلیس کے کئی جلسوں میں گاندھی جی کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے۔“

مولانا شریف اللہ نے پورے ایک مہینہ بعد جواب لکھا:-
”میں اپنے فتوے سے رجوع کرتا ہوں بیگن“
”عظیم باپ“ کہنا الحاد و زندقہ نہیں۔ لیکن پھر بھی اپنے ہم وطن رہنما گاندھی جی کو غیر ملکی استالین کی مثال دینا و فاداران وطن کی شان نہیں

اگ آتی جب بھی کم تھی۔

لطف یہ ہے کہ ایک پولیس آفیسر صاحب نے انکشاف فرمایا ہے کہ ایسے بچوں کے پھینکنے جا چکی دو جوہ خاص ہیں ایک تو بدعینی اور دوسرے اقتصادی بدعالی۔

”اقتصادی بدعالی“ بھی اگر فاقہ شدہ و جبر ہو تب بھی اس کی ذمہ داری سے پولیس آفیسر صاحب اور دیگر جملہ خدا وندان ائمہ بڑی نہیں کہے جانتے مگر خاکسار ابن العرب عرض کرتا ہے کہ یہ جبر فرض ہوائی ہے اور ہزار واقعات میں سے شاید دو چار ہیں بھی یہ ثابت نہ کیا جاسکے کہ کسی ماں نے اقتصادی بدعالی کے ذریعے اپنے بچے کو کلکتا گندے نالے یا قبرستان میں پھینک دیا ہو۔

خبر کے آخر کار یہ مارک قابل داد ہے:-

”پولیس حلقوں کا کہنا ہے کہ اگر عوام پولیس سے تعاون کریں تو نوڑا سیدہ بچوں کی وارداتیں ختم ہو سکتی ہیں۔“

اسے کہتے ہیں مارو گھنٹا چھوڑنے آگے اڈا پولیس کے حلقے و ضاحات تو فرمائیں کہ اس سلسلے میں کس قسم کا عوامی تعاون انھیں درکار ہے؟ کیا عوام زانیہ عورتوں کے پیچھے پھر کریں کہ کب وہ عاجز و زاریں اور کب اسے چھینیں۔

گستاخی معاف ہو پولیس صاحب قبلہ! آپ کے ارشاد کا مطلب تم کھلا یہ ہوتا ہے کہ نفس زنا اور بدکاری کی آپ کو کوئی فکر نہیں بلکہ فکر ہے تو صرف اس کی کہ بدکاری سے پیدا شدہ اولادیں پیشگی زجایا کریں۔ اشکوس کہ ابھی تک آپ کا خدا داد ملک اس حد تک تہذیب اور ترقی یافتہ نہیں ہوا کہ اس میں بسنے والے خاندان اپنی کسی نوریہ میں کی ”خدا داد اولاد“ کو یورپ و امریکہ کی طرح بلا تکلف استیوں کو لیں اور یا تو خود پائیں یا سگری پرورشس گا بون میں داخل کریں، یہاں ابھی خیرت اور شرم و حیا کی رسمیں پاسداری باقی ہے، یہاں ابھی زنا آرٹسٹ نہیں بن سکتے۔ یہاں ابھی دین مروج کے دھندلے نقوش باقی ہیں۔ اب یہ آپ کا — یعنی کرسی نشینوں کا کام ہے کہ یا آؤنٹے دستور کے ضمن میں محض بچے پھینکے جاسے ہی کا

گاندھی

جی دیتا تھے اور اسٹالن خاں پھیل جو گاندھی
اور تارنے اور اسٹالن بنوٹھ علیہ اور لاندہ درگا
ہے گاندھی کی تصویر دیکھو کہ آج بھی قلبی نظر کو
معراج کا احساس ہونے لگتا ہے جبکہ اسٹالن کے
تصویر میں کھلے لال خون کے پگھ نہیں دھرا۔

یہ دو طرفہ فتاری اخباروں میں شائع ہوئے لیکن
ایک پر بیٹوت خط بھی مولانا شریف نے اللہ سے مولوی روشن ضمیر
کو لکھا جو شائع نہیں ہوا، نقل مطابق اصل درج ذیل ہے۔

حضرت قطب الانقاب عزت نایب نور علی نور جناب
مولانا صوفی روشن ضمیر، باندہ سیر، جنت نظر قبلہ! بعد
تحیات مسنونہ و تعلقات مکتونہ کے معلوم ہو کہ یہ خاکسار تباہی
مخ الحیر ہے اور آپ کی خیر و عافیت پاک پروردگار سے نیک
چاہتا ہے۔ دیگر احوال یہ ہے کہ آنجناب بلاوجہ میرے درد
سننے ہوئے ہیں جبکہ میرا ادب آپ کا مقصد راستہ اور طریقہ
سب ایک ہے، آئیے ہم ہاتھ ملا لیں اور گاندھی اور اسٹالن
کی مشترکہ اعداد سے ایک اعلیٰ درجہ کا مذہب نکالیں جسکا
نام متحدہ قومیت یا تحفہ اکبری رکھا جائے اور جس کے
ذریعہ ہم دونوں اپنے بال بچوں کے حقوق العباد و جوہ حسن
پر درگزر کریں اور ملت کو تسلیح ہو۔ ... فقط حالت سلام سنت
خیر الامام ... آپ کا حقیر فقیر شریف اللہ تبارک و تعالیٰ
اس کا جواب مولانا روشن ضمیر نے یہ دیا۔

جناب صوفی تقیہ مفتی، حافظہ فتاری۔ مولوی، علی
حضرت شریف اللہ، صیغۃ اللہ، ظل اللہ، روشن اللہ، نامتکم
مکتوب ساری و گرامی خزوہ صد در لایا۔ دل و جگر کو مسرت سے
گرمایا۔

اما بعد اپنے بھائی جن انقاب سے خط میں یاد فرمایا ہے
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو نرگوں کا مقام پہنچاتے ہیں
ما شاء اللہ علیہ اور تازا دل حاصل ہے بعد الحمد للہ علی ذالک
اب حقیقت آپ پر مشکفہ ہی کیوں نہ کر دوں کہ اس
عاجز کے پاس عرصے میں سال سے تجلیات آسمانی کا تردل

بکثرت ہوتا ہے اور کشف والہام کی علی جلی بارش میں
فرشتہ آسمانی صاف تعداد سے رہا ہے کہ بھارتی مسلمانوں کی
فلج و نجات کے لیے کانگریس کو دوش دلواؤ۔ اب آپ
جیسا فیاض الامت اور حکیم الفت میرا ساتھی بننے پر آمادہ
ہے تو صاف صاف من بھیجے کہ محض گاندھی اور اسٹالن کو
کام نہ چلا گا بلکہ مسدس و قوالی اور مولود ہندی اور افریقہ
کی بھی شدید ضرورت ہے۔ بہت سے احمق مسلمان گاندھی اور
اسٹالن کے نام سے بدکتے ہیں، ان کو مرکا مستقیم پر لاسنے
کے لیے از بسکہ قبروں کی آباد کاری اور عرسوں کی رونق اور
ہاتھوں کی مٹھلیں بہت ضروری ہیں، میں سے زبدۃ الاولیاء شاف
شاہ کے مزار شریف پر سوا سینے کے سینے کا پر درگاہ بنا یا ہے
آپ آجائیں تو برابر رکھو گا کہ میں میرے جھگی بابا کے مزار شریف
پر ذکر کی مٹھلیں بھائیجے گا، ہندو مسلمان دونوں ہی مرادیں لینے
آئیں گے، واجبی نذرانوں پر مرادیں دیکھیں گے۔ حساب بعد میں
ہوجائے گا۔

آج شام فرست کلاس کے زرد ڈبے میں کھڑے
پیر کے عرس وادانہ ہوا ہوں، دباؤ سے ایک ہفتہ بعد صوفی
آلہ شافی کے دیار میں جا فری دینا ہوا لولوں کا سب آپ یہاں
شریف لائیے گا۔

آپ کا قلع اولاد اولاد ہوا خاکسار روشن ضمیر
ایک ہفتہ بعد مولوی شریف اللہ تبارک و تعالیٰ نے خط لکھا۔

جناب محمد شاد علیہ السلام

افسوس! کہ فوری فوری جا فری سے معذور ہے
بچہ و نوجو ہے، باعث اس حالت فاجعہ کا یہ سبب کہ یہ جو دوس
کے تھے وزیر و زراعت و شیخ و خیر، سنے استالین کی خلاف
بری بری باتیں کہنی شروع کر دی ہیں تو میرے بہت سے محققین
مجھ سے بڑھ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ عظیم پاپ کے خلاف
یہ کیا ہوتا ہے۔ میں نے سمجھا یا کہ ہمائی میری اس میں کیا
خطا۔ عظیم پاپ کے بغاوت کرنے والے ضرور جنس میں
جائیں گے، انہیوں سے بھی تو لوگ منکر ہوئے ہیں، مسٹر
یہ سر پھرے نہیں ہاتھ۔ اور خیر راستہ نہ ماننے کا کوئی نہیں

کچھ ہیں یہاں انتظام کر رکھوں گا، اسی مہینے پر مشر مہربان جاننا ہے
آندی میں سود کی شرح آپ نے شرعی میعاد سے کچھ کم کھی ہے
خیر یہ تو حساب بعد میں ہوگا مسٹر سو جو بھیجے ہیں الگ سے الگ
بئے جائیں گے۔

آپ کا اپنا غلصہ فی الدین پیر روشن ضمیر۔

اس کے بعد کیا ہوا یہ نہیں معلوم کیونکہ خاکسار مسئلہ
ابن العرب کی جن ہمسندوں کے ذریعہ خطوں کا سنسہ کر رہا تھا
وہ پیر روشن ضمیر کے ہمزادوں سے مل گئے اور میں نے جب
کہا کہ یہ کیا بیعت تھی؟ تو صاف کہہ دیا کہ بھائی صاحب آپ تو خشک
کام لیتے ہیں، ہم پیر روشن ضمیر صاحب کے یہاں مسئلہ بیعت صحیح
اور چاشتمہ بریاتی وغیرہ کیوں دکھائیں، دکھانے کے علاوہ
پچاس روپے مہینہ نقد ملے گا۔ اور عوروں کا وعدہ بھی
حرفت نے فرمایا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جب خاکسار ملا ہی کو طوہ اور بریاتی
نصیب نہ ہو تو ہمسندوں کو کہاں سے دے۔ پھر خیال پٹنے
مہینہ اللہ کی پناہ۔ اور یہ سب بھی کسی عمل مغلی کے
ذریعہ ہوتا کہ یا حاشا تو عوروں کا مسئلہ کیسے حل ہو۔ حوریں تو
سناسپے تنہا مولویوں اور مولویوں کا حقہ ہیں۔ ہم جیسے بے
حیثیت ملاؤں کے سنے اللہ نے محض بیویاں بنائی ہیں۔
محض بیویاں۔ بلکہ ایسا بیوی سیدھی سادھی جیسے نہ اچھا اتا
ہو نہ کانا۔ حالانکہ زچل شرعی اعتبار سے حور وہی ہو سکتی ہے
جو بیہارت کی مقدس کلا اور آرٹسٹری ناچنے گانے سے کافی
حد تک واقف ہو۔ قیاسرتا قیاسرتا۔



۱۹۶۸ء: قانون تباحیح کے مطابق پاکستان میں
مسلم لیگ نے دوبارہ جنم لیا ہے اور زمین پیدا لیش کے دن ہی
پہلا جنم وں مناسبتے ہوئے ایک اتحادی مشورہ پرہ عدم سے
منفکہ وجود پر لاٹا لگا ہے۔ اس کا سہا سے بڑا ازم ہے کہ
”عوام میں ہنس دکی روح چھوٹکی جہا سے“

اللہ اکبر! کبر! کبر! کبر! ہمارے بھارتی بھائی شاید بڑھ کر کہیں گی
یہ مسلم لیگ جیسی شرعی پیٹنے تھی ویسی ہی سننے جنم میں ہے اور

تھا، مگر نئی انجمن کے بئے جو نہیں تیں نے ان سے وصول کی تھی
وہ واپس مانگتے ہیں اور زمین دہ از سے پر دھرنا مارے بیٹھے
ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ عزیزو مجھے بڑا رحمت کام ہے وہ دن کے
بئے سفر میں جانے دو۔ مگر یہ اتنی ایک منٹ کے بئے
چھوڑنے پر تیار نہیں اور یہاں سارا چند گزموں کے کپڑوں اور
رمضان کی افکار و مسرتیں ختم ہو چکا۔ آخر بال بچوں کا بیٹ کیے کانتا
اب بنائے کیا کروں۔ خدا کے بئے سو کا سنی آرڈر بھیر بھیر جان
پھٹنے پر حاضر ہوں گا اور نہ صرف ذکر کی غفلت جاؤں گا بلکہ آندی
میں سے آپ کا حقہ جو فی صدی سود کے حساب سے دوں گا
تارے سنی آرڈر ہوا۔

ظالموں کی قیدیں مگر تار۔ خاکسار شریف اللہ تباری

تیسرے دن تار سے سو کا سنی آرڈر آیا، اور ایک لقا فر جس کا
مفعول حسب ذیل ہے :-

”عالمی وقت اور اول دستار سدھام خوش الطوار

خط بڑھ کر دل سلول ہوا، تال فصول ہو، مئی آرڈر رو نہ ہے، آنے
سے پہلے یہ کام کر بیٹھے کہ سو بوی تیج الدین نقشبندی سے ایک
لے اشتہار کا مضمون بد میں مطلب لکھو ایسے جہا جماعت اسلامی
زندگیوں کی جماعت ہے۔ بلکہ اس سے بھی کوئی بھاری بھار کم
لفظ ہو تو بہتر ہے، مثلاً برایتیق، غلامیں وغیرہ، ساتھ میں
خارجی معتزلی وغیرہ بھی لکھو ایسا اور موردی کے بارے میں
کچھ اس طرح کالغظ ہوں کہ یہ شخص افسار فی الدین الاکبریہ
والنفاق فی ملت الایمانیہ، والوسواس فی العقائد والاشیئہ
والجماعیہ کا موجب ہے۔ مطلب یہ کہ عربی غلطیوں کا شذر
علا بڑھ بھو تار ہے۔ یہ بھی لکھو انہا جس نے اس کے پیچھے ایک
بار منسا لڑھ لئی، اسے چھین نام عسکر کی تازیں لوٹانی لازم
ہیں اور جنم کانت مرصا، لفظین ماب الایمانیہ نہا احقایا
کا مستوجب ہو گا۔ قرآن کی کہتیں اور حدیثیں کافی ہوں، پانچ چار
مولویوں کے دستخط لے کر لیتا۔ مزید پانچ چار نام بڑھا
لیتا، حضرت مولانا سردار لالا لیا دسہروردی و لقا عرض نہیں
حضرت دیکھیر الحق نقشبندی (۳)، امام الادایا، حضرت
قتابی اللہ حشٹی (۴)، معنی، درماں حضرت شاہ لیسر الغیوث غلاری

کہاں - اور کہتے۔

ہے جو اسلامیوں کی ایک جماعت وہ ہے خارجی بھی اور شیعا
مٹانے پھر ٹوکا - یہ جماعت اور عت کیا؟

فرمایا - "لا حول ولا قوۃ - دیکھتے نہیں" جماعت اسلامی
کا لفظ اس بحر میں نہیں آتا۔ لہذا میں نے عربی قاعدہ سے
جہا ایک مصرع میں اور عت دوسرے میں لے لیا۔ اور کہتے
ہم ہی اللہ کے خلیفہ ہیں اور عبدال ابو حنیفہ ہیں
جس کو مودودیت سے رہا ہوا وہ شکارِ جنوں و عیبت ہوا
دین ہم سے ہی سیکھنا ہوگا ورنہ دوزخ میں جھینکنے ہوگا
ہم ہیں مرید اپنے سب عوام زخما ہم ہیں ماں ہم ہیں دین حق کی سزا
مٹا پھر پڑا۔۔۔

"یہ خواص اور اساس تو شاید قافیہ نہیں ہو سکتے۔"

"ہو کیوں نہیں سکتے۔ برخوردار میں نے اساس کے اور خواص
کے صاف کو ایک ہی مخرج سے یعنی شریانِ حقوقی کے مخرج
علیا اور گوشہ ذوق کی دریدِ معلیٰ سے نکالا ہے، تجویزی قاعدہ
محفوظ رکھا جائے تو صاف کا قافیہ سین اور طوے کا قافیہ
سے شرفاً جاتر ہے۔"

میں نہیں بتا سکتا کہ حضرت طلق باللہ کو ان کے اشعار پر
کتنی کتنی داد ملی، حاضرین کیسے کیسے جھومے۔ بس یوں گویا
کہ عتبی کے مضامین سے حزن و یاس کی جو گھنگھور گھنٹاں
قلوبِ حاضرین پر چھائی ہوئی تھیں وہ قہقہوں کی آندھیوں میں
اڑ گئیں اور ختمِ غفل پر یہ محسوس ہو گیا یعنی کو کمال جوابِ طالع
دیکر مولانا عا مر عثمانی کے فولادی استدلال کو ہم کر کے
بہا دیا گیا ہے، آخری لمحوں میں ایک ایڈیٹر قسم کے صاحبزاد
یا صاحبزادے قسم کے ایڈیٹر نے بڑے ذوق اور لہجہ ان
انہاد میں اپنے پاس والوں سے فرمایا - "جناب و دربار سے
میں حاضر گواہی تقبیر کہنے پر!"

بلانے ٹوکا "حضرت رئیس الطائفہ تو فرماتے تھے تحفہ کسی ایسے
کسی ہے۔ حاضر نے کوہِ اری یا خریدی یا اثرانی یا منگائی ہے۔"

فرمایا - "اے وہی مطلب یعنی چھاپنے کے دوہڑے ہیں۔"
اور مغل ختم - پیسہ مضمر - ملازمدہ صحبت باقی۔

"جواب! ایسی غیر سنجیدہ اور لغو تحریروں کا جواب
ہی کیا ہے۔ ہم صنفِ اول کے لوگ حاضر جیسے فاسق و فاجر
اور تفرکلاس مودودیت کے جواب کہیں۔ نوز با اللہ اہم حفظاً
مجلس نے قہقہہ لگایا۔

"واہ واہ! - مرجہ - جہذا - ہوز حلقی کلین۔"
حضرت وجاہت اللہ بوسے - (حضرت پیدائشی علامہ اور
بطور منتہی راشدہ اُمّی ہیں)۔

"مکتبہ نے ہر سطر میں گالیاں لکھی ہیں"
مولانا روشن بختیاری آنکھوں میں آنسو بھر کر روتا کہ
آواز سے بولے۔

"بد نصیب نے شیعہ الاسلام کے خلاف لکھا ہے، پانچوں
وقت دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! اسے بال بچوں سمیت دوزخ
میں ڈال اور کبھی نہ نکال اور کرے اسے کنگال کہ نام بھیج
پہنچ جو اسے اسلام پر اتار سکے۔"
مفتی طلق باللہ نے شعر کی زبان میں فرمایا۔

آگیا دور ہے قیامت کا + نام روشن ہوا خباثت کا
کچھ ٹھکانہ ہے اس شرارت کا
فلان نے طلع کلام کیا۔

"حضرت۔ کوئی زور دار فتویٰ منظوم ہو جائے تو اچھا ہے۔"
حضرت طلق باللہ نے برہنہ کہا۔ ملاحظہ ہو۔

حاضر بنا بکار ہے زندیق کر دیا ہم سے عالموں کو ضیق
حنا رہی ہے بڑا گدھا ہے یہ ڈر عت میں لکھا ہے یہ
اود شامی کی یہ عبارت ہے سارے مودودیوں پر لکھا ہے
اور تصدیق ہے ہدایہ کی سخت کافر ہیں سانسے مودودی
کتریں ہے کہ وہ بڑا بد ہے جسکو ہم اہل خیر سے کہہ ہے
رتو عتار میں یہ ہے وار د کل مودودی کیکن ملید
میں مرقی میں صاف یہ الفاظ من ہوا الغائب مستشرق حفظاً
لانے جلدی سے پوچھا۔

یہ آخری مصرع مجھ میں نہیں آیا
"بگھنے کی کیا ضرورت ہے، ضرورتِ شعری کے لیے
ایک نسخہ مصرع جائز ہوا کرتا ہے۔ اور ابھی آخری

عدل کا سونو

۱۰

حافظ دہا پوری

سائے اس کے ستھے حاضر امرار و خدام
 عرضیاں کر رہے تھے پیش سبھی اپنی فرام
 عدل و انصاف کیساتھ ان پر مناسب حکام
 چاہتا ہوں کہ کہوں میں بھی کچھ عدل مقام
 جو بھی کر لے وہ خلوت میں کر دکھائیں کلام
 لے گیا اسکو بھی ہمراہ یہ مسٹر و اکرام
 آ کے ہر رات کو کرتا ہے سحر گھر میں ہیام
 اور پتا ہے بعد شوق سے عیش کا جام
 ایک عرصہ سے جو ہے اس کا رو تیر ہر شام
 ہر جگہ میں نے سنایا یہ غم و درد تمام
 ہائے افسوس! صد افسوس! ادا میں ناکام
 ہر جگہ سے میں پھر جبکہ ہوں بے نیل مرام
 آپ سے طالب انصاف ہوں اس عدل مقام
 پھر تو موجود ہے باقی ہے خداوند انام
 اور کہا اب اگر آئے وہ کبھی بد اعجاب
 ہاں سنا نا مجھے پھر قصہ درد و آلام
 پھر کوئی کر نہ سکے گا کبھی ایسا اتمام
 کہیں جب چاہوں کروں آ کے شہنشاہ کلام
 ایسا رہ جو دہاں ہوں گے ہر شمشیر و نیام

ایک دن غزنوی بیٹھا ہوا دربار میں تھا
 حسب معمول سلیقے سے ادب سے آکر
 اور محمود انہیں دیکھ کے لکھ دیتا تھا
 آ کے اک شخص نے دربار میں یوں عرض کیا
 ہاں مگر برس دربار نہیں کہہ سکتا
 سن کے محمود اٹھا اور گیا خلوت میں
 یولادہ شخص حضور آپ کا تھا ہر زادہ
 مار کے پیٹ کے باہر مجھے کرتا ہے
 قلب پر سنگ گراں رکھ کے بیاں میں لکھتا
 ہر عدالت میں گیلے کے میں اپنی فریاد
 کہیں اس ظلم و تعدی کا نہ انصاف ہوا
 ہو سکے مجبور بس اب حاضر دربار ہوا
 آپ ہی ویسے سزا ظالم و بد بخت کا اب
 اور اگر آپ نے بھی کی نہ کو جسہ مجھ پر
 سن کے سائل کا سخن ہو گئی رخت طاری
 آ کے فی الفور اسی وقت بتا نا مجھ کو
 عبرت انگیز سزا ایسی میں دوں گا اسکو
 کہلا میں شخص نے یہ بات کہاں مجھ کو نصیب
 رو کریں گے در دولت ہی پہ دہاں مجھے

پہو بداروں کو طلب شاہ نے فی الفور کیا
 دیکھ لو غور سے پہچان لو اس شخص کو خوب
 جب کبھی مجھ سے ملاقات کو یہ آئے یہاں
 مطمئن ہو کے گیا اپنے مکان پر وہ شخص
 پھر کئی روز تک آیا نہ وہ محمود کے پاس
 الغرض تیسرے دن آیا اور آگریہ کہا
 حالت غیظ میں محمود اسی وقت اٹھا
 جب وہاں پہنچا تو باگردہ ہی سب کچھ دیکھا
 شمع گل کر کے اسی وقت اٹھا کر شمشیر
 چہرہ مقتول کا پھر شمع جلا کر دیکھا
 صاحب خانہ سے پھر پینے کو پانی مانگا
 پنی کے محمود نے پھر شکر حسد اوند کیا
 اب مجھے دیجئے اجازت کہ مناسبتاً ہی
 بولا وہ شخص کہ ہے آپتے اک عرض مری
 قتل سے پہلے بھما دینا وہ شمع روشن
 قتل کچھ حضور آپ کا پانی پینا
 کہا محمود نے کیا اس سے عرض آپ کو ہے
 مگر اس شخص نے محمود سے اصرار کیا
 کہا محمود نے یوں شمع بجھانی میں نے
 بعد میں چہرہ جو دیکھا تو یہ تھا اس کا سبب
 میں نے جب دیکھا کہ مجھے نہیں نسبت اسکو
 اس کا بھی اب میں سنا تاہوں سبب سن لیجو
 آپ جب پیچھے تھے دربار میں لیکر فریاد
 میں نے یہ عہد کیا تھا نہ ہو جب تک انصاف
 سو اسی عہد کا پابند رہا میں اب تک
 عہد حبیب ہو چکا ہے ما تو ہوا مجھ سے مضبوط

اور کہا سب سے کہ سن لو یہ مرا حکم ہے عام
 اور اگر چاہو تو کوہ لو ابھی خلیبہ ارقام
 تو پہنچ جائے مرے پاس بعزدا کرام
 قلب کو اس کے ہوا کچھ جو سکون آرام
 انتظار اس کا سلسل کیا ہر صبح دشام
 ساتھ چلے مرے اور دیکھے آعدا مقام
 اور ساتھ اس کے چلا ہاتھ میں لیکر مصہام
 شمع روشن تھی مکان میں تھا وہی نافہام
 ایک ہی وار میں ظالم کا کیا کام تمام
 اور تھنڈل سے کیا شکر حداد و عیانام
 لاکے پیش اس نے کیا آپ خنک کاک جام
 اور کیا صاحب خانہ سے پھر اس طرح کلام
 ہو کے مفکر بس اب کیجئے گھر میں آرام
 آپ مگر اس کو سنیں مجھ پہ بوا احسان تمام
 دیکھا شمع جلا کر وہ رخ نافہر جام
 میں نہ سمجھا ان اشارات کو آعدا مقام
 آپ تو شوق سے گھر میں کریں اپنے آرام
 تب تو محمود کو کرنا پڑا اظہار کلام
 نہ ہو مقتول کی الفت کا مرے دل میں قیام
 کہ مجھے علم تو ہو کون ہے یہ نافہر جام
 تب تہہ دل سے کیا شکر حسد اعدا نام
 آپ نے مجھ کو بلایا تھا جو لاکر اک جام
 اور یہاں مجھ سے کیا تھا وہ علم درود تمام
 لذت کام و دہن مجھ پہ ہے واللہ حرام
 نہ پیا قطرة آب اور نہ کھا یا سبہ طعام
 ہو کے بے مہربان آپ خنک کاک جام

بنی اسرائیل

جناب قمر بہرامی محبوب نگر

اللہ کی طرف سے اس بد بخت قوم پر ہوتے ہیے مگر انفسوس کہ اس قوم نے ہمیشہ اپنے آپ کو ظلم و تعددان کی راہ پر چلایا۔ اس سلسلے میں پہلی بات جو بیان کی جا سکتی ہے وہ ان کا انتخاب قومی ہے۔ چونکہ انعامات الہی کا ان پر تسلسل رہا اس لئے وہ اس کی یہ تعبیر کرنے لگے تھے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں ہم کو دوزخ کی آگ تھجو نہیں سکتی۔ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکیگا۔ سوائے یہودیت و نصرانیت کے دیگر مذاہب کی کوئی حقیقت ہی نہیں یہ تھے ان کے عام تصورات جس کو قرآن و عظیم مہیاں کرنا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مَنْ مِنْكُمْ يَدْعُ بِكُلْمَةٍ

ترجمہ: یہود و نصاریٰ کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں ان سے پوچھو پھر وہ تمہارے گناہوں پر سزا کیوں دیتا ہے۔ دانہ دو کوئی وقت ان کو اسے یثقلون تک۔

ترجمہ: وہ کہتے ہیں دوزخ کی آگ ہمیں سہرگ نہیں چھو سکتی۔ البتہ ہم چند روز دوزخ میں رہیں گے، ان سے پوچھو کہ تم نے اللہ سے عہد لے لیا ہے۔ جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کر سکتا یا تم محض (لوگوں کو جھکے میں رکھنے کے لئے) ہے بنیاد باتیں کہہ رہی ہو۔ (البقرہ رکوع ۶)

وَقَالُوا اسے جہنم فیقین تک۔

ترجمہ: یہ کہتے ہیں جنت میں سوائے یہود و نصاریٰ کے کوئی نہیں جا سکتا گا۔ یہ ان کی تمنائیں ہیں ان سے کہو اپنی دلیل پیش کرو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ (البقرہ رکوع ۱۳)

قرآن مجید کی تلاوت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس میں فلائینز پیری فریدی کا سلسلہ بھی جاری تھا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ قومی

قرآن کریم میں جس بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔ یہ ایک قبیلہ ہے جو آل یعقوب کہلاتا ہے۔ یہ نایعقوب علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے خاوند سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس طرح بنی اسرائیل کو نسل ابراہیم ہی سمجھی جاسکتی ہے۔ باعتبار نسل بنی اسرائیل کا تعلق خاندان انبیاء علیہم السلام سے تھا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس قبیلے میں مسلسل انبیاء علیہم السلام ہوتے رہے۔ یہی وجہ تھی کہ یہ قوم اپنے زمانہ کی افضل اقوام تھی۔ ملاحظہ ہو۔

یٰۤاٰیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ترجمہ: اے بنی اسرائیل یاد کرو کہ ہماری اس نعمت کو جس سے ہم نے تمہیں نوازا تھا وہ یہ کہ تم نے تمہیں اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔ (البقرہ رکوع ۱۱۵)

ملاحظہ ہو کہ اس قوم کو فضیلت ہی دی گئی تھی۔ بلکہ اس قوم کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ کتاب و حکمت کے ساتھ ایک بڑی حکومت بھی سرفراز فرمائی گئی تھی۔ ملاحظہ ہو۔

فَقَدْ اٰتٰیْنَاکُمْ

ترجمہ: ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت بھی عطا کی اور ملک عظیم بھی بخشا (النساء رکوع ۵)

اس قوم پر ایک عرصہ تک من و سلوئی نازل ہوتا رہا۔ اور ابرہہ سے لگے رہا۔ ملاحظہ ہو۔

وَوَلَلْنَاکُمْ

ترجمہ: اے بنی اسرائیل ہم نے تم پر ابرہہ کا سایہ کیا۔ من و سلوئی کی غذا ہم نے تمہارے لئے نازل کی (البقرہ رکوع ۶)

ان مذکورہ احسانات کے علاوہ اور بھی بہت سے احسانات

قیادت جس قسم کے تصورات رکھتی ہے، ویسے ہی تصورات قوم میں بھی رواج پا جاتے ہیں۔ قومیں اپنی قیادت کے چھچھے چلتی ہیں۔ یہی سنت ایشیائے آفرینش سے آج تک جاری ہے۔ اگر قیادت صحیح تصور و دین رکھتی ہے تو لازماً قوم بھی بڑی حد تک صحیح دینی تصورات سے وابستہ رہتی ہے۔ اور اگر اگامت گمراہ ہو تو قوم کا گمراہ ہونا بھی بالکل بدی امر ہے۔ ملاحظہ ہو۔

إذ قَسَّبْنَا عَلَىٰ مِنَ الْمُشْرِكِينَ -

(ترجمہ) اُس دن وہ سارے بتوں (پیر یا گرو) اپنی تعلیم و تربیت کے نتیجے کے طور پر، جب کہ وہ عذاب (الہی) کو دیکھ لیں گے اور وہ سلسلے ذہنی ذرائع و اسباب کو اپنے سے منقطع پائیں گے تو اپنے پیروؤں (شریعوں یا چیلوں) سے بیزاری کا اظہار کریں گے اُس وقت اُن کے پیرو (یعنی مرید یا چیلے) یہ کہیں گے کاش ہم کو پھر ایک موقع دیا جاتا (اور ہم دنیا میں جاتے) تو ضرور ہم بھی اللہ (مرشدوں) سے بیزاری کا اظہار کرتے۔ جیسا کہ آج وہ ہم سے بے تعلقی کا اظہار کر رہے ہیں پس اس طرح اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کا نتیجہ اُن کے سلسلے لاتے گا اُس وقت یہ سوائے حسرت ہی ہاتھوں کوٹکنے کے کوئی دوسری صورت نہ پاسکیں گے۔ اور وہ آگ سے بھی نہیں نکالے جائیں گے۔ (البقرہ رکوع ۹)

یَوْمَ لَا يَنْفَعُ كَيْفَ جَاءُوا اللَّهَ -

(ترجمہ) جس دن اُن کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے اُس وقت وہ (شریعوں یا چیلے) یہ کہیں گے کاش ہم اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کئے چہوتے (جس کی وجہ ہم اس عذاب سے) نجات پا جاتے اور وہ اس وقت یہ بھی کہیں گے اے اللہ ہم کو چلنے سے سادھت اور ہرزگوں نے گمراہ کر دیا اے اللہ اُن (گمراہ کرنے والوں) کو دو گنا عذاب دے اور اُن پر بڑی لعنت کر دالو (اللہ تعالیٰ سے یسوعون تک)۔

(ترجمہ) اُن لوگوں نے بجا اے اللہ کے اپنے مشائخین اور رہنماؤں اور صحیح اپنی مریم کو ارباب بنالیا تھا اُن لوگوں کو تو صرف اللہ اور کی غلامی ہی کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی دوسرا اللہ نہیں اور ہم سب سے نفاہت سے پاک ہے۔ (توبہ رکوع ۵)

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ لوگ صحیح ابن مریم سے

دعائیں مانگتے حاجات طلب کرتے اور امداد چاہتے تھے اور علماء و مشائخین کی غیر مشروط اطاعت کرتے جیسا کہ عدی بن حاتم کی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے ایسے محل نہ ہوگا اگر اس سلسلہ میں ایک تاریخی شہادت بھی آپ کے سامنے پیش کر دوں جس کو ایک نو مسلم گمراہ پر دنیویسٹ آرٹھڈکس نے اپنی کتاب "پریسٹیج آف اسلام" میں بیان کیا،

"عرب کا سب سے قدیم تصوف جس کا سیلان بعض عربی

زندگی کی طرف تھا اور ہم ہند کے تصوف سے چلی تری تھی شریکان

کے خیالات سے چوٹی جدا گانہ تھا زیادہ تر یہی خیالات کے

اثر سے پیدا ہوا۔ اور اس اثر کا پتہ بعض سنزلی فرقوں کے

مسائل سے خاص کر چلتا ہے جو روم کے عیسائی عالموں کو طرح

ربانی نظریات کے اوصاف کی تحقیق و تدقیق میں معتقد ہو گئے۔"

اسی طرح قرآن مجید سے یہ بات بھی جانتے سامنے آتی ہے کہ تدریج اس قوم میں فرق پیدا ہو گئے اور قوم کسی فرقہ نہیں بٹ گئی یہ فرقے بالعموم متخالف فرقوں سے معاہدہ کر کے ایک دوسرے سے لڑتے ایک دوسرے کو ذلیل کرتے۔ ملاحظہ ہو۔

كَلَّمْنَا كَثِيرًا مِّنْهُمْ لِيُؤْمِنُوا بِآيَاتِنَا -

(ترجمہ) پھر تم نہ ہی لوگ ہو جو اپنی قوم ہی کے افراد کے ہمیشہ دہیے رہتے ہو اور تم میں کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو اپنے گھروں سے نکال دیتا ہے تم ظلم و تعدی کے ساتھ ایک دوسرے کی مخالف قوتوں کی امداد کرتے ہو۔ پھر اگر وہ تمہارے پاس حربی قیدی کی حیثیت سے پیش ہوتے ہیں تو اُن کا فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو حالانکہ اس طرح اُن کو چھٹکارا دینا تم پر حرام کبھی یا گیا ہے۔ کیا تم کتاب کے بعض حصہ پر ایمان رکھتے ہو اور بعض پر تمہارا ایمان نہیں ہے پھر تم ہی بہت اذیسا کرنے والی قوم کی سزا اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا میں اُس کو سوا کر دیا جاتے اور آخرت میں سخت عذاب کی سزا پانکا جائے۔ اللہ تمہارے اعمال کی طرف سے غافل نہیں ہے۔ (البقرہ رکوع ۱۰)

پھر اس قوم کے بعض فرقے تو بتدنا عزیز علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور بعض سینتانا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بتلے ہوتے تھے۔ اور بعض تو خود سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا ظہور کہتے۔ اللہ بے شک شائستہ اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوتے ہایت دی کہ

کسی بشر کے لئے یہ جائز ہی نہیں کہ اللہ اس کو کتاب و حکمت و نبوت
 عنہ اور وہ لوگوں سے کوئی شے نہ کہتا پھر کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بت سے
 بن جاؤ۔ میری غیر مشروط اطاعت کرو۔ اسی بنا پر حضور صلعم نے بھی اس
 قوم پر لعنت فرمائی اور ارشاد ہوا اس قوم پر لعنت جو میں نے اپنے
 انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ ملاحظہ ہو۔
 فَتَنَّا سَيِّئَاتٍ مِّنْهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ
 فَتَنَّا سَيِّئَاتٍ مِّنْهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ
 خود حج بن کر آیا ہے۔
 فَتَنَّا سَيِّئَاتٍ مِّنْهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ

ترجمہ: یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جو کہتے ہیں کہ اللہ تینوں میں سے ایک ہے۔
 مَا كَانُوا مِنْهُ مَشْرُوعِينَ

ترجمہ: کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب و حکم اور
 نبوت اور ان فرمائے اور وہ لوگوں سے کہتا پھر کہ تم لوگ اللہ کو مجھ سے
 میرے بت سے بن جاؤ وہ تو میری کہے گا پتھے رہا تیری جیسا کہ اس کتاب
 کی تعلیم کا تقاضا ہے جس کو تم پڑھتے پڑھاتے ہو۔ وہ ہرگز یہ نہیں
 کہے گا کہ فرشتوں یا انبیاء کو انبیا رب بنا لو کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی
 تم کو کھڑا کرے کہ تم مسلمان بن چکے ہو۔ (آل عمران: ۷۵)
 وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ
 وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ

ترجمہ: یہود کا کہنا ہے کہ عسیر بن آدم کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ کہتے
 ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ دراصل یہ ان کی ہی رہے حقیقت، باتیں
 ہیں اور ان اقوال کے مشابہ ہیں جو اس سے پہلے کافروں نے کہے تھے۔
 ان کا بُرا ہونا یہ کہاں جا رہے ہیں۔ (توبہ: ۷۰ کو جو ۷۰)

الغرض اس قوم نے اپنے دین میں نہایت ہی غلو کر لیا تھا۔
 اللہ کی کتابوں میں تحریف جو چکی تھی حلال و حرام کی تمیز باقی نہیں ہی
 تھی۔ زندگی بے قید اور مذہبی پابندیوں سے آزاد تھی۔ البتہ اس قوم
 نے رہبانیت کو ایجاد کر لیا تھا جس کے پردہ میں نہایت ہی خطرناک
 کھیل کھیلے جاتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اتَّقِ اللَّهَ

ترجمہ: اے اہل کتاب اپنے دین میں غلامت کرو اللہ کی طرف حق
 کے سوا کسی بات کو منسوب نہ کرو۔ (انسان: ۲۳ کو جو ۲۳)
 يَا أَهْلَ الْكِتَابِ اتَّقِ اللَّهَ

ترجمہ: اے ایمان والو! یہ احزاب وہ لوگوں کا مال نامہا تیرے طور پر کھاتے
 ہیں اور اللہ کے راستے سے بھی لٹکتے ہیں۔ (توبہ: ۷۰ کو جو ۷۰)
 قَالُوا كَانُوا
 قَالُوا كَانُوا

ترجمہ: بے شک ان میں سے ایک گروہ کا یہ شیوہ رہا ہے کہ اللہ کے
 کلام کو سنکر اور پھر خوب سمجھ کر دانستہ اس میں تحریف کا
 مرتکب ہوا۔ (البقرہ کو جو ۱۹)

وَجعلنا منكم أتباعا لِمَنْ
 وَجعلنا منكم أتباعا لِمَنْ
 وَجعلنا منكم أتباعا لِمَنْ

ترجمہ: اور ہم نے ان تعجب کی بیرونی کرنے والوں میں شفقت اور
 مہربانی داخل کر دی تھی۔ رہبانیت تو خود انہوں نے داخل کر لی تھی۔
 ہم نے ان پر نہ صرف نہیں کی تھی۔ (المائدہ)
 وَأَمَّا حَيْكَةُ اس قوم میں مسائل نبی آتے ہے۔ مگر بالعموم اس قوم نے
 اپنے انبیاء کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ ایک گروہ نے تو قتل تک نفیت
 پہنچائی اور ایک گروہ نے انہیں جھٹلایا۔ آسمانی نظام حیات ان کے
 پس پشت تھا۔ خود ساختہ نظام زندگی پر عمل پیرا تھے۔ درحالیہ ان کے
 پاس آسمانی نظام حیات موجود تھا۔ مگر ایسے جیسے کسی بوجہ پر اور
 لہذا رہتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

فَتَنَّا سَيِّئَاتٍ مِّنْهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ

ترجمہ: بے شک ہم نے نبی اسرائیل سے انبیاء کے تعلق سے عہد لیا تھا اور
 کئی انبیاء بھی ان میں بھیجے جب بھی ان کے پاس ان کے تعلق سے ظلمت
 کوئی رسول آتا ان میں سے ایک فریق ان کو جھٹلاتا رہا اور ایک فریق تو
 انبیاء کے نقل کرنے کے درپے رہا۔ (المائدہ کو جو ۱۰)

دہم کے بعد انہوں نے تک۔
 ترجمہ: جب کبھی بھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول آیا جو ان کو پاس
 کی ہدایت کی تصدیق کرنے والا تھا۔ ضرور ان اہل کتاب میں سے ایک
 فریق اللہ کی کتاب کو اس طرح پس پشت ڈالتا رہا۔ گویا کہ وہ اس سے
 واقف ہی نہیں ہے۔ (البقرہ کو جو ۱۲)

مثل الذين من ظالمين تک۔

ترجمہ: جو لوگ تورات کو تھامے ہوتے تھے ان کی مثال ایسی ہے
 جیسے گدھے جن پر بوجھ لدا ہوا ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کی آیات کو
 جھٹلایا ان کی (یہ) مثال بہت بُری ہے۔ اللہ ظالم قوم کو کبھی ہدایت
 نہیں دیتا۔ (الحجہ)

پھر اس قوم نے جس طرح خدا کی نافرمانیاں کیں ویسے ہی اس قوم پر خدا کی بھی ہوئی استقامت کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ حتیٰ کہ اس قوم پر آخری سزائے طور پر قیامت تک کے لئے لعنت کی گئی۔ ان میں سے بعض کو بند اور سواری طرح بے عزت بنا کر طاغوت کا غلام بنا دیا گیا تاکہ ان پر قیامت نظام طاغوتی مستطابہ ہے اور یہ اُس کی سختیوں کا مزا چکھتے رہیں۔ ملاحظہ ہو۔

خُن سے السبیل تک۔

ترجمہ سزائے عقاب سے جو بدترین قوم ہے۔ کیا میں اس کی نشان دہی شکر دوں جو اللہ کے غضب میں آکر لعنتی قرار دی گئی جس کو بندہ سوورہ جیسی بے عزتی میں مبتلا کر کے، طاغوت کا غلام بنا دیا گیا۔ یہ بہت ہی بدترین مقام پر آگئے ہیں۔

اور یہ بھی وہاں سے بہت ہی بڑے ہیں۔ (المائدہ رکوع ۵)

یہ وہ حقیقت قوم

بنی اسرائیل کی جو مختصر آپ

کے ملتے پیش کی گئی۔ جو نسل

انبیاء سے تھی اگر اس کا ہی بنظر

خانہ مطالعہ کیا جائے تو حقیقت

ظاہر ہو گی کہ یہ قوم اسلی اعتبار سے

کیا تھی اور علی اعتبار سے کہاں پہنچ

گئی اور نتیجتاً اُس کو کیا حاصل ہوا۔ اگر آپ

مناسب تھیں تو کیفیت ایک فرد امت مسلمہ ہونے

کے قوم بنی اسرائیل کے حالات کو ملتے رکھ کر امت مسلمہ کا جائزہ لیں تو آپ پر واضح ہو گا کہ امت مسلمہ بھی کیا تھی اور اب کہاں پہنچ گئی۔ آئیے تقابلی مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ ان اقوام میں کہاں تک کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔

(۱) قوم بنی اسرائیل نسل انبیاء سے متعلق کبھی تھی اُس کو اقوام عالم پر فضیلت دی گئی تھی۔ امت مسلمہ خدا کے آخری نبی کی امت ہے۔ مکمل نظام زندگی پانے کی حیثیت سے اقوام عالم میں سر بلند رہی ہے۔

(۲) بنی اسرائیل میں مسلسل انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے اور آسمانی ہدایات و حکم سے نوازا جاتا رہا۔ امت مسلمہ بھی آخری نبی کی

امت ہے۔ اس حیثیت سے مسلسل انبیاء تو مسدود ہو گیا۔ مگر کتاب آہی اور سنت رسول کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا گیا اور علماء کو دوش بدوش پر دعوت و تبلیغ کی ذمہ داریاں ڈال کر اس امت کو امت وسطیٰ بنا دیا گیا۔ اور مجاہدین کے ذریعہ اس امت میں تجدید و احیاء دین کا کام مسلسل جاری رہا۔ گویا امت مسلمہ اس نعمت سے بھی بہرہ ور ہوتی رہی ہے۔

(۳) بنی اسرائیل پر متن و سلوی نازل ہوتا رہا تھی دونوں نکتوں پر ابرسا رہتے رہا۔ امت مسلمہ کی مسلسل تائید بھی ہوتی رہی۔ بڑی بڑی افواج سے اس کا مقابلہ ہوتا رہا۔ بڑی بڑی مملکتیں اس کے آگے

شکست خوردہ پیش پا افتادہ بن گئیں۔ یہ تو تھا انعام آہی کا مختصر تقابلی جائزہ اب آئیے آگے بڑھیں۔ نافرمانیوں اور ناشکریوں کا بھی جائزہ لیں۔

(۱) بنی اسرائیل باوجود بد اعمال

ہونے کے اپنے آپ کو اللہ

کی اولاد اور اس کا چہیتا سمجھتے

تھے۔ جنت کے سخی اپنا آپ کو

ہی قرار دیتے تھے۔ اور یہ تصور تھا

کہ اگر ہم دوزخ میں جائیں بھی تو

صرف چند روز کے لئے چنانچہ آج امت

مسلمہ کا بھی یہی تصور ہے باوجود بد اعمالیوں

کے اپنے آپ ہی کو جنت کا سخی قرار دیتی ہے دوزخ

کے متعلق بھی یہی تصور ہے۔ ہم دوزخ میں جائیں گے۔ مگر فوراً شفاعت

کے ذریعہ نکل آئیں گے۔ جس طرح بنی اسرائیل کی زندگی بے قید و بندی اصولاً

سے لوت تھی امت مسلمہ کی زندگی کا بھی یہی حال ہے۔ شفاعت کا مسئلہ

کچھ ایسا آگے بڑھ گیا ہے جو حقیقی شفاعت کا حجاب بن کر میکانائزیشن

شاہ ولی اللہ کی شہرہ آفاق تصنیف
حجۃ اللہ البالغہ

سلیس اور دو ترجمہ

اسرار علامہ ابو محمد عبدالحق حقانی۔ نور محمد راجح المطالع نے اپنی معروف خوش اسلوبی کے ساتھ مع متن چھاپا ہے۔ لکھائی چھپائی کا غذ سب معیاری۔ دو حصوں میں مکمل۔ مکمل جلد کی قیمت۔ بیس روپے۔

چھلنے کا پتہ

مکتبہ تجلی دیوبند دیوبند

(۲) بنی اسرائیل میں مالی و بے قید پیری شریعی کا سلسلہ جاری تھا اور وہ قوم علماء اور مشائخ اور اپنے بزرگوں کے تابع اور اُن کی غیبت مشروط اطاعت کرتی تھی۔ اور کتاب آہی کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔ امت مسلمہ کا بھی علی العموم یہی حال ہے۔ کتاب آہی پس پشت ہے۔

اب اگر آپ اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے غور فرمائیں گے کہ اس جگاڑ کی ذمہ داری کس پر ڈالی جا سکتی ہے تو آپ کی نظر ضرور اکابرین اُمتِ مسلمہ پر پڑے گی۔ جن میں علماء، فضلاء، مشائخ، صاحبان جاہ و شہرت شامل ہیں۔ چونکہ یہی تکتے ہیں۔ عوام کا لانعام ہیں۔ اور بالعموم اپنی قیادت کے چھپے چھپے عادی ہیں۔ نفاق و افراط جاری ہے۔

ایک عالم صاحب ایک عمل کو غیر شرعی اور حرام قرار دیتے ہیں تو دوسرے عالم صاحب اسی عمل کو شرعی اور حلال قرار دیتے ہیں تو اسی پر آپ قیاس کر لیجئے۔ اُمتِ مسلمہ میں اب بھی بعض لوگ خدا ایسے ہیں جو حق کی طرف دہسری کرتے ہیں چونکہ یہ کوئی آسان راہ نہیں ہے جو بھولوں کی سوج بھوکہ عامتہ المسلمین اُس کو قبول کر لیتے ہیں اس کا تو عمل لازماً کش مکش پر منتج ہو رہا ہے۔ بات بڑھتی اور اُن بزرگوں تک پہنچتی ہے جو عامتہ المسلمین کو اپنی فزاک کا شکار بنا رہے ہیں۔ اس کی مخالفت کرتے، بلکہ شدت سے مدافعت کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ یہی اسباب ہیں کہ عامتہ المسلمین باوجود ان کڑی آزار کشوں میں پڑنے کے اپنی جگہ سے ٹس سے ٹس نہیں ہوتے۔ طاغوتیت نے اس اُمت پر بھی اپنا تسلط جا لیا ہے۔ خود اہم ان بزرگوں پر یہ الزام تو نہیں لگاتے کہ وہ ان مخالفوں سے واقف نہیں ہیں۔ البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ کبر نفس یا ہوائے نفس کا اتلاہ ضرور اس کا محرک ہے اور یہی حقیقت ہے۔

پس اُمتِ مسلمہ کو چاہئے کہ اس سلسلہ میں ٹھنڈے دل سے غور کرے۔ قرآنِ عظیم میں گذشتہ اقوام و دہلیوں کے حالات کو جان کر اپنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اُن پر غور کیا جاتے۔ اُن سے عبرت لی جائے۔ نصیحت حاصل کریں یہ ایک حقیقت ہے کہ صحیح راہ سے واقف ہونے کے بعد بھی جو قوم بے راہ روی پر گج رہی اُس کا انجام بہت ہی بُرا ہوا۔ ہمارے اس تصور کی کوئی بنیاد ہی نہیں کہ ہم پر گزشتہ اہم مسلمانوں نے نہیں آئیں گے۔ چونکہ یہ تصور سنت اللہ کو ٹھٹھلایکے مترادف ہے۔ پس اللہ جل شانہ کے اس ارشاد کو جو مختلف نوعیتوں کے ساتھ قرآنِ عظیم میں مختلف مقامات پر وارد ہوا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے۔

فَلَنْ نَجْعَلَ لَكَ نَجْوً إِلَّا لَكَ۔ (ترجمہ) اور تو اللہ کی ماد کو بند ہی ہوتی ہو گزرتا ہی نہ ہوگا۔ اور تو ہرگز اللہ کی ماد کو اپنا رخ بٹھتے ہوئے بھی نہیں پائے گا۔

اور اپنے پیر و مشائخ باپ داداؤں کی غیر مشروط اطاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا چکی ہے۔ بنی اسرائیل فرقوں میں بٹ چکی تھی اُمتِ مسلمہ بھی فرقوں میں بٹ چکی ہے۔

(۳) بنی اسرائیل کے بعض فریقوں نے انبیا۔ اور انبیا کو خدا۔ یا خدا کا بیٹا قرار دے لیا تھا۔ اور تثلیث کا عقیدہ رکھتے تھے اُمتِ مسلمہ کے بھی بعض فریق اپنے نبی اور صالحین کو خدا۔ یا خدا کا لہو کہتے ہیں۔ اور ختم و غیرہ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۴) بنی اسرائیل نے اپنے دین میں غلو کر لیا تھا۔ اللہ کی ہدایت کو بے نیاز ہو کر بے قید و بندگی بسر کرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ خود ساختہ دین پر عمل پیرا تھے۔ اُمتِ مسلمہ نے بھی اپنے دین میں غلو کر لیا اور بے قید و بندگی بسر کر رہی ہے۔ خود ساختہ دین پر عمل پیرا ہے۔ کتاب الہی اور سنتِ رسول میں پشت ہے۔

(۵) بنی اسرائیل نے انبیا کے ساتھ سخت بُرا سلوک کیے تھے بعض انبیا کو جھٹلایا گیا۔ بعض کو قتل ہی کر دیا گیا۔ کتاب اللہ کو محال ہونے کا دعویٰ تو تھا مگر اُس کی تعلیمات سے بچنا نہ ہو کر مثل جہنم کے بوجھ اٹھتے پھرتے تھے۔ اُمتِ مسلمہ کا بھی یہی حال ہے۔ بعض مجددین کے ساتھ اس نے بھی نہایت ہی شقاوت و ددانیت کا ثبوت دیا ہے۔ بعض کو خوب جھٹلایا اور بعض کو سولی پر لٹکایا۔ صالحی کتاب تو تھی مگر ایسے ہی جیسے کہ بنی اسرائیل تھے۔ الا ماشاء اللہ۔

(۶) بنی اسرائیل پر اُس کی نافرمانیوں کے سبب سخت آزمائشیں آؤ اور آتے رہے باوجود اس کے وہ قوم راہ راست پر نہ آسکی تو اس قوم میں سے بعض کے چہرہ تو مسخ ہو گئے۔ اور مر گئے۔ اور باقی قوم کو معنوی اعتبار سے سوڑ جیسی بے غیرت قوم بنا دیا گیا۔ اور طاغوتی نظام کو اُن پر تسلط کر کے اُس کا ظلم بنا دیا گیا۔ تاکہ طاغوتی لامتناہی کے ظلم و استبداد کا خوب مزہ چکھیں۔ اُمتِ مسلمہ کا بھی یہی حال ہے سخت آزمائشیں و دُور سے گذر رہی ہے۔ جن منافق کو بنی اسرائیل نے طے کیا تھا بتدریج طے کر رہی ہے۔

الغرض اس سلسلہ میں پیغمبرِ برحق کا یہ ارشاد گرامی بہت نمایاں ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ۔

”میری اُمت بھی بنی اسرائیل کی راہ پر چلی گی۔ اور جن منافق کو اُس نے طے کیا تھا یہ بھی طے کرے گی۔“ (اداکہ اقبال)

تِلْكَ أَمَانِيهِمْ

از جناب تاج الدین احمد اشعر

(یہ ان کی خوش فہمیاں)

کف ارباب کا رہنم سے خوف کھائیں
 نذرانہ بھجھدیں گے کسی خانقاہ میں
 ہم سے کر دہ تذکرہ فتنہ ہائے قبر
 کفار کے لیے ہیں وہ ساری نصیبتیں
 بیٹھیں گے جہاد میں مرشد کی چوڑی
 کس طرح پلصراط سے گزریں گے کیا بتائیں
 کہیں گے کچھ ہونی بھی اگر پرستش عمل
 کیسے کلرک ہو کہ تمہیں یہ خبر نہیں
 یہ بیشمار لوگ جو موجود ہیں یہاں
 تم ہم سے مانگتے ہو جو اعمال کا حساب
 ہم ہیں اذل سے مستحق جنتِ نسیم
 فوراً بلاؤ سائے غلمان و حور کو
 جی تھک گیا ہوسیر سے میدانِ شتر کی

ہم مومنوں کو فکر ہی کیا ہے عذاب کی
 مل جائیگی وہاں ہمیں پرستِ ثواب کی
 ہم کو خیر ہے سائے حضور و غیاب کی
 ہم کو تو بیچ ہوگی۔ ہشتی گلآب کی
 کیوں پوچھنے لگی ہمیں آئینہ آفتاب کی
 رفتار تم نے دیکھی تو ہوگی شہاب کی
 حاجت ہے کیا ہائے حساب کتاب کی
 امت ہیں ہم رسولِ شفاعت مآب کی
 ڈھونڈو مسلمان نہیں کے گناہِ ثواب کی
 یہ کسرِ عرشان نہیں ہیں جناب کی
 کئی ہمارے ہاتھ میں دو طفلِ باب کی
 جلدی نہ ٹھکے لائیں صراحیِ شراب کی
 خواہش سکون کی ہے ضرور ستہِ ثواب کی

اللہ سے ان کا حسن گماں آخرت کیساتھ

شیطان نے جن بچاروں کی تباہی کی

لا جواب مترجم قرآن

ترجمہ :- علامہ شبیر مولانا محمود الحسن شیخ البندر رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ :- علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

اس ترجمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ باخار وہ بھی ہے اور لفظی ترجمہ کا اتنا سبب بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، بغیر اس
علامہ شبیر احمد عثمانی نے اپنے علوم کا بچوڑا اس خوبی سے دکھایا ہے کہ کم بڑھے لکھے اور اہل علم برابر
اس کی سلامت و وسعت سے مستفید ہوتے ہیں، اختصار میں تفصیل، کوڑے میں دریا، چھپائی بڑے
اہتمام سے ہانگ کا ہانگ میں کوئی گئی ہے، تمام کا تمام ہلاک، کا قدامی درجہ کا مضبوط چکنا، جلد خوش نما
بیلدار، چند ہی نسخے موجود ہیں، ہدیہ یا تحفہ کے طور پر

قرآن بیکہ جرمہ

مترجم :- حکیم الامتہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
اہل علم جانتے ہیں کہ مترجم اوصوف کا ترجمہ سلاست و ثقاہت میں اپنی نظیر نہیں کھتا
پیش نظر ایڈیشن عمدہ و لائق کاغذ پر عثمانی زمین اور روشن لکھائی چھپائی کے ساتھ
چھپا ہے، معاشرہ پر مفید تفسیری نوٹ، ہدیہ جلد کریم دس روپے آٹھ آنے (مجموعاً اسی روپے)

قرآن عسری

متوسط حروف کاروشن اعراب والا، مجلد کریم چار روپے
جلد قسم، نمایاں اعراب، زیادہ صفحہ والا، مجلد کریم آٹھ روپے

عہد نبوی میں نظام حکمرانی

از جناب محمد حمید اللہ صاحب
یہ عجیب و غریب کتاب اپنے موضوع کی بالکل اچھی چیز
فہرست کے چند عنوانات ملاحظہ ہوں۔
عہد نبوی کا نظام تعلیم، آنحضرت اور جوانی، قرآنی تصور مملکت، دنیا
کا مرتبہ پہلا تحریری دستہ وغیرہ، تحریر کی بنیاد، محض حسن اعتقاد
اور خیال آزادی نہیں، بلکہ ہر چیز کو محسوس تاریخی دلائل سے ثابت
کیا گیا ہے، تقریباً پانچ سو سات زبانوں کے حوالوں سے کتاب مرتب
ہے، یقیناً یہ کتاب آج کے دینی و علمی مطالعہ کی ایک بیش بہا چیز ہے
قیمت جلد مع ڈسٹ کوڑا روپے آٹھ آنے

نصائح رسول کریم

اشتراکیت دوس کی تخریب گارڈ میں
اصول و نظریات کی حد تک تو یہ بات پوری طرح واضح
نیچا ملتی ہے کہ اسلام کے مقابل میں اشتراکیت ناقص نہ کہ لاف ہے، لیکن
بعض لوگ اصول و نظریات کو چھوڑ کر صرف انعامات بحث کرتے ہیں، اور
روسی پر دیکھتے دوس میں جس اشتراکیت کی جنت کا دھندہ درمیانہ ہوتے ہیں
یہاں اشتراکیت کی خوبیاں گنولتے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے یہ کتاب نہایت
ضروری اور مفید کن تصنیف ہے، ہمیں دوس کے اشتراکی معاشرے کی
صحیح حالت کو جو اشتراکی معتقدوں، لیڈروں اور شاہ کی تحریروں
کی روشنی میں نہایت مطلق ذرا واضح طور پر پیش کیا گیا ہے، اسکا مطالعہ ہر
مسلمان کیلئے خصوصاً اور ہر اس شخص کیلئے عموماً جو اشتراکیت کے مخالف ہے
علاحدہ سے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ قیمت جلد تین روپے

سر اپنے رسول

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، اس مقدس کتاب میں آنحضرت کی ذات گرامی کے تمام ہی گوشوں کو مقرب دایات و دلائل سے
سائنس لایا گیا ہے، اٹھنا بیٹھا، کھانا پینا، سونا لگنا، بولنا مسکانا، معاطات، اخلاق، عادات، مرغوبات، علیہ، عرفی، غرض
کا تمام کا تمام سراپا اتفاق کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، پیش لفظ سیدنا ابوالاعلیٰ مودودی کا ہے۔ نامتو لکھن، قیمت چودہ آنے۔ ۱۳۰

انہیں جناب اشیر کورن آئی

فراخ صبر و شہادت قدم کے دیوانے
سپر دگی کا نہ سمجھا مقام دنیا نے
وہ ہم تھے جس نے تمہارے روز پہچانی
ہو کے رخ پہ سفینے کا رخ معاذ اللہ
کسے یہ سان و گماں تمہارا صدم شکنی
یہ جسکی سے ہر یہ جن سے ہے نام ساقی کا
چکور چاند سے آگے کبھی نہ دیکھ سکا
مظاہرے پہ غلط ہے مشاہدے کا قیاس
میں اپنا زاد یہ منکر پیش کرتا ہوں

خدا کرے کہ تو نصرت کا وقت پہچانے
ہوے ہیں شمع کے پہلو میں دفن پر طمانے
وگرنہ حسن کی قیمت حسین کیا جانے
ہے کس مرض کی روانا خدا خدا جانے
کہ چھاپے جائینگے خون حرم سے بتخانے
غضب، غضب، انہیں پیاسوں پر بند بٹخانے
جو حد پر سمت ہو وسعت کا راز کیا جانے
کہو نظر سے کہ دل کا مزاج پہچانے
مرا نصیب جو کوشر کوئی برا مانے...

نقوشِ ماضی

ابوالبیتان حماد

کھا و بچا میں سے جو نہاں تھے
و فخر و باغ میں بھی کامراں تھے
وہ دن کھاتے کہ جب سب کو بھاننا
پسند آئی جو داغ و عشق ہمسکو
کسی کو داستان ہم کیا سناتے
کہ جب خود ہی جہنم داستان تھے
نہ تھے زندان آہ گل میں آنا
ذہبی صد حریف اب رہے تھے
کبھی جو ہم ہے بے حد نہراں تھے

کہاں سے لائیں وہ ایام حماد

فرشتے جب ہمارے راز داغ

تمضمین شاعر علامہ اقبال

جناب حافظ دہام پوری

ہر رُئی آج بھی محبوب ہے، نمود ہے۔

بے حیائی آج بھی مرغوب ہے نمود ہے۔

چھا رہی ہوں دہر میں غریبیاں فاشیاں

آدیت کا عدم، انسانیت مفقود ہے

داعیانِ دین حق کو مشکلیں درپیش ہیں

ماستہ اہلِ وف کا آج بھی مسدود ہے

غیر و شر میں جو رہی ہیں معرکہ آرمیاں

حق و باطل کی کشاکش ہر طرف موجود ہے

گوشے گوشے میں جہاں کچھ نہاں ہوں آج بھی

آگ ہے، ادلاؤ اور آئیم ہے نمود ہے

کیا کسی کو پھر کسی کا اتھان تصور ہے

الذی انظرنا شیخ احمد نانوتوی مدنی

سیر اولیاء

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ

(دو اول کے صوفیاء کرام کا تذکرہ)

فعل کرکئی آپ اسے درست کرنے کیلئے لوہار کے ہاں گئے وہ پچارہ کسی وجہ سے بھجا ہوا بیٹھا تھا آپ کو دیکھتے ہی لولا دیکھو ایہ لوگ ہیں کس قدر ستے ہیں، آپ نے یہ سن تے ہی غصا نہیں کیا اور فرمایا کہ جب اس چیز سے بندگان خدا میں سے ایک کو تکلیف پہنچی ہے تو پھر میں اسے کبھی نہ پہنوں گا۔

آپ کے مزاج میں جنون تھا، ایک روز تو یہ ورد جو **روح الی اللہ** اپنی مستی کی حالت میں کہیں جا رہے تھے راستہ میں ایک کاغذ پڑا اور دیکھا، اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی تھی، آپ نے اسے قوماً تعالیٰ، مقرر فرمایا کہ اسے خوب معطر کیا پھر بڑی تنظیم سے اسے ایک بلند جگہ پر رکھ دیا، اسی بات ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ وہ کیلان قضاؤ قدران بزرگ سے کہتے ہیں "آپ بشر حافی کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں کہ تو نے میرے نام کو پاک اور منقطع کیا اور بڑی تنظیم بجالائی، میں بھی بھوکو پاک کروں گا اور دنیا و آخرت میں بزرگی عطا فرماؤں گا۔"

جب وہ بزرگ بیدار ہوئے تو سوچنے لگے کہ بشر کو ایک فاسق آدمی ہے، اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آتش میں سے خواب فضا دیکھا ہے، پھر انھوں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور صوفیہ دوبارہ انھوں نے یہی خواب دیکھا اور میدان ہو کر سوچنے لگے جب انھوں نے تیسری مرتبہ یہی خواب دیکھا تو صبح انھوں نے حضرت بشر کو بلا بھیجا، لوگوں نے آکر کہا کہ وہ تو شراب کی مجلس میں بیٹھا ہے اور کوئی بات نہیں سنتا، وہ بزرگ خود وہاں تشریف لے گئے

نام و لقب وغیرہ حضرت بشر حافی فرزند ہیں یہاں سے تھے، بغداد میں رہے اور وہیں وفات پائی، حضرات نفیس عیاض و ابراہیم اوسم وغیرہا کے ہم عصر تھے اور سلطنت ماموں علی حشم شہ کے مرید تھے، نام نامی بشر تھا، الولع کینت اور لقب حافی۔

عربی زبان میں حافی کے معنی ہیں "برہنہ یا سوجھنا" برہنہ یا رہتے تھے اس لیے اس لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کی برہنہ پانی سے متعلق بہت سی روایات ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ آپ نے مشاہدہ حق کے غلبہ کی شدت سے جوئی پہننی چھوڑ دی تھی، چنانچہ آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے آیت کریمہ **اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْكُمُورَ فِیْ سَآئِرِ الْمَآءِ اِذْ یُرَآیْ كَیْفَ تَمُوتُ بِاَدْنِیْ** کے پھلے ہوئے فرشتے پر جو تیار پہنکر جان پسند کرو گے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ پھر جب بادشاہوں کے بادشاہ اور شہنشاہوں کے شہنشاہ نے زمین کو ہمارے لیے فرس بنایا ہے تو پھر ایسے فرس فرشتے پر جو تیار پہنکر میرا سلے کیسے پسند آئے گا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جب آپ سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ جس وقت میں نے سچوں کو تو یہ کہ اللہ کی طرف رجوع کیا ہے اس وقت میں نکلے پانا، بیٹھا ہوا تھا، میں چاہتا ہوں کہ اس نیک ٹھڑی کی یادگار کے طور پر ہر وقت برہنہ پار ہوں۔ ایک دن روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے جوتے کی

کے سبب ان کی زبان کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔

سے کاش ہائے مضمون صحیح خیال فرماتے کہ اس مضمون کی بعض روایات حذف کر دیں کیونکہ چند روایات خلاف روایت ہوں ان کے اثبات کے لئے ضروری ہے اور ان کے اثبات کے لئے ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ میں دیکھا، حضور نے مجھے پوچھا کہ اسے بشر اسے کچھ خبر ہے کہ خدا نے تعالیٰ نے تم کو اپنے ہاتھوں سے کیوں برگزیدہ کیا اور تیرا درجہ کیوں بڑھایا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہت رحمت والے ہیں، حضور نے ارشاد فرمایا تم میری سنت کی پیروی کرتے ہو، مسلمان کی تعظیم و عزت کا لحاظ رکھتے ہو، مسلمان بھائیوں کی تعظیم کی گنتی ہو اور میرے صحابہ و اہل بیت سے محبت رکھتے ہو، اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے تم کو اس مقام پر پہنچایا ہے۔

حضرت بشرؓ اپنا ایک اور خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا "آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے" ارشاد ہوا "خدا نے رحمت کی تو اب حاصل کرنے کیلئے سب سے بہتر کام یہ ہے کہ تو نیکو آدمی اور دیشوں پر شفقت کرے، اور اس سے بھول کر حکم کام یہ ہے کہ درویشوں کو نیکو کے مقابلہ میں نکلیں گے اور دینا لعلین کی بخشش پر بھروسہ نہ کرے"۔

علم و معرفت
امام احمد رضی اللہ عنہما کے ساتھ بہت رہتے تھے، اور آپ کے بڑے معتقد تھے، ایک بار امام صاحب کے شاگردوں نے کہا کہ آپ عالم، محدث اور مجتہد ہیں اور ہر علم میں آپ کو وہ دستگاہ حاصل ہے کہ آپ کا کوئی مثل نہیں، پھر آپ ہرگز ہی ایک دیوانے کے پیچھے کیوں گئے ہیں، یہ بات تو آپ کے شاہانِ شان نہیں، حضرت امام نے جواب دیا "بیشک تم سچ کہتے ہو، جن علموں کے تم نے نام لیں ہیں ان علموں میں حضرت بشرؓ سے زیادہ معلومات رکھتا ہوں لیکن وہ خدا نے تعالیٰ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں" امام صاحب آپ کیساتھ ساتھ پھرتے تھے اور کہتے تھے کہ تخلی و یونین سنی تھی۔ (یہ سے میرے رب کی باتیں کہتے)

علم، یہاں تک ہے کہ خود ادوی سبب ہو کر لوگوں کے مقابلہ میں درویشوں کو اپنی خودی کے تحفظ کا خاص خیال رکھنا نہ سہی، اسلئے یہ حدوں سے بڑھی ہوئی خود داری کو "تکبر" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا۔

اور درود ادا پر کھڑے ہو کر انہیں اندر سے طلب کیا، معلوم ہوا کہ وہ بیچوش اور بیخبر سے ہیں، ان بزرگ نے کہا کہ انہیں بھی مجھ جیسا کہو کہ ان سے ایک پیغام کہنا ہے، لوگوں نے آکر کہا کہ وہ پوچھتے ہیں آپ کس کا پیغام لیکر آئے ہیں؟ ان بزرگ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لایا ہوں۔ حضرت بشرؓ حاضری کو جب یہ اطلاع سنی تو ان پر بے اختیار رقت طاری ہوئی کہتے آگے ہائے انہیں معلوم یہ پیغام عتاب امیر سے یا کرم فرمایا نہ۔ میں تو اس کے عتاب ہی کا مستحق ہوں۔ اللہ کہ وہ اپنے فضل سے مجھے اس کا مستحق نہ سمجھے، پھر دوستوں کو رخصت کرتے ہوئے کہا کہ لو بھائی آج میں تم سے جدا ہوتا ہوں، اب تم مجھے اپنے درمیان میں نہ پاؤ گے، پھر ہمارے اور پیغام سنکر توبہ کی اور زہد و طاقت کی راہ طے کرنے لگے۔ یہاں تک کہ تم سے دور ہو گئے۔

درجہ و مقام
لال خواص کہتے ہیں کہ نبی امیرؐ اہل کے بیابان میں سفر کر رہا تھا کہ ایک شخص میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا، میں نے پوچھا کہ کبھی تم کو کون پڑا؟ اس نے جواب دیا "میں تمہارا بھائی تھریوں"۔ میں نے پوچھا کہ آپ امام شافعیؒ کے بارے میں کیا کہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ وہ ادا تو ہیں سے ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ حدیثوں میں سے ہیں، میں نے کہا آپ بشرؓ حاضری کی نسبت کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کا تو کوئی نظیر نہیں ہے۔

خود بشرؓ حاضری وہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں گیا تو ایک اجنبی مرد کو وہاں موجود پایا، میں نے پوچھا کہ تو کون ہو؟ اور سب سے اجادات انہوں نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں تمہارا بھائی تھریوں"۔ میں نے ان سے اس وقت سے دعا کی اور دعا کی، انہوں نے مجھے یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کا ادا کرنا تمہارا سامان کرے، میں نے مزید درخواست کی تو انہوں نے دعا لیا کہ خدا کرے تیری عبادت تمہارے مشیدہ ہو۔ ایک اور مرتبہ حضرت بشرؓ نے فرمایا تھا کہ میں نے

احتیاج و تقویٰ آپ نے حدیث صحیحی کتابوں کے سات ڈھیر بڑھکر ساری کتابوں کو پڑھنا میں و فن کر دیا اور پھر کبھی آپ نے حدیث بیان نہ کی، لوگوں نے پوچھا تو فرمایا "میں اس وجہ سے حدیث بیان نہیں کرتا کہ میں اپنے دل میں عزت اور ناموسی کی خواہش پاتا ہوں، اگر یہ خواہش جاتی رہے تو ضرور بیان کروں گا۔"

حالات و کیفیات کہتے ہیں کہ آپ نے اس نہر سے کبھی پانی نہ پیا جو بادشاہی ملازموں نے کھدوائی تھی۔

آپ پر بعض مرتبہ حیرت کا سخت غلبہ ہوتا اور آپ دیر دیر تک کہیں بھی تھکرے پہنچاتے، ایک مرتبہ اپنی ہمیشہ کے یہاں تشریف لے گئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے آپ پر یہی کیفیت طاری ہو گئی یہاں تک کہ رات گزری جب آپ صبح کی نماز سمجھیں پڑھ کر تشریف لائے تو پیشہ صبح نے دریا نسبت حال کی۔ فرمایا کہ "بعد ازیں کئی اشیاں میں جن کا نام بشر ہے ایک یہودی ہے، ایک آتش پرست ہے، ایک نصرانی ہے اور پیرانا بھی بشر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سبکے جانا انعام فرمایا کہ مجھے دولت اسلام سے نوازا۔ جنہیں مسلموں ان لوگوں نے کیا کیا جو اس سے محروم رہے اور میں نے کیا کیا جو اس دوست کا مستحق سمجھا گیا، میں اسی بات کی حیرت میں مبتلا تھا۔"

آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں قبرستان کی طرف سے گذرا، دیکھتا کیا ہوں کہ مٹھے تھروں پر بیٹھے باہم جھگڑ رہے ہیں، یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی چیز کی تقسیم پر جھگڑ رہے ہیں، میں نے خدا سے دعا مانگی کہ پروردگار! مجھے آگاہ کر کہ یہ کیا صورت حال ہے، ندا آئی کہ خود انھیں سے جا کر پوچھ لو۔ میں نے جا کر پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک ہفتہ ہوتا ہے، ایک دیندار شخص بتاری طرف سے گذرا اور اس نے میں مرتبہ سورۃ احسان پڑھ کر اس کا ثواب میں بخشا اس روز سے اس ثواب کو ہم آپس میں تقسیم کر رہے ہیں اور اب تک نہیں کر سکے۔

فقر و محنت کہتے ہیں کہ چالیس برس سے آپ کا دل بکری کی برسی کو چاہتا تھا، لیکن فقر و محنت

کے سبب آپ اسے خرید نہ سکے۔

ہمدردی بنی نفع ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں آپ سے ملنے گیا، اس وقت سخت سردی پڑ رہی تھی، میں نے آپ کو دیکھا کہ ہر ہنہ تن میں بیٹھے لپکا ہے ہیں۔ میں نے دریافت حال کی تو ارشاد فرمایا "مجھے وہ غریب غریبا یاد آئے جنہیں اس کراکے کے جانوسے میں پیننے کے لئے کپٹا رہتا ہوں گا۔ دل نے کہا کہ کاش صیگر پاس اتنا پیسہ ہوتا کہ تمام حاجت مندوں کی بیعت پوری کر دیتا، میں نے کہا کہ اگر پیسہ نہیں تو کیسا ہوا لانا ان کی موافقت میں ہر ہنہ تن ہی بیٹھا رہوں۔"

ایک شخص نے حضرت بشر سے مشورہ کیا کہ میرے پاس ایک ہزار درہم جمع ہیں، میں چاہتا ہوں کہ حج کیلئے جاؤں، آپ نے فرمایا تم حج کے لئے نہیں جاتے ہو بلکہ تاشہ دیکھنے جاتے ہو، اگر خدا کی رضا پیش نظر ہے تو اپنے اس پیسے سے کسی مفروضہ کا قرض ادا کر دیا کسی یتیم کو دو، یا کسی عیالدار شخص پر خرچ کر دو اس طرح ان کے دل کو جو راحت پہنچے گی وہ سو حج سے افضل ہے، اس نے کہا کہ میرے دل میں حج کا ذوق و شوق تو میں مار رہا ہوں، میں تو حج ہی کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا "معلوم ہوتا ہے تیرے مال و چھوٹا ہے نہیں ہے، جب تک تو اسے غلط طریقوں پر ادا نہ کرنا چاہیں تو سب بیٹھے گا۔"

آپ حالت سکرات میں تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی مفلسی اور زمانہ کی شکایت کرنے لگا، آپ نے اپنا پیرا ہن اتار کر دیدیا اور بطور دست عار و دست پیرا ہن لیکر پہنا اور بالآخر اسی میں وفات پائی۔

وفات جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ سخت مقرر ہو گئے، لوگوں نے پوچھا کیا آپ زندگی کو عزیز رکھتے ہیں؟ فرمایا ہرگز نہیں، اب اس وقت یہ ہے کہ بادشاہوں کے بادشاہ اللہ جن جلالہ کے گھر میں جانا کوئی آسان چیز نہیں۔

جب تک آپ بغداد میں زندہ رہے، آپ کی حرمت کے لحاظ سے کسی چارہ پایہ نے شہر کے گلی کوچوں میں لہد نہ کی

کیونکہ آپ پر ہنہ پارہتے تھے، ایک بات کسی چاہیہا برہنے لید کی تو اس کا الکی بیج اٹھا کر ہلے! معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بشر حافی رو وفات پاگئے، چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ فی الواقع آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔

وفات کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ حضرت! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اس نے اپنی عنایت سے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ کھانا! اسے وہ شخص جس نے میری وجہ سے نہیں کھایا اور پی اسے وہ شخص کہ جس نے میری خاطر نہیں پیا، اور پھر فرمایا کہ اسے بشر! اگر تو آگ میں بھی محسوس کرتا تو میری اس نعمت کا شکر ادا نہ کر سکتا کہ میں سنے سلپے بندوں کے دلوں میں تیری جگہ پیدا کر دی!

آپ کی وفات کے بعد آپ کی ہمیشہ ایک ستر پوچھنے امام احمد حنبل کے پاس گئیں اور فرمایا کہ میں کوٹھے پر بیٹھی روتی کات رہی تھی، اتنے میں خلیفہ کے نوکر چاکر علیہ کی مشعل لے لے ہوئے ادھر سے گذرے، اس کی روشنی میں میں نے تمہارا ساموٹ کات لیا، اب آپ فرمائیے کہ وہ چائز ہے یا نہیں؟ امام صاحب نے انھیں نہیں پہچانا، پوچھا کہ تم کون ہو جو اس طسورح کی باتیں کرتی ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں بشر حافی رہ کی بہن ہوں۔ یہ سن نے ہی امام صاحب رو روڑے اور دیر کنگار اتر آ رہے تھے، پھر فرمایا کہ ایسی پرہیزگار انھیں کے خاندان کے لیے سزاوار ہے، اسکے بعد مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے امام نے فرمایا کہ وہ سموت آپ کے لینے ہرگز حیا نر نہیں ہے، پھر دار رہے کہ آپ کا حاف پانی کہیں گد لائے ہو جائے، اور پیر دی انھیں پیشوا کی کیجیے یعنی اپنے بھائی صاحب کی، تاکہ آپ کی وہ حالت ہو جائے کہ اگر آپ ان کی مشعل کی روشنی میں روتی کات بھی چاہیں تو آپ کا ہاتھ پکا ساخا نہ دے سکے، کیونکہ آپ کے بھائی صاحب ایسے تھے کہ اگر چہ بی بی ان کا ہاتھ حرام یا مشتہ کھانے کی طرف ترہ جاتا تو وہ مشل ہو جاتا، در کام نہ کر سکتے۔

کلمات: — لوگوں نے آپ پوچھا کہ بعد ا میں تو حرام و

حلال گزارا ہو گئے ہیں، آپ کہاں سے کھاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہیں سے جہاں سے تم کھاتے ہو، پوچھا کہ آپ کو یہ مقام کہاں سے حاصل ہوا؟ فرمایا کہ لوہا کم کرنے اور ہاتھ کے کوتاہ کرنے سے، اور یہ بات بھی تو ہے کہ جو شخص خوب پیٹ بھر کر کھا تا ہے اور پھر ہنت رہتا کہ وہ اس شخص کے مانند کس طرح ہو سکتا ہے جو اگر چہ کھا تو دیتا ہے لیکن پھر دتا رہتا ہے، اسکے بعد فرمایا کہ حلال میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے۔

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ سالن کس چیز کا کھاؤں فرمایا "عاقبت کا"۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ اس مرتبہ کو کس طرح پہنچے۔ فرمایا کہ میں نے سلپے حال کو سوائے خدا تعالیٰ کے کسی پر ظاہر نہ کیا۔

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں بہت سے لوگ حاضر تھے اور آپ رضائے الہی کا ذکر فرما رہے تھے، ایک رنگی کوئی صاحب بول پڑے کہ یا انصرا! آپ خلق سے کوئی چیز بھی قبول کرتے ہیں اس خیال سے کہ آپ صوفی ہیں، ہم نے مانا کہ آپ زہد کی حقیقت جاننے والے اور دنیا سے روگرداں ہیں، لیکن اگر آپ لوگوں کو کچھ سے لیا کریں اور پوشیدہ طور پر اہل حاجت کو دیکر خود توکل پر زندگی بسر کریں اور غیب سے اپنی روزی حاصل کیا کریں تو ہمیں کیا نقصان ہے۔

اس طرز کلام پر حاضرین بہت خفا ہوئے، اور آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ "اہل فقر میں تم کے ہیں، ایک تو وہ ہیں جو کبھی سوال نہیں کرتے اور اگر لوگ ان کو دیتے بھی ہیں تو لیتے نہیں، نیز اخلاص الامان کے معاملہ میں محتاط رویہ رکھتے ہیں، یہ روحانیوں کی جماعت ہے، یہ جب حد سے سوال کرتے ہیں تو خود ملنگتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں عطا فرماتا ہے اور ان کی ہر دعائی الفوتبول ہوتی ہے، دوسری قسم کے لوگ وہ ہیں کہ اگر چہ سوال تو نہیں کرتے مگر جب لوگ انھیں دیدیتے ہیں تو وہ قبول کر لیتے ہیں، یہ جماعت متوسلین کی ہے، یہ خدا کے توکل پر ثابت قدم رہتے ہیں اور یہی لوگ بہشت کے دسترخوان پر بیٹھنے والے اور پاکیزگی کے عالیشان مخلوق میں رہنے والے ہیں

تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو صبر سے بیٹھے ہیں اور جو انک
 ممکن ہے اپنے اوقات کی حفاظت کرے اور خواہشات نفسانی
 کے جنگل سے آزاد رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ صبر
 پر نگرہ بستے مجھے آپ کی یہ توفیق بہت پسند آئی، اللہ کا سہ
 آپ سے راضی ہو۔

حضرت بشر فرماتے ہیں کہ میں علی حشر جانی رہ کے
 پامں گیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں
 انھوں نے کہا کہ قسم کو نفل میں لیلو، زندگی صبر کیساتھ بسر کرو،
 خواہشات نفسانی کو اپنا دشمن سمجھو اور اس کی مخالفت کرو، اور
 اپنے گھر کو جسکو زیادہ غالی کرو تا کہ جب تمہیں قبر میں جانا پڑے
 تو وہاں کی جگہ سے مالوس رہو اور خوشی خوشی اللہ کے ہاں پہنچو۔
 حضرت بشر اپنے دوستوں سے فرماتے کہ "میر کیا کرو
 کیونکہ جب تک پانی بہتا رہتا ہے اس وقت تک صاف بہتا رہتا ہے
 اور جب ٹھیکر جاتا ہے تو اس کی رنگت بدل جاتی ہے۔"

نسر مایا "جو شخص دنیا میں عزیز رہتا چاہتا ہے اس سے
 کہہ دو کہ وہ تین چیزوں سے بچا رہے: ایک فحوق سوجا جت
 طلب کرنا، دوسرا حسری بدگوائی کرنا، تیسری کسی کے ہمان کیساتھ
 چپلا جانا۔"

نسر مایا "جو شخص اس بات کی خواہش رکھتا ہے کہ لوگ
 اس کے مرتبہ و مقام کو پہچانیں وہ آخرت کی حلاوت نہ پائے گا۔"
 نسر مایا "اگر حقیت میں زندگی کی عزت کے سوا کچھ بھی
 نہیں ہے، تب بھی وہ کافی ہے۔"

نسر مایا "اگر تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ لوگ تمکو
 جانیں تو تمہارا یہ خیال دنیا کی قیمت پر وال ہے۔"

نسر مایا "جب تک تم اپنے اہل راجی خواہشوں سے
 درمیان ایک لوسے کی دیور نہ پہنچ لو گے ہرگز عین اور تلامذہ
 کی حلاوت نہ پاؤ گے۔"

نسر مایا "تین کام سیکھنا زیادہ مشکل ہیں۔ ایک تنگ دستی
 کے وقت میں سخاوت، دوسرے خلوت میں پرہیزگاری اور
 تیسرے ایسے شخص کے سامنے کلمہ حق کہنا جس سے آدمی
 ڈرتا ہو۔"

نسر مایا "صرح کی تعریف یہ ہے کہ کوشہات سے
 بالکل غلام ہو جانے اور ہر نفس نفس سے حساب کتاب لیتا ہے"
 نسر مایا "نہا ایک ایسا فرشتہ ہے جو خالی دل کے سوا
 تمہیں قرار نہیں کرتا۔"

نسر مایا "تم ایک ایسا فرشتہ ہے کہ جب کسی جگہ جم جاتا ہو
 تو وہ نہیں چاہتا کہ دوسری چیزیں بھی وہاں جم سکیں۔"

نسر مایا "سیکھنا افضل داہلی بندے کو جو چیز دیکھی ہو وہ جو
 معرفت اور صبر علی الفقہ۔"

نسر مایا "اگر خدا کے کوئی خاص بندے ہیں تو وہ صرف
 عارف ہیں۔"

نسر مایا "صوفی وہ ہے جو خدا کیساتھ اپنا دل صاف کرے۔"
 نسر مایا "عارف وہ لوگ ہیں جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں پہچانتا
 اور اگر کوئی ان کی تنظیم و عزت کرتا بھی ہے تو وہ محض نوجوا اللہ ہوتی ہے۔"

نسر مایا "جو شخص آزادی کا مزہ چکھنا چاہتا ہے اس کو کہ دو
 کہ وہ اپنے خیالات پاک و صاف رکھے۔"

نسر مایا "جو شخص صدق و اخلاق کیساتھ خدا کے عمل کرتا
 ہے اسے لوگوں سے دشت بوجھائی ہے۔"

نسر مایا "اہل دنیا کو سلام کیا کرو، لیکن انہیں سلام کرنے کو
 دل سے پسند نہ کرو۔"

نسر مایا "یہاں اسلام کے درمیان ترک وہابی اور
 نسر مایا "میں نے ہمیشہ ایسے شخص کی رفاقت اختیار کی ہے
 کہ جب کام دونوں رخصت ہوے تو میں یقین چو گیا کہ اگر ہم اور بیٹھے
 تو ہم دونوں کے سنے بہتر ہوتا۔"

نسر مایا "تو کمال کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک تیرا دشمن
 تجھسے بخوف نہ بوجھائے۔"

نسر مایا "تو اگر خدا کی عبادت کی قدرت نہیں رکھتا تو بہر حال
 اس کی نافرمانی بھی مت کر۔"

دیکھتے تھے آپ کے سامنے کہا کہ تو کلمت حقہ اللہ دین سے
 اللہ پر بھروسہ کیا، آپ نے فرمایا "تو خدا کے مقابلہ میں کیوں جھوٹ
 بولتا ہے اگر فی الواقع تیرا توکل اسی پر ہوتا تو وہ جو کچھ کرتا تو اس سے
 راضی رہتا، حالانکہ تیری یہ حالت نہیں ہے۔"

عالمی مسلمانوں میں ایک دوسرے کیساتھ ہونے والی جھگڑا کیونکہ ان کا باہمی رشتہ محبت کا رشتہ ہے۔

دِقِّ وِیْلِ اسْبَابِ

زندگی کی مختلف منزلیں

از: ایم ایم محمد عظیم زبیری، امرتسر ضلع مراد آباد

اس سے عموماً صحت ہو ہی جاتی ہے۔ سن زندگی "دِقِّ وِیْلِ" کی خصوصیتوں سے، چند ہی خوراکیوں سے کھانسی کو ناقہ ہوجاتا ہے۔ "سن زندگی" کا نسخہ مارش ۱۹۵۷ء کے تقبی میں چھپ چکا ہے، اس وقت بھی جبکہ صحیح طور پر یہ شخصیں نہ ہو سکیں کہ بخار دِقِّ کا ہے یا کوئی اور بخار ہے۔ احتیاطاً "سن زندگی" کا استعمال شروع کر دینا چاہیے۔

اس میں کھانسی کی شدت ہو جاتی ہے، خون

درجہ دوم

مقدار میں زیادہ آنے لگتا ہے، ہر وقت عقیف بخار رہنے لگتا ہے، ہاتھ کی پھیلیاں اور تلوے چلنے لگتے ہیں، سینہ میں خفیف درد کی چسک محسوس ہوتی ہے، جب پیسہ بننے لگے تو ہر روز دن میں دو دو دفعہ بخار جاتے سے چستر ہوتا ہے، رات کو حرارت ۱۰۳ اور صبح بوجا یا کرتی ہو کر سردی پڑھتی جاتی ہے، مریض نہایت دہلا ہوجاتا ہے، اگر اس درجہ میں بھی "سن زندگی" کا استعمال شروع کر دیا جائے تو مریض کو زیادہ عرصہ زندہ رہ سکتا ہے، شدائد مریض میں کمی واقع ہو سکتی ہے

درجہ سوم

اس درجہ میں جمع کے وقت مراد و سینہ پر کثرت سے پیسہ آتا ہے، اور مریض بے انتہا لاغر اور کستور ہوجاتا ہے، شب کو بھی نیند نہیں آتی، پاؤں پر دم ہوجاتا ہے، ہڈیوں پر درد و مت شروع ہوجاتا ہے، تمام علامات مریض میں شدت ہو جاتی ہے، ایسے وقت میں ہر تدبیر بیکار ہے۔ یوں تو زندگی کی ہر منزل میں ایسے مواقع آتے ہیں جن میں دِقِّ جبکہ ایم ایم محمد عظیم زبیری، لیکن تیر ہوں، چودہویں

قبل اس کے کہ میں اس موضوع پر کچھ لکھوں یہ بتا دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ دِقِّ وِیْلِ اس کی کیا نوعیت ہے، اس کے مرض میں پیسہ پھٹنے کے اندر تفرق اتصال ہو کر پیسہ پڑ جاتی ہے، اور دِقِّ کا بخار اس کے ساتھ لازمی ہوتا ہے، لیکن دِقِّ کے بخار کے ساتھ یہ ضروری نہیں کہ پیسہ پھٹوں کے اندر خرابی پیدا ہوجائے، دِقِّ کا مادہ جسم کے کسی حصہ میں سرایت کر سکتا ہے، جب یہ مادہ پیسہ پھٹنے میں سرایت کرتا ہے تو اس کو سل کہتے ہیں، علامات کے لحاظ سے اس کے مرض کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اس درجہ میں مریض کو نہایت خفیف کھانسی

درجہ اول

ہوتی ہے، کھانسی میں قدرے پتلا جھاگ دار بلغم بھی کبھی کبھی ہوتا ہے، بلکہ بلغمی حرارت ہی موجود رہتی ہے جس کو مریض محسوس نہیں کرتا، بھوک بیزاس و غیرہ سب ٹھیک ہوتی ہے، عام صحت میں کوئی نمایاں فرق ظاہر نہیں ہوتا، پھر مریض کی ترقی کے ساتھ کھانسی بھی درد پکڑ جاتی ہے، یہ کھانسی آہستگی اور ٹھیکے دار ہوتی ہے جس سے پیسہ پھٹوں میں نرم پیدا ہوجاتا ہے، اور خون بلغم کے ساتھ آنے لگتا ہے، اس درجہ میں بخار صبح پر سے رات کے گیارہ بارہ تک رہتا ہے، صبح کے وقت پیسہ آکر طبیعت عاف ہوجاتی ہے، لیکن بعض مریض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں ابتدا سے لیکر انتہا تک پیسہ کی شکایت لاحق نہیں ہوتی، ایسی حالت میں علاج کی طرف توجہ ہوجائے اور عموماً مریض "سن زندگی" کا استعمال شروع کر دے تو

یا چند رھو میں سال میں ان لڑکوں اور لڑکیوں میں دق یا رسل میں مبتلا ہونے کی استعداد پائی جاتی ہے جن کے جسم کا مدافعتی نظام کمزور ہو چکا ہوتا ہے، ہندوستان کے مختلف حصوں میں پچھتروں کی دق (رسل) سے جو اموات ہوتی ہیں ان کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئٹہ اور میانہ اور کراچی اور زیادہ تر اس موذی مرض کا ترنوالہ بن گئی ہیں، ایسا کیوں ہوتا ہے یہ ذرا غور سے پڑھنیے اور سمجھنیے۔

کنواری لڑکیاں اور دق رسل
 عموماً لڑکیوں کی بڑھوتری بہت جسم کے قدرتی کیلیم اور فاسفورس کا زیادہ حصہ ان کی اس فیروزہ جی جاتی ترقی میں کام آجاتا ہے۔

کیلیم اور فاسفورس کی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ان کو صحیح غذا نہیں ملتی جس سے اوائل عمر میں ہی وہ لیکویریا یا تھیلی کوڈس (ماہواری) کی تکالیف میں مبتلا ہو جاتی ہیں، شرم کے باعث اپنی میااری کا اظہار نہیں کرتیں، ۱۰ ہڈیوں اور لیکویریا جسم کو کھوکھلا کر تار ہوتا ہے، جسمی کمزوری کے باعث قوت مدافعت بھی کمزور پڑ جاتی ہے، دق کے جراثیم وقتاً فوقتاً جسم میں داخل ہوتے رہتے ہیں اور اکثر کج راجیب طبیعت، انکی مدافعت سے بالکل بھٹک جاتی ہے تو مرض کا اعفاز ہو جاتا ہے۔ میں لیکویریا میں مبتلا لڑکیوں اور خورگوں کو بیماری و محبت کے ساتھ سمجھاتی ہوں کہ وہ بیجا شرم کو بالائے طاق رکھ کر علاج کرائیں۔

”لیکویریا“ دور کرنے کا مگر یہ نسخہ و مسکن کے تجلی میں شائع ہو چکا ہے۔ نادار اور بیکس لڑکیوں کی میں ہر طرح طبی امداد کے لیے موجود ہوں میسرے پیش کش سے وہ ہر وقت فائدہ حاصل کر سکتی ہیں۔

شادی شدہ عورتیں اور دق رسل
 اس منزل میں پیش

برس تک کی عمر رکھنے والی عورتیں مرض دق میں مبتلا ہوتی ہیں، ہندوستانی عورتوں میں ہر عام طور پر بچے پیدا کرنے کی عمر ہوتی ہے متواتر زندگی کا ہادیہ داشتت کرتے کرتے عورتیں اتنی کمزور ہو جاتی ہیں کہ دق رسل کے جراثیم ان کے جسم میں اپنا تسلط آسانی سے

جھالیے ہیں یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ عورت کے قوت جمائی پر بچے کی پیدائش کا بہت سخت بار پڑتا ہے، اس بار کا اثر عورت کے فیزی سے اسی وقت دور ہو سکتا ہے جب بچہ کی پیدائش کے بعد کافی عرصہ عورت کو آزاد رہنے کا موقع مل سکے، ایک وضع حمل کا اثر عورت کے قوت سے اچھی طرح دور ہو نہیں پاتا کہ ان پر مزید بار پڑ جاتا ہے، ایک بچہ گو د میں ایک ہیٹ میں اب تو عام بات ہو گئی ہے، پھر گھر کے کاموں کی زیادتی اور استلاس یا عدم توجہ کے باعث مناسب غذا کی کمی اس پر اور بھی تم برپا کرتی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب اور اوسط درجہ کی ہندوستانی عورتیں بہت جلد پچھتروں کی دق میں مبتلا ہو کر زندگی آخر عمل میں چلی جاتی ہیں۔

دق رسل نوجوان لڑکوں میں
 اس منزل میں بارہ سال

تک کے لڑکے عموماً اس مرض کا شکار ہتے ہیں، والدین کی کوتاہی یا غیر معمولی مصروفیت کے باعث لڑکوں کی ابتدائی تعلیم اور تربیت ٹھیک طور پر نہیں ہو پاتی، بڑی سوسائٹی ان کو ملتی ہی غلط کاریوں اور بداعتدالیوں میں پھنس کر وہ اپنا جو ہر جھاتا اور قدرتی کیلیم کا ذخیرہ شباب کی منزل تک پہنچنے پہنچنے ضائع کر ڈالتے ہیں، جنٹوان شباب میں ان کا جسم کمزور پڑ جاتا ہے، بدقسمتی سے وہ مردانہ خصوصیات پیدا نہیں ہو جاتی، مبتلا ہو کر لیاؤ فیروما کمزور ہی ہوتے چلے جاتے ہیں، اگر ان امراض اور کمزوری کا جلد تدارک نہ ہو، کیلیم، فولاد فاسفورس مناسب مقدار میں جسم میں نہ پہنچے تو آخر کار وہ دق و کل کھار ہو جاتے ہیں، نوجوانوں کا اس طرح مرجانے کا گناہ افسوسناک ہے، اس سے زیادہ نوحہ بات یہ ہے کہ والدین بچے پیدا کرنے جانتے ہیں، لیکن ان کی پردرکشی کرنا نہیں، اگر صحیح طور پر اوائل عمر میں لڑکوں کی نگہداشت کی جائے، ان کی صحت پر کڑی نظر رکھی جائے تو یہ حادثات بہ کثرت ظہور پذیر نہ ہوں۔

دق رسل کا رو بارہی مردوں میں
 یہ منزل تیس سال اور چالیس

سے، یہ وہ عمر ہے جس وقت مرد اپنے کاروبار میں روپیہ کمانے اور روزی حاصل کرنے کی غرض سے جہد جہد میں بہت زیادہ

اور غیر صحت بخش کا اضافوں یا کوئلہ وغیرہ کی کانوں میں کام کرنے پر تلبے
 وہ حیلہ اس مرض کا شکار بن جاسکتے ہیں۔
 صحت اور ماحول دونوں چیزیں ایسی ہیں جو ایک دوسرے سے
 گہرا تعلق رکھتی ہیں، دق کی تشریف نداشتی کو دیکھنے کے لیے
 ضرورت ہے کہ اس غلط طرز زندگی کو بدناجا ہے، ورنہ یہ بیماری
 رک نہ سکے گی۔ اور نہ موات پر فائدہ حاصل ہوگا۔ خواہ کتنے ہی ٹیکے
 لگائے جائیں، خواہ کتنے ہی اسپیشی ٹوریم کوٹے جائیں، موجودہ دور میں
 صرف وہی شخص اس غلط طرز سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے جس میں اچھی غذا
 اچھی معاشرت، اچھی ہوا اور روشنی اور اچھے ماحول نے وقت اچھی
 طاقت کو کافی ذخیرہ بن کر رکھا ہو۔ آخر میں یہ مشورہ دیا جائے
 کہ جن لوگوں کو جسم کمزور ہے، اسے دن نزلہ زکام کا کسی ذخیرہ
 کے وہ مریض بنے رہتے ہیں، وہ ایک ضرورت مند نہ لگے گا۔ استعمال
 کریں، اس کے استعمال سے وقت ماحول، اور جسمانی طاقت
 بہتر و بجا رہے گی، اور یہ موذی مرض آسانی سے مطلوب
 نہ کر سکے گا۔

مشغول رہتا ہے، زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی سبب صحت کا
 ستوار سنے کی فکر نہیں بلکہ روپیہ جوڑنے کا سودا ہے یہ لوگ
 دو تہہ دین سنے کی خاطر اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالے ہوئے
 ہیں، ہر وقت روپیہ ڈھالنے کی مشین کی طرح کاروبار میں
 مصروف رہتے ہیں، ایسی بڑھی ہوئی کاروباری مصروفیت میں
 نہ تو ورزش کے لیے وقت ملتا ہے نہ چہل قدمی کے لیے کھانا
 بھی یوں ہی روادری مناسق سے نیچے اتار لیا جاتا ہے، ہضم غذا
 کے لیے جس سکون کی ضرورت ہے وہ لوگوں کو ملتا ہے
 اس حالت میں نہ تو سمدہ کو غذا کا اچھا رس تیار کرنے کو ملتا ہے
 اور نہ جلدی جلدی میں بنے ہوئے اس خام رس سے جو معدے
 نے بے اطمینانی حالت میں بنا لیا ہے، صالح خون تیار
 ہو سکتا ہے نہ فاسد اور غیر ضروری، مادے سیرینی نالیوں
 سے پھینکے جاسکتے ہیں اس سے جسمانی نظام میں بہت زیادہ
 خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو بالآخر دق کا باعث بننے کا
 باعث بن جاتی ہے، علاوہ ان میں لوگوں کو نہ تو صحت بخش

رُوحِ افزا
 فروحش بخش اور تنکین دہ
 مسرد دواخانہ دہلی

ایمان افروز
ولولہ انگیز

عبرت ناک
سبق آموز

نبوت

شہادت

حق

SIYAHNAMA E ISLAM

سیرت النبی ﷺ

حصہ اول

حضرت حفصہ زوجہ کبریٰ نے اپنے شاہنشاہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت مبارک کے واقعات بیان کیے۔ لیکن حضرت فاطمہ زہراؑ کی کا شاہنامہ آنحضرت کو وصال سے شروع ہوتا ہے۔
 خاتم المرسلینؐ کو وصال کے چالیس دن بعد صحابیوں پر کیا گزری؟
 فوج اور ہجرت میں کبھی شہ پر کشش ہوئی؟
 چھ خلافت راشدہ کس طرح قائم ہوئی۔ اسلام کی سب سے پہلی
 باقاعدہ حکومت کیونکر عالم وجود میں آئی۔
 پرکھنے والے شہر کی آفریں بان میں ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد مضبوط

شہنامہ سیرت
زیادہ سے زیادہ
اشاعت دیکھنے والوں کی
بہترین خدمت ہے۔
آؤ آج اب کو تو قہہ دلائیے۔

اگر آپ
علاقہ راشدہ
کی تمام شاخوں کو
دیکھنا چاہتے ہیں
تو یہ شاہنامہ
فردی پر صنعت کی بہت
ضروری ہے۔

لکھائی چھاپائی روشن

حق و باطل کی تلواریں کہاں
کہاں نگر آئیں اور باطل کس طرح
مغلوب ہوا؟

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کیا کیا سرکے سرکے؟

اسلام میں جمہوریت
کا
مفہوم کیا ہے؟

کاتب مکتبہ تہذیبی و ولیدہ ضلع بہاولپور

رُوعْنِ اَكْسِيرِ دِمَاغِ

یہ تین ایک مستند طبی نسخے کے ذریعہ دو اسازمی کے ترقی یافتہ اصولوں کے مطابق نہایت
 اجزاء سے تیار کیا گیا ہے۔ صحت بخش غذاؤں کے مفقود ہوجانے کی وجہ سے جو دماغی امراض
 طور پر پائے جاتے ہیں ان کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ بالوں کو مضبوط کرتا اور سیاہی کو قائم
 کرے اور بے خوابی کا دشمن، بیٹھی نیند لاتا ہے۔ بالوں کا جھنڈا روک کر ان کی پیداوار بڑھاتا۔
 موسم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ دیر تک رکھنے سے خراب نہیں ہوتا۔ تجربہ کرنے پر انشاء اللہ
 ہماری صداقت کو تسلیم کریں گے۔ مزید اطمینان کیلئے مندرجہ ذیل تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔

جناب مخترم مولانا سید محمد
 کبیر آبادی ایم۔ اے۔ پرنسپل
 اکلنتہ۔
 میں نے اس روعن اکسیر دماغ کا استعمال
 کئے کے کام کی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی
 آسانی سے بلکہ منہ سے مہلک بیماریوں کو دماغ
 آری گیسا توت طاقت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب
 ایشادگرا می
 میں نے اس روعن اکسیر دماغ کا استعمال
 کئے کے کام کی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی
 آسانی سے بلکہ منہ سے مہلک بیماریوں کو دماغ
 آری گیسا توت طاقت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

مولانا قاری محمد طیب صاحب
 نیتھم وار العلوم دیوبند
 میں نے اس روعن اکسیر دماغ کا استعمال
 کئے کے کام کی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی
 آسانی سے بلکہ منہ سے مہلک بیماریوں کو دماغ
 آری گیسا توت طاقت بھی پیدا ہو رہی ہے۔

طیب ذوق
 محفوظ علی صاحب
 روعن اکسیر دماغ
 میں آیا۔ اصول طبی کے
 نظر بنایا گیا ہے اور اس کے
 اجزاء بہت مفید ہیں۔

اس کے علاوہ بھی اور بہت سی طبی تحریریں موجود ہیں۔ جنہیں منی سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

مجاہد ملت
 حضرت مولانا الحاج
 محمد حفظ الرحمن صاحب
 مدظلہ العالی
 روعن اکسیر دماغ بلاشبہ
 دماغی قوت و فرحت کے
 لئے اکسیر ہے۔

